دیوان وزیر

۹۱

محمد

دیوان خواجہ وزیر

[illegible] ۶۱۸۴۷

در سنہ ۶ طبع شد

اقدس لہی نی ذات مجمع البرکات جناب غفران مآب فخر المتاخرین شرف المتقدمین
استاذ المحققین ملاذ المتبحرین نسیم اللہ صحیفہ بلاغت دیباجہ کتاب فصاحت سرآمد
استادان جہان وزیر بادشاہ شاعران مجموعہ اوراق ذی کمالی شیرازہ اجزای نازک
خیالی ناخدای سفینہ علم قوافی وعروض دریکتای بحر کمالات وفیوض آسمان ساز زمین شعر
وسخن نتیجہ اشکال شعرای زمن صائب عصر کلیم دہر استاد راسخ مایہ و بضاعت جناب
شیخ امام بخش ناسخ افصح الفصحا اکمل الکملا محسود برنا وپیر سخنگوی بی عدیل ونظیر
جناب مولانا واستاذنا خواجہ محمد وزیر خلف الصدق جناب خواجہ محمد فقیر تغمدہ اللہ
بغفرانہ مین جمع فرمائی تہی کسیطرح حصر مین نہین آسکتے اگر جملہ اشجار صحرا قلم ہو جائین
اور تمامی صفحات گلستان عالم قرینۂ قرطاس بہم پونہچائین توبہی ممکن نہین کہ ایک حرف
اوس دفتر کا تحریر مین آئی منجملہ اوسکی صفت عالی خاندانی مین بہی وہ ذات قدسی صفات
لاثانی تہی شمع بزم شہرت اونکی والا دودمانی تہی سلسلہ نسب پاک کا خواجہ
بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سی ملتا ہی جنہین بزرگون نی اونکی نقش فقر اور عمل
جہاد نفس سی اقلیم سلوک کو تسخیر کیا ہی اجداد امجاد سادات عظام بزرگان ناتہالی
آمیزش مرزایان دفتر سی ہی نام مرزا سیف اللہ بیگ خان مبرور برادر حقیقی امیر الدولہ
حیدر بیگ خان مغفور نانا حقیقی جناب غفران مآب تہی عالی وقاران وقت مین جنکہ
انتخاب تہی فنون شاعری اور تہذیب اخلاق ور فروتنی مین ذات بابرکات خواجہ صاحب
مرحوم شہرۂ آفاق تہی استغنا اور توکل اور سخاوت ور وضعداری مین طاق تہے

جناب شیخصاحب اپنی زندگی مین انہین کو حاصل تلامینہ جانتی تہی ذی فہم تشنہ آر
اب بہی ونکی یکتائی کی مقر ہین ا و جب بہی مانتی تہی اعمال قبوح اور علم تسخیر وغیرہ مین
بہی ایسی مشق بہم پونہچائی تہی کہ لکہنو سی شہر مین انتخاب بےمثل او رلاجواب تہی تو سن
طبع شریف کو بمقتضای شوق نقش کی چال کی عادت ہوگئی تہی شاعری سی بالکل
نفرت ہوگئی تہی انتظام خانہای نقوش سی فرصت نہوتی تہی مہینون کسی شاگرد کی
اصلاح پر رغبت نہوتی تہی مگر جسدن وہ ہندسہ طبع کو ضرب ادہر دیتی تہی لاکھون مضامین
نو ر آگین یکبسر کم مشقون کی غزلون مین بہر دیتی تہی عالی ہمت بہی ایسی تہی کہ اپنی ضرورت
پر حاجت روائی سائل کو مقدم جانتی تہی ذو القربی والیتامی والمساکین کی حقوق
پہچانتی تہی دو بار شہریار نامدار فخر سلاطین اعظم حضرت سلطان عالم والی ملک اودہ نی
کمال سرفرازی اور رعایا نوازی سی یاد فرمایا مگر جناب موصوف نی بعذر علالت
پای قناعت کو اپنی جگہ سی نہ اوٹہایا فقیر کی اندازی مین سو روپی ماہواری سی
اونکا خرچ کم نہ تہا مگر کبہی یہ نہین کُہلا کہ کہانسی آیا اور کون دی گیا اکثر لوگ بجا خرچ
جب اسکا خیال کرتی تہی دست غیب کا احتمال کرتی تہی زمانہ جناب شیخصاحب مین
ایک کلیات ضخیم نتائج طبع سلیم سی مرتب ہو کر ضائع ہوا جبسے پہر کبہی ویسا شوق
شاعری نہ چمکا اگر کبہی کسی دوست کی فرمایش یا کسی تلامینہ کی اصرار و خواہش سی کچہ موزون
فرمایا یا وہ مسودہ گم ہوا یا صاحب فرمایش لی گیا بیشتر غزلون کی مسودونکو بی پروائی سے
رایگان فرمایا یہانتک کہ اکثر مہینون مین چار چار مرتبہ غزلین موزون کین جو ہر طبع

سی

عالی دکھایا جب حسب اتفاق خان والاشان سراپا اخلاق کان خلوص و وفاق
قدرشناس اہل کمال سرچشمۂ فیوض و افضال آداپسند شاہدان سخن منتخب وضعداران زمن
مقبول بارگاہ یزدان جناب محمد عبدالواحد خان مہتمم مطبع مصطفائی حد سی زیادہ
مشتاق کلام ہوکر خدمت خواجہ صاحب مرحوم مین پہونچی اور مصر اجتماع تصنیفات
ہوی حال بربادی دیوان مفصل نقل فرمایا ایک پرچہ بہی پاس نہ تہا کچہ کچہ یاد سنایا
خانصاحب ممدوح کو بہت حیرت ہوئی اوسی روز سی بنای اجتماع دیوان سرزمین
دل مین قائم کی احباب سی فراہمی کلام خواجہ صاحب کی تاکیدین ہوین کچہ غزلین
تلف شدہ بہم پہونچین متعدد سادی کتابین مشق فکر سخن کی لیی دی آئی اکثر زمینین
تجویز فرماکر شعر کہلوائی یہان تک کہ ایک دیوان مختصر صاف اور مرتب فرماکر نذر خواجہ
صاحب کیا چنانچہ اسطرف جو کچہ جناب مغفور نی نظم فرمایا انہین کی مزید اہتمام سی باقی
رہ گیا جب کبہی خانصاحب ممدوح فرط محبت سی عزم طبع دیوان کا ذکر زبان پر لاتی
تہی بی تکلف ارشاد فرماتی تہی کہ کلام سابق بالکل ناپسند طبیعت ہی ابتدای مشق کی شعرون
سی مجکو نفرت ہی اگر مکارہ زمانہ نی فرصت دی عوارض لاحقہ سی مہلت ہوئی تو دو
مہینی کی توجہ مین جیسا جی چاہتا ہی بہت کچہ موزون ہو جای گا انشاء اللہ تعالی
عنقریب دیوان معقول ترتیب پای گا مگر اجل نی فرصت نہ دی ایفای وعدہ
کی نوبت نہ آئی بائیسوین تاریخ شب آدینہ ذیقعدہ گذشتہ ۱۲ ہجری مین جہان گذران
ترک فرمایا خلعت حیات ابدی کو زیب کیا چندی بمقتضای بشریت دل قدرشناسان

سخن پر رنج و غم طاری رہا ایک مدت دیدۂ مرتبہ دانان زمن وقف اشکباری رہا
جب حق سبحانہ تعالی نی صبر کو قلوب مضطر پر مستولی فرمایا کچہ کچہ افاقہ ہوا فی الجملہ ہوش
آیا پہر خانصاحب ممدوح نی کمال عنایت سی وضعداری کو کام فرمایا اور اہتمام
تصحیح و ترتیب کلام بلاغت نظام کا عہدہ اس نالائق بدترین خلائق کی سپرد
کرکی گنجینۂ حصول سعادت کا راستا بتایا پہر تو اس خاکساری مقدار اور برگزیدۂ
بارگاہ لم یزلی جناب سید محسن علی محسن تخلص نی کمر ہمت چست باندہی
راحت و آسایش یکقلم ترک کی شہر لکہنؤ مین جسکی پاس کچہ تصنیفات جناب
خواجہ صاحب کا پتا پایا میر صاحب موصوف وہان سی لائی یا بندہ پونہچا بیشتر
خطوط احباب اطراف و جوانب کو لکہی اکثر مسودات گم شدہ دوستون کی عنایت سے
ملی الحمد للہ کہ بڑی دوا دوش سی دو برس کی کوشش سی یہ نسخۂ دلپذیر کہ نام تاریخی
اسکی ہنگام ترتیب سی انجام طبع تک ملہم غیبی نی قلب فقیر مین القا کیی تہی
یہان بر سبیل تذکرہ لکہی گئی اسامی مادہ سال ترتیب نقوش بنا واضح معجزات
رفعت ریاض کرم مقاصد منظوم مشام فیض دفتر فصاحت اسامی مادۂ سال طبع
سر غیب منظوم یادگار یوسفستان ارادت مرتب ہوکر مع الخیر انجام کو پونہچا او
تائید خلوص باطنی خانصاحب ممدوح سی بکمال خوبی اور نہایت خوش اسلوبی کی
ساتہ مطبوع ہوکر فیضرسان خاص و عام ہوا ازبسکہ ہنگام ترتیب نسخ مختلف اور کلام متفرق
جابجا سی بہم پونہچا بیشتر غزلون مین اختلاف نظر آیا لہذا اون سودا اتکی تطبیق

بی

پر کہ جن پر نظر ثانی مصنف کا یقین ہو الحافظ رہا مناسب یہ ہی جن حضرات کی پاس کچھ کلام اونکا قلمی ہو نسخہ صحیحہ مطبع ہذا سی مطابق فرمالین اور مقابلہ کرکے جو اختلاف ہو اوسکو نکالین اب عنایات ناظرین اور توجہات مشتاقین سی امید ہے کہ حبّ اس گنجینہ فیض سی استفادہ حاصل فرمائین مہتممون کو دعای خیر سے نہ بہلائین

| | |
|---|---|
| آج خوش فضل خدا سی ہی طبیعت میری | للہ الحمد کہ ٹہکانی لگی محنت میری |

## تاریخ ترتیب دیوان بلاغت عنوان از فقیر ہیچمدان

| | |
|---|---|
| حیف صد حیف ہوی تارک دنیا ہی دنی | قبلہ و کعبہ کونین جناب استاد |
| اس زمانی مین تہی بی شبہ طبیعت اونکی | خسرو ملک سخندانی و معنی ایجاد |
| پختہ کاریکو ہر اک بیت مین کرتی تہی صرف | ریختہ گوئی کی قائم تہی وہین سی بنیاد |
| کرتی تہی لاکہون ہی مرغان معانی کو شکار | دام تہی فکر اگر طبع رسا تہی صیاد |
| مجتمع پہلی جو فرمایا تہا دیوان جسیم | اتفاقات زمانہ سی ہوا وہ برباد |
| زادۂ طبع معلی ہوی کثرت سی تلف | سرزمین شعر کی ویران ہوی ہو کر آباد |
| حق تعالی نی عطا کی تہی جو استغنا بہی | کچھ نہ تہا رنج کیا کرتی تہی اکثر ارشاد |
| دو مہینی کی توجہ مین بفضل باری | جمع ہو جائینگے اشعار مری حد سی زیاد |
| گو حقیقت مین یہ ارشاد مبارک تہا بجا | پر نہ مہلت دی اجل نی کہ حاصل ہو مراد |
| تہی ازل سی یہ سعادت جو مری حصّی مین | بس اسی پر متوجہ ہوئی طبع ناشاد |
| کہ کسیطرح فراہم ہو یہ گنجینۂ فیض | حق تعالی سی طلب کرنی لگا مین امداد |

اسی الجھن مین پھنسا تھا کہ ہوئی آ کی شریک ۔۔۔ میر محسن علی خوش روش و نیک نہاد
میر صاحب نی مری ساتھ بہت محنت کی ۔۔۔ لائی ہر سمت سی اشعار فصاحت بنیاد
پھر تو جو ہر نی بھی کچھ ہاتھ بٹایا میرا ۔۔۔ کہ حقیقت مین ہین وہ جوہر مرآت وداد
الغرض محنت یکسالہ مین ای بیخود زار ۔۔۔ جمع دیوان ہوا دل دوستونکا ہو گیا شاد
سال ترتیب یہ رو رو کی لکھا پھر مین نی ۔۔۔ آج دیوان مرتب ہوا بعد استاد
١٢٧١

## ایضاً از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر مجتمع ہوئی نظم وزیر آج ۔۔۔ ہر بیت اسکی قصر فلک سی بلند ہی
جب دیکھتا ہون ہوتی ہی تفریح بیحساب ۔۔۔ یہ نسخہ کیا دوای دل دردمند ہی
حسن صفای یوسف مضمون تو دیکھیی ۔۔۔ بازار شہر نظم کا آئینہ بند ہے
عین الکمال کا بھی خطر اب ہمین نہین ۔۔۔ ہر نقطۂ حروف بعینہ سپند ہی
لکھ کلک فکر سی سن ترتیب ای سفیر ۔۔۔ دیوان بی مثال یہ عاشق پسند ہے
١٢٧١

## ایضاً از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

دیوان جناب شاہ اقلیم سخن ۔۔۔ گردید مرتب آن چو بی مثل و نظیر
بنوشت ز کلک موج سال ترتیب ۔۔۔ دیوان درشاہوار بحرین وزیر
١٢٧١

## ایضاً از سید محمد حسین محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

بنی گا بلبل اب ہر اک سخندان ۔۔۔ کلام غیرت گلشن ہوا جمع
رقم کر سال ترتیب ای محمد ۔۔۔ گل معنی کا یہ خرمن ہوا جمع
١٢٧١

## قطعات تاریخ انتقال جناب خواجه وزیر صاحب مرحوم از شعرای گزیدهٔ روزگار

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص ارشد تلامیذ سند المحققین فخر المتقدمین و المتاخرین استاد اسیح جناب شیخ امام بخش مرحوم ناسخ تخلص

در غمش جمله قدردان کلام / خاک ماتم بفرق و دست بهم
تیره گردید آسمان سخن ✤ / منخسف گشت او بخاک چو بدر
بحر تاریخ رحلتش این گفت / وای خواجه وزیر عالیقدر ۱۲

از جناب کپتان مقبول الدوله احسان الملک مرزا محمد مهدی علیخان بهادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

زمین شعر و سخن را گذاشت خواجه وزیر / که در تمامی اهل سخن گرامی بود
فصیح بود اگر او در استخوان نبیی / مگر بمائدهٔ نظم رشک جامی بود
بنظم بود تلمذ ز ناسخ مرحوم / که یک بزمرهٔ شاگردیش نظامی بود
وزیر بود چو سلطان ملک معنی را / بملک نظم ز فکرش خوش انتظامی بود
گذاشت او چو جهان را نوشت سال قبول / وزیر بادشه شاعران نامی بود ۱۲

### ایضاً

چون ز دنیا گذشت گردین / پیش شاه شهید جای وزیر
بود در شعر شاهی دیگر ✤ / نیست ممکن کنم ثنای وزیر

رفت چون از جهان بسوی جنان — ناله کش خلق شد که های وزیر
دل هر کس که هست موزون تر — پر شد از درد جانگزای وزیر
سال رحلت چنین نوشت قبول — بسخن شاه بود وای وزیر
۱۲۷

## از جناب مولوی محمد بخش صاحب شهید تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

وزیر داشت تخلص جناب خواجه وزیر — که بادشاه نمش بود در لباس فقیر
خوش اعتقاد و خوش افعال و خوش روش خوش خو — قمر جمال و سپهر جلال و مهر ضمیر
رموزدان علوم ائمه بود بجهر — که قائل ست درین علم هر صغیر و کبیر
بشاعران جهان برد گوی سبقت ازین — که بود در فن اشعار بی عدیل و نظیر
برفت جانب خلد برین ازین دوران — شدند جمله سخندان بماتمش دلگیر
بچشم مادر او چون شود نه تیره جهان — که در زمانه نماند نشان و نام فقیر
شهید سال وفاتش چنین نمود رقم — بشاعران زمان بادشاه بود وزیر
۱۲۷

## از مرزا حاتم علی بیگ صاحب مهر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

رفت زین دار فنا خواجه وزیر — شد بچشم دوستان عالم سیاه
مصرعهٔ تاریخ رحلت گفت مهر — ناظم ملک معانی بود آه
۱۲۷

## ایضاً

خواجه وزیر شاعر خوش فکر و خوش بیان — مین اور وہ تھی و نوا کا استاد سہی مشیر
وہ عازم جنان ہوئی تاریخ کہی مہر — ملک سخن ہوا ہی برباد بے وزیر
۱۲۷

## ازلاله رام سهای صاحب رونق تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

افصح شاعران هند که بود — بیعدیل و نظیر خواجه وزیر
زین جهان رفت چون بملک عدم — در غمش گشت عالمی دلگیر
صاعقه بار ناله دلهاست — چشم خونبار رشک ابر مطیر
شور ماتم به برج قوس رسید — سر کشیده ست آه تا سر تیر
کلک رونق نبشت تاریخش — خسرو این زمانه بوده وزیر
١٢٧٠

## ایضاً

شد ز بیت فنا بملک بقا — خسرو عهد آه خواجه وزیر
مطلع صاف اوست مطلع نور — در ضیا شعرا و چو ماه منیر
خوش بیان بود و کامل هر فن — وصف او تا کجا کنم تحریر
وای صد وای زین مرقع دهر — شده پنهان بخاک آن تصویر
هجر او کرد با من آن کاری — که نماید ز دشنه و شمشیر
جیب صبر و قرار چاک زدم — غم او گشت چون گریبان گیر
باشه کربلا چو الفت داشت — ماتمش گشت زان جناب امیر
فکر تاریخ رحلتش کردند — دست بر سر زنان صغیر و کبیر
ناگهان رونق از سپهر برین — شد ندا رفت نزد شاه وزیر
١٢٧٠

## از تدبیر الدوله مدبر الملک منشی میر مظفر علی خان بهادر

بہادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

رحلت خواجہ وزیر اہل جہان کو ہوی شاق — خاک بر سر ہوی اس غم سی صغیر و کبیر
کی رقم کلک نی صفحی پہ یہ تاریخ وفات — خواجہ عالم ارواح ہوی جان وزیر ۱۲۷۰

از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

جناب خواجہ وزیر وحید عصر و زمان — بفن شعر و سخن بود بیمثال و نظیر
بلند فکرت و نازک خیال و رنگین طبع — زمین ملک سخن داشت بیقلم جاگیر
ہلال سال وفاتش شنید از رضوان — دو شہ نشین جنان باد یک مقام وزیر ۱۲۷۱

از شیخ الہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

اوٹھا جہان سی استاد کامل و یکتا — دل زمانہ ہوا مورد تعب صد حیف
یہ سال ہجر ہی ہجری مین لکھہ اسی عشقی — گیا وزیر بھی ناسخ کی پاس اب صد حیف ۱۲۷۰

ایضاً

شاعر بی نظیر خواجہ وزیر — در فن شعر بود بس یکتا
زین جہان رفت سوی گلشن خلد — آہ افسوس حیف واویلا
سال فوتش چو کردم استفسار — دو دوشش در حرم اقدس شعرا
این صدا آمد از دل ہر عبد — رضی اللہ عنہ یوم جزا ۱۲۷۰

ایضاً

جنت کو ہوی راہی دنیا سی وزیر افسوس — اس غم سی دل اے عشقی کیون چاک نہ ہوجاے

| | |
|---|---|
| لکھ علیسوی تاریخ اوس اعجاز بیان کی یہ | ذیقعدہ شب جمعہ بست و دوم آی ہائے |

از جناب مرزا اصغر علی خان صاحب دہلوی نسیم تخلص

| | |
|---|---|
| خواجہ وزیر شاعر بی مثل روزگار | جان داد و بر زبان جہان رفت ہای ہای |
| در جوش غم نسیم بتاریخ فکر گشت | تحریر شد سخنور کامل ہمہ دو فوائے |

از عبد اللہ خان صاحب مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

| | |
|---|---|
| دوش بودم بفکر خود غمگین | ہوش قائم نہ خاطرم برجا |
| شکوۂ روزگار میکردم | در حوادث نشستہ سر تا پا |
| کہ بناگاہ از سوی افلاک | تا بگوشم رسید شور بکا |
| متحیر شدم کہ خیز شود | این دگر غلغلہ چہ شد پیدا |
| کہ بسمع ندای غیب آمد | ہای خواجہ وزیر وا ویلا |
| ہوش پرواز کرد از سر من | غم دیگر گرفت جان مرا |
| گفتم ای دل ہزار افسوس ست | کہ چنین کس گذشت از دنیا |
| شاعری بود کز یم فیضش | قطرہ میکرد دعوی دریا |
| بعد ناسخ نبود مانندش | در میان معاصرین یکتا |
| رخت ہستی زد ار فانی بست | سفری شد بسوی شہر بقا |
| فکر کردم بسال رحلت او | بمن ارشاد کرد طبع رسا |
| بر سر نعش او بگوای مہر | بادشاہ سخن وزیر کجا |

| | |
|---|---|
| از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی | |
| چون مرد وزیر شہ اقلیم معانی | استاد زمان زمزمہ پرداز کہن فکر |
| تسلیم بہ بالش ہمہ بیدل شدہ افسوس | لطف و کرم و علم و عمل شعر و سخن شکر |
| از حکیم محمد ابراہیم صاحب حکیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی | |
| حکیم آہ جو وقت خواجہ وزیر | گئی بہر گلگشت باغ نعیم |
| ہوا محشر آباد شیون سے گہر | گیا نالہ تا بام عرش عظیم |
| زبانی کی ارباب معنی کا دل | ہوا درد و اندوہ و غم سے دو نیم |
| سیہ پوش ہر نقطہ آیا نظر | بسان سویدا ے قلب لئیم |
| کف دست افسوس صفحہ ہوا | بنا خامہ حیرت سے نبض سقیم |
| اوسی عالم یاس مین بہر سال | ہوی مائل فکر طبع سلیم |
| لکہا خامہ نوحہ انگیز نے | ہوا کیا سخن یا الہی یتیم |
| از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دہلوی | |
| گئی وا فشانی سی خواجہ وزیر | قیامت کا ہنگامہ برپا ہوا |
| لکہی مین نے تاریخ اشرف یہی | مزہ شعر کا ہای جاتا رہا |
| ایضاً | |
| گرد از دنیا سفر خواجہ وزیر | شور ماتم رفت تا چرخ کہن |
| وای شد بیت معانی بیچراغ | گریہ ہا سر کرد شمع انجمن |

گفت اشرف سال تاریخ وفات | اوج بیرون رفت از شعر و سخن ۱۲۷

## از کبیر الدین صاحب نشاط تخلص شاگرد عبد اللہ خان مہر

از وفات جناب خواجہ وزیر | دل من شد نشاط غم اندود
داشتم فکر سال رحلت او | ہاتف غیب ہم جلیسم بود
حرف با نقطہ را گرفت و بگفت | حیف لطف سخن تمام نمود ۱۲۷

## از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر خواجہ صاحب مرحوم

قبلہ و کعبہ جناب والد و استاد ہای | اس سرا سی ہو گئی راہی سو ملک بقا
تھی وزیر بادشاہ شاعران خلق ہین | انتظام ملک معنی اونکی دم تک ہو گیا
کیسی کیسی شفقتین انکی مجھی آتی ہین یاد | شاعری کیسی کہ لطف زندگی جاتا رہا
کی اسی غم مین مجھی ہین نی فکر سال فوت کی | ہو کی بیدل روح محزون نی دی مجکو صدا
لکھو یہ مصراع خامی کی طرح رو کر سفیر | گم ہوا نام آج بالکل ناسخ مرحوم کا ۱۲۷

## ایضاً

وزیر آج ملک عدم کو گئی | نکیو نکر ہو اقلیم معنی تباہ
مجھی فکر تاریخ تھی ناگہان | ہوا غل مٹا نام ناسخ کا آہ ۱۲۷

## ایضاً

ہیہات دنیا سی اٹھی وحی الدہر خواجہ وزیر | اونکی قدم سی اب ہی زیب شبستان جنان
ہی اشتعال سوز غم تاریخ یہ لکھ اے سفیر | باد اجل سی گل ہوی وا شمع بزم شاعران ۱۲۷

ازجناب آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہزار حیف اوٹھے اس جہان فانی سے ۔۔۔ جناب قبلہ و کعبہ وزیر خوش اخلاق
قلق یہ صنعت منقوطہ مین لکھہ تاریخ ۔۔۔ فصیح شاعر و استاد شہرۂ آفاق

ازجناب میر محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شاہ ملک سخن جناب وزیر ۔۔۔ کرد رحلت ز عالم ایجاد
سال فوتش نوشتم ای محسن ۔۔۔ گشت از عدم وزیر آباد

از میر محمد صاحب عرف میر محمدی سپہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

دنیا سے ای سپہر اوٹھے خواجۂ وزیر ۔۔۔ چھایا ہے دل پہ خلق کی ابر غم کثیر
خالق نے ہر طرح کی دی تھی اونہین کمال ۔۔۔ بیشک تھے اس زمانے مین اوات اونکی بے نظیر
کیا اپنے بخت بد کا کرون شکوہ مین حزین ۔۔۔ دام الم مین طائر جان ہو گیا اسیر
جب سے سنا تھا مین نے یہ افسانۂ ملال ۔۔۔ پڑتی تھی میری سینے پہ ہر لحظہ غم کی تیر
تاریخ فوت لکھون یہ ہر دم خیال تھا ۔۔۔ کنج الم مین طبع رسا تھی مری اسیر
ناگاہ مجکو ہاتف غیبی نے دی صدا ۔۔۔ اچھے قریب شاہ شہیدان گئے وزیر

ازحکیم میر انعام حسین صاحب مجنون تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

گئے جو ملک عدم کو وزیر شاہ سخن ۔۔۔ زمین شعر و سخن ہو گئی خراب و تباہ
لکھا یہ خامۂ مجنون نے سال فوت انکا ۔۔۔ شہ و وزیر دو فقیر آہ سبکو ہے ہے آہ

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

بر در گلزار رضوان بهر سیر — بعد مردن رفت چون اول وزیر
هاتف غیب از فلک نشتر بگفت — پیش شاه دین رسید اکمل وزیر ۱۲۷۰

از میر عباس صاحب عباس تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

رفت سوی گلشن جنت ازین دنیا — شاعر بی مثل و ممتاز من خواجه وزیر
از حروف با نقط عباس گفت این سال غم — حیف ای والا وقار استاد من خواجه وزیر ۱۲۷۰

از شیخ بهادر علی صاحب ایجاد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

درد اجناب خواجه وزیر اوستاد من — بسپرد جان خویش بخلاق بی نظیر
تاریخ سال بهر مزار مقدسش — کلکم نوشت تربت پاکیزهٔ وزیر ۱۲۷۰

ایضاً

جناب اوستاد و قبلهٔ من — نموده کوچ زین دار جهان حیف
پی سال وفات آن یگانه — نوشتم مرد شاه شاعران حیف ۱۲۷۰

از شیخ قادر علی صاحب موجد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

افسوس سوی شهر خموشان گئی وزیر — شهرت تھی اس زمانی مین اونکی بیان کے
اردو کی شعر کا تھا مزہ اونکی دم تلک — باقی رہی نہ منزلت اب اس زبان کے
موجد نی سال ماتم اوستاد یون لکھا — لو شاعری تمام ہوی سب جہان کے ۱۲۷۰

از مرزا نظر علی بیگ صاحب خطا تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

رفت استاد زبردست از دہر — ذات او بود نظیر ناسخ
شد خطا سال وفاتش منقوط — خواجہ عہد وزیر ناسخ ۱۲۶۷

**از مرزا اصغر علی بیگ صاحب فقیر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم**

جب گئی جنت کو خواجہ ای فقیر — کیا کہون دلکو ہوا صدمہ عجیب
روح پر طاری غم استاد تہا — فرط غم سی ہوگیا ہین جان بلب
فکر تاریخ اتنی مین پیدا ہوی — بٹ گئی کچہ کاہش رنج و تعب
دی یکایک مجکو ہاتف نی صدا — خالی کی بائیسوین جمعہ کی شب ۱۲۶۷

**از مولوی جلال الدین صاحب جلال تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم**

جناب خواجہ ہستی سی عدم کو ہوگئی راہی — گیا ہمراہ اونکی لطف سب رنگین بیانی کا
جلال تلخکام اب سال رحلت اسطرح لکہو — ہوا کافور و عنقا یہ مزا شیرین زبانی کا ۱۲۶۷

**از لالہ جواہر لعل صاحب جوہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم**

بکربلا شدہ مدفن جناب خواجہ وزیر — کہ بندگیش بود فخر شاعران کرام
صدا ز روی دل آمد بسال اش جوہر — بہ بزم شاہ شہیدان کنند وزیر آرام ۱۲۶۷

**ایضاً**

بادشاہ شاعران خواجہ وزیر — در لحد چون کرد فکر خوابگاہ
گفت جوہر در غمش سال وفات — از شب آدینہ ذیقعدہ آہ ۱۲۶۷

**از لالہ دہنپت رای صاحب زار تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم**

استاد میری حضرت خواجه وزیر آه / راهی سوی بہشت هوی اس جہان سے
هی اس الم سی وادی محشر یه لکهنو / کیون دل کا داغ مهر قیامت اب نه بنے
گردش هزار بار جو کهائی فلک تو کیا / پیدا بشر نهون گی کبهی اس کمال کی
درویش دوست صاحب همت کریم طبع / افصح ذکی خلیق توکل پسند تهے
طوطی هند شاعر بی مثل و بی بدل / واقف بہت رموز و نکات عروض سے
تها علم قافیه مین بهی اس مرتبه کمال / تهی تنگ قافیی شعرای زمانه کی
تکسیر کی علوم کو ایسا کیا حصول / امکان کیا نظیر جو کوئی نکال دی
آگاه علم دین سی بهی شیدای اہل بیت / زاہد خدا پرست وحید زمانه تهے
پوچها جو زار نی بدل زار سال فوت / بولا سروش والی ملک سخن او ٹهی ۱۲

## ایضاً

بادشاه شاعران خواجه وزیر / رفت زین دار فنا سوی جنان
از پی سال وفاتش گفت زار / بلبل هندوستان شیرین زبان ۱۲

## از مولوی میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

شه کلام متین و نگین بلیغ و فصیح ذکی و کمال / علیم علم بیان و معنی برنگ فصی دو بیتی نظامی
فروغ بزم سخن چو صائب کلیم ثانی وحید عالم / دریں زمانه وزیر بوده عدیل سعدی نظیر جامی
حسن چو جستیم سال فوتش بدرد و رنج و ملال و حرمان / صدای هاتف بمن رسیده آه گرفته وزیر نامی ۱۲

## از عبد الصمد صاحب جزین تخلص شاگرد مولوی محمد حسن صاحب حسن

عالم اعلیٰ بیان صاحب سیف و قلم — کشور نظم و بیان بود بزیر نگین
خواجه وزیر فقین مالک ملک سخن — رفت ز دار فنا جانب خلد برین
سال وفاتش بغم گفت بصد درد دل — وای شه شاعران بوده وزیر این چنین

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

افسوس ہی کہ حضرت خواجہ وزیر آج — راہی سوی عدم ہوئی دیکر ہمین تعب
دنیا سی اوٹھ گیا مزہ شعر و شاعری — طاری سخنوروں کی ہی دل پر الم عجب
استاد کی حقوق نہ مجھسی ادا ہوی — ہیہات دل کی ایسی ہی آیا زوال سبب
معجز جو شفقتیں مجھی آتی ہیں اونکی یاد — فرط غم و الم سی ہین ہوتا ہوں جاں بلب
کرتا ہوں نالی پڑھکی یہ مصرع سال فوت — ویران ای وزیر ہی اقلیم شعر اب ۱۲۷۱

از مولوی اشرف حسین خانصاحب اشرف تخلص امین ضلع بنارس شاگرد معجز

رفت [illegible] از [illegible] خواجه وزیر — بود بنیاد کلامش را [illegible]
گفت اشرف ز حروف منقوط — های شاگرد رشید ناسخ [illegible]

از سید [illegible] علی بیخود تخلص شاگرد جناب خواجه صاحب مرحوم

استاد وقت بست چو رخت سفر ز دهر — در چشم کاملان سخن شد جهان سیاه
تاریخ فوت بیخود محزون رقم نمود — هی هی وزیر ناسخ مرحوم آه آه ۱۲

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد بیخود

راہی جنت ہوی خواجہ وزیر — تھی وہ سر خیل فصیحان زمن

لطف شعر و شاعری جاتا رہا
خار ہی نظروں میں اپنی یہ چمن

بسکہ ماتم دار ہی جان حزین
خانۂ دل بن گیا بیت الحزن

نشتر شریان یہ غم ای ضبط ہی
مرغ دل ہر دم ہی اس سی نالہ زن

چُن کی حرف با نقط لکہ سال فوت
آہ خالی ہو گیا ملک سخن

## از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہزار حیف عجب اوستاد یکتائی
سرای عالم فانی سی آج کوچ کیا

سن وفات لکہا خامۂ محمد نی
وزیر ملک معانی کا شبہ تہا واویلا

## ایضاً

گذشتہ ہای صد حیف آہ ای افسوس واویلا
کہ یکتا بود او لا مثل بر ہر فن وزیر ایوا

محمد سال مرگ او بنشتہ آہ آہ ازل
بملک جاودانی گشت سکہ زن زبر ایوا

## ایضاً

وزیر شہنشاہ اقلیم معنی
گئی یان سی ای ای سوی جنان حیف

محمد سمجے ہین تاریخ لکہو
سخندان بی مثل کیسا اوٹہا اب

## از عبد الرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد بیخود

چون ز دنیا کرد رحلت حضرت خواجہ وزیر
ہر یکی را صدمۂ جانکاہ شد از حد فزون

سال فوتش را چو دل پرسید جان از بیدلی
گفت مرجع نیست جز انا الیہ راجعون

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوا شائع وا دین نام بسم اللہ سی دیوان کا
سر دیوان پہ ہی الحمد للہ تاج قرآن کا

عوض مطلع کی کھینچوائینگے نقشہ روی جانان کا
ہنی تا مطلع خورشید مطلع اپنی دیوان کا

زلیخا کیطرح کس شاہ ملک حسن نی جہانکا
ہر اک روزن بنا ہی چشم یوسف سے زندان کا

نہین انہو خط مین جلوہ حسن روی جانان کا
عیان ہی تخت پہ پریونکی جھرمٹ مین سلیمان کا

ہوا جوبن دون خط سیہ سی روی جانان کا
پڑھا اس آبنوسی رحل سی حسن و قرآن کا

حنائی ہاتھ کی تاثیر طرفہ رنگ لائی ہی
شجر تیری نگین کا بنگیا ہی نخل مرجان کا

گلی سی حرف ہاتونکی نظر آتی ہین حیرت ہے
عیان جوہر ہین شبنم آسا ہی جسم جانان کا

کریگا آتش افروزی چمن سودائی گیسو مین
دہوان بنکر رلائیگا نظارہ سنبلستان کا

دکھایا آب کلفت ہو کی منہ اوس حور طلعت نے
اوٹھا گھونگھٹ کہ دروازہ کھلا گلزار رضوان کا

بگڑ کر اسنی چلمن سے جو ہمکو آنکھہ دکھلائی
پری شیشی مین پڑہتی ہین کلمہ اسم اعظم ان وہ دیوانہ
تری ہونٹونکی آگی رنگ جب اسکا نہین جمتا
ہی یہ حسن و ہفتہ چار دنکی چاندنی ساقی
نہین ہے سرمگی دنبالہ ای ترک آنکھہ مین تیرے
ذقن مین دانہ خال سیہ دیکھا تو مین سمجھا
وہ گریبان ہے جو میرا یوسف دل گر پڑا جسمین
جہان کو قتل کرتی ہین مہر و جامہ زیبی سے
رہا کرتا ہی اپنا دہان شکوہ فرقت مین
دکہایا اوسنی عارض قبر عاشق پہ لگی کہنے
بنینگے دل بہر بازی طفلان ہی گل کے
جلے صبح صادق کا گمان ہی اوسکی عارض پہ
بہت کچہہ کہو کی پائی اسنی راہ خود فراموشی
گرا قطرہ پسینی کا جو اوس رو سے مخطط سی
ہوی ہین جمع آنسو کر رہی ہین شعر خیابان کیا
فلک سے ہی فراغ ای منعمو اپنا گدائی مین
دل دیوانہ آگی چند ہی جو زلفون مین بسر ہوگی

غزال چشم پر دہوکا ہوا شیر نیستان کا
ہر اک داغ جنون مین ہی اثر مہر سلیمان کا
تو کیا کیا جوش کہلتا ہی لہو لعل بدخشان کا
چہلک جاتا ہی بہرتی ہی پیالہ ماہ تابان کا
نہ ہر اسنی ہی یہ نشان فوج مژگان کا
لطافت سی عیان ہی تخم یہ سیب زنخدان کا
کبہی پانی نہ ٹوٹی گا تری چاہ زنخدان کا
مگر تیغ ہلالی ہی ہلال انکی گریبان کا
کوئی مرہم نہین جز وصل اس زخم نمایان کا
سحر ہوتی ہی دروازہ کہلا شہر خموشان کا
اثر باقی رہی گا الفت چاہ زنخدان کا
مسی پہ لعل لب کی شبہ ہے شام بدخشان کا
دل گم گشتہ آبہی خضر ہی اپنی بیابان کا
تلی گا جنس جان کی ساتہ یہ سیپارہ قرآن کا
گمان ہی ان مژگان پہ بازیگاہ طفلان کا
بہت ہی بعد رہا خواہان نہین تخت سلیمان کا
لقب ہو جاے گا صبح وطن شام غریبان کا

نپایا بوسۂ لب اوس پری سی جب تو یہ سمجھا
نہین انسانکی قسمت مین چشمۂ آبحیوان کا

لب لعلین پہ اوسکی نہ یہ مین ہی پان کا لا کہا
نکل آیا ہی کہا کرجوش خون لعل بدخشان کا

پری زادون نے دی مٹی جو مجکو بعد مرنے کی
کوئی تختہ لحد مین تھا مگر تخت سلیمان کا

مسین پہنگین نہین ہین ای قمر تیرہ رو آئینہ رو کی
نمایان پشت لعل لب پہ ہی یہ عکس مژگان کا

حیرت افزای جہان جسم مصفا ہو گیا
چار چوہر مل کی اک آئینہ پیدا ہو گیا

پھٹ گیا دامان یوسف کیا ہی رسوا ہو گیا
کیون نہ سوزن ہو کہ کر دست زلیخا ہو گیا

اب کرامت کیجیی اب معجزے دکھلائیی
خضر خط رخسار یوسف لب مسیحا ہو گیا

ذکر آیا جب بھوون کا گر پڑے ہم سر کے بل
آیتین سجدے کی سنکر فرض سجدا ہو گیا

در پہ اوس خوش چشم کی جا بیٹھے ہین مثل فقیر
آہوونکو سایہ اپنا مرگ چھالا ہو گیا

خوب محشر کی برپا یار کو دکھلا دیا
آج او رفتار جانان کا رفردا ہو گیا

وای محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
میری اوسکی درمیان غفلت کا پردا ہو گیا

سایۂ قامت بھی ہرجائی ہی کیا تیری طرح
سرو گلشن مین ہوا جنت مین طوبا ہو گیا

طوف کی جیلی مین ہم بھی گہوئی کو جائینگے
گریہ پوشی سی کعبہ چشم لیلا ہو گیا

سلسلہ جنبان ہوئی گردش جو چشم یار کی
شکی آہو سایہ اپنا دشت پیما ہو گیا

خود نما جب ہو گیا آئینہ سودای عشق
حلقۂ زنجیر مجنون چشم لیلا ہو گیا

بنگیا محراب کعبہ کا پیالہ جام می
مست ہین اللہ کی جو منہ سی نکلا ہو گیا

ہوگیا وحشی گہر دیکہی جو ڈہوئی سی دائت
بڑہ گئی گرد یتیمی دشت پیدا ہوگیا

کیا سنایا کیا پڑہایا ای چمن آرا انہین
گوش گل بہرا دہان غنچہ گونگا ہوگیا

جلوۂ محبوب مہوش دیکہہ لی ہر رنگ مین
قیس کو آہو بہی چشم شوخ لیلا ہوگیا

خاک مین ملجائی وہ چشمہ جسمین آب ہو
پہوٹ جائی آنکہہ اگر موقوف رونا ہوگیا

خلق کیا مصروف طوف کعبۂ و بتخانہ ہی
ہمسے گر پوچہو تو چکر مین زمانا ہوگیا

خط مشکین سی ترہی ہی کسقدر لپٹا ہوا
کیا مری دل کا ورق خط کا لفافا ہوگیا

وقت نظارہ معطر آنکہ کی پتلی ہوئی
عطر نرگس تیری آنکہون کا پسینا ہوگیا

کیا نمک ہی تجمین ای ساقی کہ پرتو سی ترے
بادۂ انگور بہی ساغر مین سرکا ہوگیا

سبزۂ عارض نہین پی جہ او سر و روان
تو مرا پا دل ہوا تو خط سویدا ہوگیا

ہم بغل ہونیکی تہی ابتو سراپا آرزو
ضعف سی قد جہک کی آغوش تمنا ہوگیا

۳

قبلۂ دنیا و دین معروف ہوا ہی ای وزیر
شوق سی سجدہ کرون کعبہ مدینا ہوگیا

۴۴

جسم کیسا یان لباس جسم آدہا ہوگیا
جامۂ تن گہٹ گیا ایسا کہ نیما ہوگیا

جان جائیگی دریچہ اونکا تیغا ہوگیا
شوق نظارہ مین ہر دم طمانچا ہوگیا

پی گئی آنسو جو خالی جام صہبا ہوگیا
ابتو ساقی نام دریا نوش اپنا ہوگیا

چشم کم سی تمنی دیکہا گہٹ کی قطرا ہوگیا
ای حباب ابتو تری گوہر مین دریا ہوگیا

دانت پر اپنی لگا کر دونگی بتیی ہو کیون
آب گوہر لکی کیا خنجر دو آبا ہوگیا

سرخ عارض پہ تری ساقی جو نکلا خط سبز
ساغر زرین پہ گویا سبزہ مینا ہو گیا

سبزہ عارض پہ جو نکلا پہاڑ کر پہینکی نقاب
چاک چاک اس خط کی آتی ہی لفافا ہو گیا

دامن یوسف کا پہٹنا تہا تمہید شوق
ٹکڑی ٹکڑی جامۂ صبر زلیخا ہو گیا

وان بہی جا پہونچی خریداران حسن خود فروش
چاہ یوسف کی لیی دوکان سودا ہو گیا

اوس بت کافر کا زاہد نی بہی نام ایسا جپا
دانۂ تسبیح ہر اک رام دانا ہو گیا

کہا گیا مجہ ناتوانکو غم مری خوش چشم کا
ہو کی کاہیدہ اسی ہو کا چارا ہو گیا

آتش رنگ حنا سی دست نازک جل گیا
معجزہ ہاتہ آگیا لو دست عیسی ہو گیا

ہو گیا جامی سی باہر اپنی کپڑی پہاڑ کر
چاک پیراہن نکلجانیکو رستا ہو گیا

بل نکالا ہی مژہ کا اوس نگاہ گرم نی
آنچ سی تلوار کی کیا تیر سیدہا ہو گیا

دیکہنا ہم میکشون کی ساقیا دریا دلی
آنسوون سی بہر دیا خالی جو شیشا ہو گیا

میری طالع کا ستارہ کسقدر گردش مین ہی
آسمان پر چرخ پوجا کا تماشا ہو گیا

وای محرومی گلی پر میری چلکر رہگیا
منہ ہوا خنجر کا میٹہا جب کڑوا ہو گیا

اتنی رونیکی صدا گوش بتان تک جای گی
اشک شور انگیز ناقوس کلیسا ہو گیا

باڑہ کی ڈوریکا زنار اب گلی مین چاہیے
زخم پیشانی جبین پر اپنی قشقا ہو گیا

قطعہ

ذکر قمری سرو شمشاد و صنوبر کرتی ہین
چرچی ہین عاشق کی یاد حق کا چیلا ہو گیا

زیب دیتا ہی تماشا گاہ عالم کر کہون
جسطرف گذری ہر اک محو تماشا ہو گیا

غمزہ و انداز و ناز و کبر و مہر و لطف و حسن
سات یہ اور ایک تم آٹہونکا میلا ہو گیا

۲۴ وله ۲۳

گریبان کہین اسقدر ہر عضو شعلا ہوگیا
شبکو روشن یار کی بازو کا اگا ہوگیا

خشک دریا ہوگئی موقوف رونا ہوگیا
خاک ہی پانی کہان چہرا ہاچہ کا ہوگیا

ہوئی وہ لاغر جب کہا اونکی کف رنگین ہاتھ
طائر رنگ حنا بھی رشتہ برپا ہوگیا

کردیا تحریر اپنی بی صدا تقریر کو
مثل خامہ جو زبان پر آیا انشا ہوگیا

آفتاب داغ سودا کو جو دیکھا اوڑ گیا
جامۂ تن اپنی جنون شبنم کا کرتا ہوگیا

وا کیا جب یار نی آئی صدا مثل صریر
خط مرا شکل زبان خامہ گویا ہوگیا

بل بی شوخی دیکھتی ہین جب مرا قد دوتا
ہنسکے کہتی ہین بڑن کیا اوسکا دہرا ہوگیا

آنکہ ہر اک طفل کی اب اجنون پڑنی لگی
ڈہیلی آنکہونکی چلی مجکو جو سودا ہوگیا

تم نہانی کیا گئی اوسکو ملایا خاک مین
ریگ ڈہا ہی فرط بیتابی سی دریا ہوگیا

طوق قمری کی بالیدہ بنا دیوار باغ
سرو کیا آغوش مین گلزار سارا ہوگیا

افعی مضمون جا بسد سب قلم خوردہ ہوی
ہاتہ مین خامہ عصا می دست موسی ہوگیا

اپنی جامی سی اگر باہر ہوں اب ممکن نہین
ضعف دامنگیر ہی تصویر دیبا ہوگیا

اونکی چلنی کی صفت لکھی تو ہل چل پڑ گئی
قاصد ایا ہی قلم سی خط روانا ہوگیا

مژدہ اے ساقی جنون خیز ابکی آئی ہی بہار
شیشۂ توبہ کو تہم جام صہبا ہوگیا

دید کی قابل ہی اوکبک دری رفتار یار
ہر قدم نقش قدم چشم تماشا ہوگیا

کہینچ لایا حسن کو بھی عشق اپنی رنگ پر
ضعف سی مین زرد ہوکر سونی سی پیلا ہوگیا

مے سے نکلا جام مے اپنی لبی مثل حباب
دیکہ ساقی لطف حق پانی پیالا ہوگیا

ایک ہاتہ اک پاؤن سہی ہی جسطرح قد تا فلک
چلتی پہرتی ہین بلا اگو جسم آدہا ہوگیا

آئینہ دیکہا تو اپنی خط آپہ آنکہ اوسکی پڑی
کاغذی بل دام اس خط کا لفافا ہوگیا

سنگ اسود کو لب فے یاد سی چوما اگر
ایسا چلایا کہ ناقوس کلیسا ہوگیا

پہر کی دیکہا جام ہمنی پی ہی خالی ہوا
فرقت ساقی مین نچوڑا پیالا ہوگیا

آب و خاک و باد و آتش جسم بنکر گرد ہین
اس اکیلی جان پر کس کس کا بلوا ہوگیا

۵

کوئی مرتا تہا نہ اوسکی ترچہی نظر و پیر و زیر
پار گذرا دلکی جب یہ تیر سیدہا ہوگیا

۲۳

تصور یہ رہا آنکہوں مین اوس لیلی شمائل کا
کہ اپنی آنکہ کا پردہ بنا ہی پردہ محمل کا

دماغ ایسا ہی جاناں تیری دروازے کی سائل کا
ہوا ہون تعب صدا دیتا نہین کاسہ مری گل کا

بدن مین میرے جتنی خم ہین پانی خم اتی ہین
نپوچہو کسقدر پیاسا ہون آب تیغ قاتل کا

پنہایا یار کو بہی طوق منت کی بہانی سہی
فلک نی باری نالہ سن لیا میری سلاسل کا

ادہر مینی تو وضع کی ادہر تعظیم اونی کی
جہکائی منی جب گردن تعب اوٹہا ہاتہ قاتل کا

بہت جنبی اوٹہایا سر گری نظروں سی قدر اوسکی
نہ دیکہا کوہی پروانہ چراغ ماہ کامل کا

کسیکی سنبل خط کی تصور مین جو پہرتا ہوں
تو شکل خانہ نقش پا ہے مین عالم سلاسل کا

بنی ہی آہ سینہ میری کی تصویر بہی اوسکی
کہینچا ہمسی ہاکرتا ہی کچہ نقشہ بہی قاتل کا

گسستی ئی کمر سی خاک ہونی پر بہی لغت ہے
بڑا ہی بالا ز خود جب بنا کاسہ ہی گل کا

گلا کاٹوں میں اپنی ہاتھ سے بے منت قاتل
مری ناخن سے حل ہو جائے عقدہ میری مشکل کا

کریموں سے کنارہ کر کہ قسمت کچھ عجب شے ہے
لب دریا ذرا لب خشک رہنا دیکھ ساحل کا

جنوں اب تھک گیا ہوں پھرتے پھرتے چین کرنے دے
کہیں جاگی نہ پائے خفتہ سنکر غل سلاسل کا

الٰہی خون کی قطروں سے آواز آئی گھنگرو کی
پھڑک جائے تماشا دیکھکر وہ رقص بسمل کا

کبھی دلمیں کبھی آنکھوں میں جا دوں ان حسینوں کو
کہ ماہ و مہر کا ہی کام طے کرنا منازل کا

نکل جائیں تڑپ کر مچھلیاں دست حنائی کے
لہو پھر جائے او قاتل اگر مجھ نیم بسمل کا

چرا کرتی ہیں سبزہ کھیت کا کشتوں کی جو آہو
سمجھتا ہوں نہیں ہے یہ بھی اشارہ چشم قاتل کا

چڑھاتی دار پر منصور کی ہمراہ ابرو کو
تماشا دیکھنا منظور تھا گر حق و باطل کا

کسیکی آنکھ کی سرمے نے مجکو مار ڈالا ہے
نہ دی آواز اگر ٹوٹا کوئی ساغر مری دل کا

زمیں بھی نکلی جاتی ہے پاؤں کے نیچے سے
مجھے مشکل ہوا ہی ساتھ دینا اپنی منزل کا

خوشی آتی ہے راحت مجکو جسمیں رنج بھی کچھ ہو
جو تنکا بھی ہو تو پیدا ہے مرغ نیم بسمل کا

سفر کرنا مثال اشک کچھ مشکل نہیں مجکو
کہ بس اک پاؤں کی لغزش ہی طے کرنا منازل کا

یہی تو جرم ہے جسکی سبب پامال رہتی ہے
حنا نے ذبح کرنے میں تھاما ہاتھ قاتل کا

٦

وزیر اب سینے میں دل کی عوض کیا درد رہتا ہے
کہ رویا کرتی ہو پڑھ پڑھ کے تم دیوان بیدل کا

٢٦

نشانہ بعد مردن بھی ہا ہیں تیر قاتل کا
بنایا کرتی ہیں ناوک فگن تودہ مری گل کا

جو جیتے تھے تو روتی تھی ہیں خاک مرنے پر
ہمارا کالبد شاید فقط تھا آب و گل کا

فقیری مین بھی ایدل آسمان ہی نہی دماغ اپنا
گل زخم بدن مین اب گل بازی کا عالم ہی
دلائی یاد شیون پھر کسی گل کی تبسم نی
برائی بازی طفلان نہی ہی آسیا اکثر
زبان تیغ او ظالم اگرچہ چال پہ سان ہو
غش آیا ہی ہمین بس دیکھتی ہی تیغ ابرو کو
سراپا جان جوش گریہ سی طوفان سا طوفان ہے
خیال عارض جانان مین باہم بسکہ نالان تھے
اگر عقدہ سراپا ہی برنگ اشک کیا غم ہے
مری اشکونکی دریا کا کبھی شور سنتا ہی
پہن کر کفش نو یارب وہ آکر خوب سا روندی
بنی ریگ روان خاک اپنی اور ڈھونڈھا کیی تجکو
یونہین ہم ساربانی غیرت لیلی کی کرتی ہین
اگر سیلاب اشکونکا بھی گا یون ہی ہی وحشت
بچھائی چاندنی مہتاب و خورشید مشعل ہو
کسیکی جستجو مین لخت دل آنکھون مین آتی ہین
مری بدمست کی تلوار تو نکلی ہی پڑتی ہی

گدائی بھی کرین تو لینگی کاسہ ماہ کامل کا
نکل جاتا ہی مضمون ہاتھ آکر زخم بسمل کا
سکھایا خندۂ گل نی ہمین نالہ عنادل کا
وہ سرگشتہ ہون مین نی ہر یہ نقشہ ہی گل کا
دہان زخم سی کہنی لگین ہم مدعا دل کا
ہماری منہ پہ اب چھینٹا دو آب تیغ قاتل کا
بندھا اس بحر مین مضمون بہلا کیا خاک ساحل کا
مہ و خورشید پردہ ہو گا ہوا مجکو جلاجل کا
مری افتادگی کی ہاتھ حل ہوتا ہی مشکل کا
برنگ موج زہرہ آب ہو جاتا ہی ساحل کا
مبارک ہو تمہی دشمن نی پہنا مری دل کا
نچھوٹا بعد مردن ہمسی طی کرنا منازل کا
تہین محمل تو مضمون باندھتی رہتی ہین محمل کا
بنی گا صورت گرداب ہر حلقہ سلاسل کا
فلک رقصان ہو شادی سی جو یون نام اوسکی محفل کا
تلاش یوسف گم گشتہ مین ہی قافلہ دل کا
بطی بھی کھا دی اب تڑپنا مرغ بسمل کا

ستارے جھڑتے ہین جلنے مین اوسکی گفش زرین سے
قبا ہی آسمانی رخ مین عالم ماہ کامل کا

تو وہ یوسف لقا اپنی ہر روش ہی گر کبھی جھانکی
زیادہ چاہ کنعان سی ہو تہ سیہ چاہ بابل کا

لگاوں طوق کو بسن اب گلی سی مدعا سمجھا
نہین ہی موجہ قدمون پہ مری گرنا سلاسل کا

جھکائی ہین کنوین تو نی فرشتی کی کھون منہ سی
تری چاہ ذقن نی منہ کہا یا چاہ بابل کا

کھڑی تیی ہین اسکو عرش کی زنجیر سی باندہ
فلک تک ہی دماغ ابروون اپنی وحشت دل کا

مسلمان ہون بتو کعبہ مین کہون سنگ اسود کو
تصور ساتھ ابرو کی کرون رخسار کی تل کا

۷ بنیگا نامہ بر زاغ کمان ابرو ہی تیر اپنا ۲۵
ہی خط مین وصف خال ابرو خمدار قاتل کا

پس مردن بہی مشکل ہی نعش پہچنا یا تنگ دل کا
لحد نہی نام ملک عاشقی مین پہلی منزل کا

نہ وسی کھنچا ہی صاف نقشہ تیغ قاتل کا
دکھا دیتی ہی فلک تو بہی تڑپنا نیم بسمل کا

صریر کلک فکرت نی سنائی نالہ مجنون
کوئی مضمون جو وحشت مین لکھا لیلی کی محمل کا

تو وہ لیلی ہی گر پہرتا ہون تیری تصور مین
دکھائی آبلہ پاؤن کا میری جلوہ محمل کا

نشہ خورشید اگر پہرتی ہین تیغ گردن بہی پہرتا ہے
حسینون کو نہین دشوار طی کرنا منازل کا

کمال عشق مین راحت ہے وہ جو رنج ہوتا ہی
نہین ہی زخم گردن پر یہ ہی احسان قاتل کا

پہنکر دہانی جو پڑا کہیت مین کشتہ تو نکلی آہ ظالم
ہرا ہو جاوی پہر زخم کہن ہر ایک بسمل کا

انا لیلی مین کیا ہی لطف مجنون ہے مزہ اسمین
تری آغوش مین عالم جو ہو آغوش محمل کا

خودی بہولا وہ بت دیکھی تماشی حسن خدائی کی
دھرا رہتا ہی آگی اب تو آئینہ مری دل کا

تری ہین منتظر گنتی ہین آمد آمد گہڑیان
کسی دن اوسکو افسون تصور کھینچ لائیگا
چراغ ماہ لیکر رات بہر ڈھونڈہا کیا گردون
نظر سی میری گر بیمار اونکی ہوگئین آنکہین
مثال تیر مغز استخوان سینی سی نکلا ہی
کہان تہا آسمانکو دل ایسا شیشہ بازیمین
بنایا شمع کو پروانہ آکر اوس بہبوکی نی
پر طائر اوسکی تیغ جوہر دار کو سمجھا
گلی تیغ وسپر بازی پہرا کرتا تہا وہ ظالم
نمک ایسا ہی اوس مین شعر ہو وہی چشمہ شیرین
تری حسرت کی آگی کیا حقیقت ہی گنہا ہونکی
پس از مردن بہی ہین رہتا ہون نالان اسلئے ہاتہو سی
بنائی گلشن مین شعر مین اب آشیان بلبل
تمنا یہ ہی اوسکو فاتک خط پہونچنی کی
قدم رہتی ہین تربت جنون مین اپنی جہانتی ہی

اری کافر یہ ادنی پردہ ہی عقد انامل کا
اوتاریگا پری کو وہ یہ شیشہ مری دل کا
مین وہ پروانہ گم گشتہ ہون اوس شمع محفل کا
تصدق کی لیی کہچوون غنچہ آنکہ کی تل کا
تماشا دیکہو ابرو کمان بیتابی دل کا
اوڑایا ڈہنگ اپنی بہی مری بیتابی دل کا
ہی نقشہ شکل فانوس خیالی اہل محفل کا
دہان زخم سی سائل ہوا مین تیغ قاتل کا
ترکین بہی نہ تہا خالی ستم سی میری قاتل کا
پڑی گر عکس وہ فرہاد اوس شیرین شمائل کا
خدایا روبرو حق کی کہان تب ہی باطل کا
بجاتی ہین پپیہا ایجنون لڑکی مری گل کا
سراپا گل کی ہم صورت ہی یعنی قافیہ گل کا
کبوتر بعد مرنی کی بنا اکثر مری گل کا
پہرا دیتا ہی سر جب ایجنون نالہ سلاسل کا

فقیری مین فرزیر آگی پر بان پاؤن پڑتی ہین
یہ نقش بوریا اپنی لیی ہی نقش عامل کا

گردم شوق خیال خط جانان ہوگا
پہر تو جو خط مین لکھونگا خط ریحان ہوگا

لب دہن خط کی نکلنی سی نمایان ہوگا
یہ وہ چشمہ ہی خضر سی بہی جو پنہان ہوگا

بعد مرنی کی مری کوئی نہ گریان ہوگا
زلف جانان کا مگر حال پریشان ہوگا

تیری ہاتھون مین پری رتبۂ وجدان ہوگا
طائر رنگ حنا مرغ سلیمان ہوگا

حال پوچھو نہ مری رونی کا بس جانی دو
ابہی رومال نچوڑونگا تو طوفان ہوگا

ہاتھ چھوین گی سبھی گبرو مسلمان میری
ایک مین دست صنم ایک مین قرآن ہوگا

یار جائیگا اودہر دلسی ادہر صبر و قرار
صبح کی ساتھ مرا چاک گریبان ہوگا

اوسکی تلوار ین لگائین ہین مجھے ہنس ہنسکر
گل پژمردہ مری قبر پہ خندان ہوگا

اپنی دروازیکی زنجیر سی باندہی مری ہاتھ
دہتو درکار نہ کوئی اوسی دربان ہوگا

چاند ہالی مین مجھی دنکو نظر آئیگا
میری آغوش مین جب وہ مہ تابان ہوگا

شاد ہونگا جو مجھی قتل کریگا ظالم
دہن زخم بہی رشک گل خندان ہوگا

ہوگا بیدار وہین سبزۂ خوابیدۂ قبر
میرا لاشہ جو لب گور سی نالان ہوگا

رکہیگا منہ پہ جو آنچل وہ پری رقص کی وقت
شعلۂ حسن چراغ تہ دامان ہوگا

ہون وہ بلبل اثر نغمۂ رنگین سی مری
رقص مین صورت طاؤس گلستان ہوگا

اورہی قاتل عالم پہ مری گی خلقت
کبہی تلوار کی مانند جو عریان ہوگا

ہومین شاعر نہ بتاہین گی مری اعمال نہ بون
آپ مغرور دن یہ عمر آخر مین پشیمان ہوگا

پاؤن سو جائینگے تو خواب مین دیکھینگے اوسی
نہ فراموش کبہی کوچۂ جانان ہوگا

ہڈیاں میری بدن سی جو ہین نکلی آتین
گرسنہ آج مقرر سگ جانان ہوگا

چاک ہر روز جو ہوتا ہی گریبان سحر
کوئی اوس مین بھی مرا تار گریبان ہوگا

مستعد قتل پہ تو ہوگا تو مین مرنے پر
خط جو گردن پہ کھینچی گا خط فرمان ہوگا

ہم وہ گریان ہین تلینگے جو ہمارے اعمال
چشم پرآب ہر اک پلہ میزان ہوگا

بس دلا پہلی ہی سی ترک سخن کر دیجی
کوچ آخر تو سو ملک خموشان ہوگا

ہو کی مایوس سگ یار پھریگا جو وزیر
استخوان میری ہما کہا کی پشیمان ہوگا

کبھی خورشید نہ افلاک مین پنہان ہوگا
لاکھ پردون مین جو تو ہوگا نمایان ہوگا

تیری آنی کا یہ ڈر اسی شب ہجران ہوگا
سایہ دیوار کا گھر مین مری پنہان ہوگا

کبھی جنت کی نہ دروازی پہ رضوان ہوگا
ہان حج ہوگا تو در دوست کا دربان ہوگا

درمیان ہوگا جو رخ زلف سی ہو جائینگی صلح
صاف ہو جائینگے گر بیچ مین قرآن ہوگا

ہون وہ بیکس مری لاشی پہ نہ روئیگا کوئی
زخم تن بھی مری حال پہ گریان ہوگا

گر پڑا اشک مری آنکھ سی بی تابانہ
اب جو دریا مین گہر ہوگا وہ غلطان ہوگا

ایصنم رات جو چھوٹی ہو تو دن بڑھ جائی
زلف کوتاہ جو ہی حسن دو چندان ہوگا

آزمالیجیو تلوار لگا کر قاتل
ہون وہ گریان کہ مرا زخم نہ خندان ہوگا

یاد ہی کل کی نصیحت مجھی ہنسنا نہیں خوب
روونگا مین جو مرا زخم بھی خندان ہوگا

تیغ ابرو کا جو اک بال بھی کھلائیگا یار
مورچہ چھوڑ کی تلوار گریزان ہوگا

ہوگی ابرو جو لگی مری ماتھی پہ تیغ
آنکھ پر تیر لگے گا تو وہ مژگان ہوگا

یا پریشانی وا ابرو پہ چینی گا افشان
آج محراب عبادت مین چراغان ہوگا

یونہین زلفون نی تری کین جو بلائین نازل
ای پری تجھسی ترا سایہ گریزان ہوگا

آوگی اپنی اسیرونکی خبر کو تم اگر
شکل آغوش ابھی در زندان ہوگا

روز اک داغ مری دلکو جو دینگی گلرو
رفتہ رفتہ یہ مرا غنچہ گلستان ہوگا

ہوگی قاتل کو نہ تکلیف نمک افشانی
شور بختی سی ہر اک زخم نمکدان ہوگا

آہ سی عرش کی زنجیر ہلا دینگی ہم
یونہین گر جوش جنون سلسلہ جنبان ہوگا

آستین سی ہوی باہر جو مری دست جنون
ٹکڑی ٹکڑی ابھی دامان بیابان ہوگا

یاد مین اوس کف رنگین کی جو مانگونگا دعا
اوٹھتی ہی ست دعا پنجہ مرجان ہوگا

یون ہین ہوگا جو ہجوم نگہ مشتاقان
دیکھنا بند کسی دن در جانان ہوگا

تول لیگی وہی نظرون مین دلا رحمت حق
خرمن جرم نہ شرمندۂ میزان ہوگا

رنج سی رنج دیی یار کی دربانون نی
گذری فردوس سی ہم وان بھی جو دربان ہوگا

استخوان تن سی نکل آئینگی بہر تعظیم
جبکہ عازم مری جانب سگ جانان ہوگا

۱۰
اوس پری کو جو خط شوق لکھونگا مین وزیر
نامہ بر آکی مرا مرغ سلیمان ہوگا
۲۵

آیا وہ ماہ لاؤ پیالہ شراب کا
مہتاب کی ہو ساتھ طلوع آفتاب کا

کیا یاد دہ ہی یہ کسی بزم خراب کا
اولٹا پڑا ہوا ہی جو ساغر حباب کا

پرتو سی رخ کی چاندنی ہی سطح آب کا
ہی رشک ماہتاب ستارہ حباب کا

رونی کا جبکہ حال کہا مینہ برس گیا
بجلی گری جو ذکر کیا اضطراب کا

پوچھی جو وہ دہن کی کہو مین کمر کی بات
کیا ہی جواب وون سخن لاجواب کا

اب عندلیب جای کبوتر ہو نامہ بر
نامی مین ہمنی عطر ملا ہی گلاب کا

نام جواب نامہ سنا جان آگئی
بعد فنا جو دہیان تہا خط کی جواب کا

اپنی گناہ آنہین سکتی حساب مین
زاہد کو خوف چاہیی روز حساب کا

اوس گل بیہ ہو گئی ہین کبوتر بہی عندلیب
قاصد نکر مجہے متوقع جواب کا

چہٹکی ہی چاندنی جہری سیل اشک سے
جلوہ ہی چشم تر مین یہ کس ماہتاب کا

زلفین تو سر چڑہی ہین تیری کیون نہ بل کرین
موئی کمر کو کیا ہی سبب پیچ تاب کا

جنر سوز غم جگہ مجہی پہلو مین کیون نہ دی
اشک چکیدہ ہون کسی چشم کباب کا

کیا دل جلونکی زخم کی انگور ہی پکہی
ساقی شراب مین جو مزہ ہی کباب کا

چلنی مین نازکی سی غش آیا جو یار کو
چہینٹا دیا پسینے نی رخ پر گلاب کا

اب سبکو روند شوق ہی اسی توسن فلک
عالم ہلال مین ہی کسیکی رکاب کا

منظور ہی کہ رنج مجہی ہو جہان کو عیش
توڑون عوض مین پہول لکی کانٹا گلاب کا

کہتا ہی وہ چہڑک کی نمک زخم پر مری
ہنگام صبح پہول کہلا ہی گلاب کا

نامہ نکل گیا دم تحریر ہاتھ سے
مضمون جب مین لکہنی لگا اضطراب کا

قالب تہی کیا ہی جو پانو سی یار کو
اندازا وڑالیا ہی یہ ہمنی رکاب کا

بزم جہان مین ہی کوئی دم یہ می سرور
ہی ساغر نشاط پیالہ حباب کا

مجسے کسیکی دل شکنی ہو نہ عندلیب
توڑون کبھی نہ پہول چمن مین گلاب کا

دریا مین کسنی خندۂ دندان نما کیا
لبریز ہو تمہون سی ہی ساغر حباب کا

یوسف کی اور یار کی تصویر کیا ملے
وہ ہی ورق غلام کا یہ آفتاب کا

وہ رشک مہر جا چکی ہر منہ او دہر پہری
عالم ہوا ہی مجمین گل آفتاب کا

١١

کافر ہوا ہون پیکی می عشق بت وزیر
زنار مجکو چاہیی موج شراب کا

١٥

اوس مہ کی منہ لگا ہی پیالہ شراب کا
ہی آج آسمان پہ دماغ آفتاب کا

تاری نمود ہون جو غروب آفتاب ہو
آنسو بہین تہی جو ہو ساغر شراب کا

دریا بہت پہرا ہی مری ساتہ دشت مین
ہی اس سبب سے اسکی پاؤن مین چہالا حباب کا

مکتب مین غم کی حفظ کیا آہ کا سبق
رہتا ہی یاد زبان پہ مطلب کتاب کا

زاہد حرام می کو نہ کہنا وگرنہ مین
جنت مین چہین لونگا پیالہ شراب کا

میخانہ یاد ساقی کوثر سی خلد ہی
ای میکشو حلال ہی پینا شراب کا

اوس مہ کا جی پہرا ہی جو دریا کی سیر سی
گردش مین اندنون ہی ستارہ حباب کا

ثانی تمہاری مصحف رخ کا ہو کیا کوئی
ممکن نہین جواب خدا کی کتاب کا

پانی چوائی کب وہ مری منہ مین مرتی دم
صرفہ کری گلی سی جو خنجر کی آب کا

چہرہ سی آفتاب قیامت مرا ہی
داماں حشر نام ہی اوسکی نقاب کا

غفلت مین بھی کھلا نہ مرا راز دل کبھی
آیا جو غش گمان ہوا سبکو خواب کا

صحرا مین پاؤن پڑ کی مجھی خار کہتی ہین
ہی سبکی دلمین گھر تری خانہ خراب کا

وان ہلی وٹھی تو منزل اوّل ہی گور کی
ہی قصد کوہی یار مین اب پا تراب کا

سیراب کر مجھی تری خنجر مین آب ہی
گر ہو سکی تو کام بڑا ہے ثواب کا

١٢

بیطرح بجلی آج چمکتی ہی ای وزیر
شاید کہین ہی ذکر مری اضطراب کا

٢٢

کب دی ہمین وہ بھر کی پیالہ شراب کا
اوٹھی نہ جسکے ہاتھ سی ساغر حباب کا

فرقت مین تیری مجھسی بھرا دل شراب کا
منہ اسطرف کبھی نہوا آفتاب کا

پرتو پڑا ہی کس دُر دندانکی آب کا
آب گہر سی بھر گیا ساغر حباب کا

یہ روؤن مین فلک سی ملی سطحہ آب کا
پونہچاؤن آسمان پہ ستارہ حباب کا

موجونکی طرح نامی سی سطرین رواں ہین
قاصد روانہ ہمنے کیا اضطراب کا

ریگ روانسی کیا ہی مرا کالبد بنا
یارب یہ کیا سبب ہی مری اضطراب کا

یان ہی صریر کلک مین آواز عندلیب
کاغذ ہی اشک سرخ سی تختہ گلاب کا

ای شہسوار یان ہی قدم رنجہ کیجیو
ہی حلقہای چشم مین عالم رکاب کا

حرف سخن مین صورت خط زیر لب عیان
ادنی یہ وصف ہی دہن لاجواب کا

گھڑیان ہین گنتی گھٹتی ہین وعدونکی آتین آہ
ہر شب یہان عذاب ہی روز حساب کا

لوگون نی چاندنی اوسی مشہور کردیا
دیکھا جو تجکو رنگ اوڑا ماہتاب کا

ہر اک ہان زخم سی گویا ہون شبل نی
کیا منہ لگا ہون دیکھیی بنا جواب کا

ای مستِ ناز روی خطِ جام دیکھکر
آتا ہی دہیان نشہ مین خط کی جواب کا

ہنستا تہا میری جام مین ہر ایک غنچہ لب
کیا کہل ہا تہا رات کو تختہ گلاب کا

ہمراہ دل جلونکی تو میکشی رہی
ہوتا ہی ساتہ خوب شراب کباب کا

لڑکی جدا ہین گردِ مری بلبلین جدا
ہر سنگ خون سی پہول بنا ہی گلاب کا

اوس شہسوار کا ہی دماغ آسمان پر
کہینچا ہی جو ہلال نی نقشہ رکاب کا

ریگ وان کسطرح نہین خاک کو قرار
عالم وہی ہی بعد فنا اضطراب کا

قطعہ

جانی لگا جو بزم سی وہ شہسوار حسن
دریا روان ہوا مری چشم پر آب کا

مانند موج اسپ نی جب کی شناوری
حلقہ بہنور کا بنگیا حلقہ رکاب کا

کیا نازکی ہی نیلوفری گل سی گہٹہ ہون
منہ سی لگا ہی یار جو ساغر حباب کا

۱۳

تعداد جرم کم تری رحمت ہی بیحساب
کچہ غم نہین وزیر کو روز حساب کا

۱۸

بزم صنم مین رات تہا چرچا شراب کا
روشن ہوا تہا شبکو چراغ آفتاب کا

آیا خیال وونی پہ چشم پر آب کا
آنسو کی پونچہنی کو ہو دامن سحاب کا

بیجا نہین حجاب مری ماہتاب کا
دیکہا ہی منہ کسیکی کہان آفتاب کا

چہرسی میری پونچھی جو تو اشک گرم کو
ای برق جلکی خاک ہو دامن سحاب کا

آئیگا کوئی دم کی لیی یار ساقیا
ہو محفل شراب مین ساغر حباب کا

مجنون کی آج حال پہ ہم رونی جائینگی
استادہ ہوگا نجد مین خیمہ سحاب کا

میخانہ چشم مست ہی اور گوش جام ہین
ساقی گلو ہی صاف ہی شیشہ شراب کا

آتا نہین نظر مسے آلودہ وہ دہن
گویا کہ ہی وہ خال رخ آفتاب کا

ایسا جلا ہی گردن ساقی کو دیکھکر
محفل مین شمع بنگیا شیشہ شراب کا

لکھا ہی سوز دل پہ پروانہ ہین ورق
شیرازہ تار شمع سی باندہ ہو کتاب کا

آتا ہی غش تری دُر دندان کو دیکھکر
چھینٹا تو ہمکو دیجیو موتی کی آب کا

گردش مین تیرا ابروِ پرخم ہی چشم مست
محراب مین ہی وہ ہی جام شراب کا

وہ بادہ کش ہمین کہ جو جن مین دشت مین قدم
ہر گرد باد دورہ ہو جام شراب کا

میری طرح وہ غیر سی بھی آنکھ پھیر لی
ہون منتظر زمانی کی اس انقلاب کا

زنار ہو جبین بن گئین ناقوس ہین حباب
ای بت کیا ہی تو نی جو نظارہ آب کا

کوہی صنم مین شوق ہی میخواریان کرون
فردوس مین حلال ہی پینا شراب کا

کہتا ہی آب تیغ سی سیراب کر کی شوخ
پانی پلانا کام بڑا ہے ثواب کا

١٤

گردش پہ چشم مست کی دل پس گیا وزیر
ٹوٹا ہی دور جام سی شیشہ شراب کا

١٥

آج سے ہمنے لب جانان دیکھا
ای خضر چشمہ حیوان دیکھا

روز افزون ہی ترا حسن ای ماہ
ایک ہفتی مین دو چندان دیکھا

کہا آئینہ قد آدم ہے
جب سراپا مجھی حیران دیکھا

نہیں

مین وہ بلبل ہون تصویر پیشہ
آنکھہ کی بند گلستان دیکھا

دیکھکر پریون کی ہوش اوڑتی ہین
تجھسا کوئی نہین انسان دیکھا

پہلی ہی مر گئے ہم خوب ہوا
نہ غم رحلت یاران دیکھا

نہی لنبی تری بال آگئی یاد
جبکہ طول شب ہجران دیکھا

کی نگہ چشم فنا سے جسدم
اپنی گھر آپکو مہمان دیکھا

بادشاہی کی تمنا نہ رہے
جب سو گور غریبان دیکھا

ہون وہ بلبل کہ قفس ہی مین رہا
خواب مین بہی نہ گلستان دیکھا

یاد دندان مین ہی کیا دل بیتاب
ہمنی گوہر کو بہی غلطان دیکھا

تجھسے ای صبح وطن ہو کی جدا
صدمہ شام غریبان دیکھا

ایک ہی جھٹکی مین ای دست جنون
پاس دامن کی گریبان دیکھا

اپنی جامی سی ہوا وہ باہر
جسنے تجھکو کبھی عریان دیکھا

۱۵ گر پڑی بجلی جو ہم تڑپی وزیر
روئی تو ابر کو گریان دیکھا ۲۱

میکشی مین ہمسی آزردہ جو دلبر ہو گیا
گردش ایام ساقی دور ساغر ہو گیا

جلوہ گاہ زلف وہ روی منور ہو گیا
کفر اور اسلام کا رتبہ برابر ہو گیا

طوق آہن خون سی اک حلقۂ زر ہو گیا
سنگ طفلان مجھکو پارہ سکی برابر ہو گیا

غنچۂ لب کی اثر سی کیا معطر ہو گیا
بنگیا پانی گلاب اور پھول ساغر ہو گیا

معجزے ہوتے ہیں تجھسے ہر قدم اے گل قد
جاتی جاتی باغ تک سایہ صنوبر ہو گیا

غیر عریانی بھلا کیا چاہیے جامہ مجھے
ایکجنون میں اپنے ہی جامے سے باہر ہو گیا

خندۂ دندان نما کرتا رہے جائیں نظر
شب ہوئی زلف سیہ رخ ماہ انور ہو گیا

تیغ قاتل کا نہیں احسان سر پہ شکر ہے
یان گریبان ہجر میں گردن پہ خنجر ہو گیا

نالۂ دل صور ہے خورشید محشر داغ ہے
صاف اب وہ جدائی روز محشر ہو گیا

تیری کوچے کا جو رونا یاد آیا خلد میں
مثل آب تیغ مجکو آب کوثر ہو گیا

ابرو خم گشتہ کشتی چہرہ ہے دریای حسن
کھل گیا جب گیسوے پر پیچ لنگر ہو گیا

جو گیا قاصد نہ آیا اوسپہ عاشق ہو رہا
فاختہ اوس سرو کا ہر اک کبوتر ہو گیا

لکھکی خط ایسا میں دریا بہکی پہنچا یار تک
نامہ بر سیلاب اشک دیدۂ تر ہو گیا

خاک ہو جانی پہ بھی مجہ مست کو ہے مے سے کام
بعد مردن جام صہبا کاسۂ سر ہو گیا

لکھی دیوان میں جو اوس دو مخطط کی صفت
صفحۂ آئینہ بنا ہر حرف جوہر ہو گیا

خط کو چھاتی سے لگا کر مر گیا میں شوق میں
قاتل عالم کا نامہ مجکو خنجر ہو گیا

گردن مینا بنی جب شاخ گل کو چھو لیا
گل کو چشم مست سے دیکھا تو ساغر ہو گیا

عالم سودا میں جب آیا ترے رخ کا خیال
پنبۂ داغ جنون خورشید محشر ہو گیا

لکھ گیا جس سطر میں تیرے دُر دندانکا وصف
دائرہ ہر اک صدف ہر نقطہ گوہر ہو گیا

اوس سراپا نور کی فرقت میں جو طائر چھٹا
ہاتھ سے چھٹتے ہی وہ مرغ منور ہو گیا

پاؤن پڑنے سے ہی پیدا ہوئی ایسی قدر زبر

کب چھپی گا چاند سا مکھڑا عیاں ہو جای گا
یار کی دالان کا پردہ کتان ہو جای گا

جسطرف نکلا ہجوم عاشقاں ہو جایگا
ساتھ اوس یوسف لقا کی کاروان ہو جایگا

یاس سی ہتی ہین باتین پہ نظر آتا نہین
دیکھنا اب آنکہ سی بہتر وہان ہو جای گا

ہمصفیرو ہو گی جو یہ باغبان سی تب نجات
جب پسند آتش گل آشیان ہو جای گا

چٹکیون میں تو اوڑا دینا نہ ای بت صنم
طائر رنگ حنائی آشیان ہو جایگا

جب خفا ہوتا ہی یون دلکو سمجھاتا ہون مین
آج ہی نامہربان کل مہربان ہو جای گا

آگیا جسدن ہماری گرد باد آہ مین
خیمہ افتادہ تو ای آسمان ہو جای گا

گر زمین سی ہو گیا وہ دل سوزان بلند
آسمان اک اور زیر آسمان ہو جای گا

چل کی جو تمنی تہ و بالا زمین کو کر دیا
آنکہ پہیرو انقلاب آسمان ہو جای گا

استخوان کوئی بچا گر اوس ہما ہی تیر سی
وہ پسند خاطر زاغ کمان ہو جای گا

پہر کی پہیری سایہ سا لطف اوٹھا یادشت پیمائی کا
اب جو مین ٹھہرا ابہی تو سایہ وان ہو جایگا

وصف رو کی یار کرنی کو بنی گا ماہ نو
اک مہینی مین تہ تابان زبان ہو جای گا

لطف از خود رفتگی گر دیکھنا منظور ہی
منہ دکھا دو آینہ آب روان ہو جای گا

یاد زلف شعلہ رو مین شبکو گر روشن ہوئی
اوٹھتی اوٹھتی شمع کا شعلہ دہوان ہو جایگا

ہر رگ و پی مین سمائی ہو تمہیں کھینچو نہ تیغ
امتحان میرا تمہارا امتحان ہو جای گا

ہو گا اک پہلو دل داغ اک پہلو وہ گل
یان ہر اک پہلو گلستان بوستان ہو جایگا

کب سے کاری سی آؤنگا فرشتو نکو نظر　　شمع روشن گریہ میرا استخوان ہو جایگا

۱۷　　یاد گیسو کی وولائیگی چمن مین اہی وزیر
سنبلستان میری آنکھونکو دہوان ہو جایگا　　۱۴

کب خبر تھی انقلاب آسمان ہو جایگا　　دوست کا ملنا نصیب دشمنان ہو جایگا
سوز غم سی شمع روشن استخوان ہو جایگا　　جای سبزہ میری مدفن پر دہوان ہو جایگا
خاک میری لی اڑا کر او سی پیرو کیطرف　　باد کا جہونکا مجہی تخت روان ہو جایگا
دیکہکر اوس سرو کو گلشن مین جو لا باغبان　　اس شجر مین مرغ دل کا آشیان ہو جایگا
مہربان ہی حجبہ یہ نامہربانی سی تری　　دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہو جایگا
تو گیا تو باغ ویران ہوگا ای شمشاد قد　　ہر شجر بیتاب ہو ہو کر روان ہو جایگا
یار ہی نازک مزاج اور ہین ہو ان غمگین کیا ان کہون　　مطلب دل لب تلک آکر فغان ہو جایگا
ڈر ہی ای جراح قاتل سی نہو قطع سخن　　ٹانکی لگ کر زخم میرا بی زبان ہو جایگا
گر پڑا قاصد سی تو لیگا سگ جانان اوٹھا　　میری نامی پر گمان استخوان ہو جایگا
خواب مین ہی اوسکو دیکہونگا نہین فرقت نصیب　　پردہ غفلت یقین ہی درمیان ہو جایگا
ملکی مستی وہ جبا لیگا لکہو ٹا پان کا　　آگ لگ جائیگی بعد اول ہوان ہو جایگا
صادقون سی وعدہ دیدار اگر جہوٹا کیا　　صبح کاذب کا تری رخ پر گمان ہو جایگا
باتون ہی باتون مین جایگا قصہ عشق کا　　یہ سخن ہو کر مکرر داستان ہو جایگا

کعبی سی بتخانی کو جاؤنگا اوسدم ای وزیر

۱۸ مجھ مین اون بتا مین خدا جب درمیان ہو جائیگا ۱۳

رخ سی سرکی زلف ہوش ماہ کا نور اوڑ گیا
کھل گئی ہنسنی مین دندان ننگ اختر اوڑ گیا

پر بنایا شوق کی مضمون نے ہر اک سطر کو
خود بخود نامہ مرا مثل کبوتر اوڑ گیا

دست قاتل کو نہ دی تکلیف شوق قتل مین
سایۂ شمشیر پڑتی ہی مرا سر اوڑ گیا

ای دل بیتاب تا کی ذلتین کہتا ہی یار
گہر مین کیون آتا ہی میری کیا ترا گہر اوڑ گیا

کب تو انا تی سعی تا جو ہوا یان ضعف سے
کوی جانان کو ہوا سی جسم لاغر اوڑ گیا

ہون مین وہ بیتاب کہتی ہی ہی تاریخ فوت
مضطرب ہو کر مری چہاتی کا پتہر اوڑ گیا

کچھ سبکسارون کو ہرگز احتیاج پر نہین
طائر رنگ حنا ہاتہون سی بی پر اوڑ گیا

آنسوونکی ساتہ دم نکلا ہر آنکہونکی راہ
مرغ جان وحشی تہا آخر راہ پاکر اوڑ گیا

کر دیا حیران صفائی رخ نی صاف آئینی کو
خط نی وہ کہلائی جوہر رنگ جوہر اوڑ گیا

خط کا مضمون ہاتہ آیا تہا نہ بندش دی سکا
طرفہ اک طوطی عری قاصد بو مین آکر اوڑ گیا

کسکی وہ حیرت فزا کاہی انکہونکو خیال
شکل آئینہ جو خواب دیدہ تر اوڑ گیا

سینہ و دلکی جدائی کا سبب پوچھین آپ
کیا بتاؤن آگ سی سیماب کیونکر اوڑ گیا

۱۹ بی سبب کب جلوہ برق طپان ہی ای وزیر
کیا دل بیتاب تیرا آسمان پر اوڑ گیا ۱۸

سر مرا کاٹ کی پچہتائیے گا
کسکی پہر جہوٹی قسم کہائیے گا

تہام لون دل کو ذرا ہاتہون سے
ابہی پہلو سی نہ اوٹھ جائیے گا

کبھی یاران عدم کیا گذری
کچھ لب گور سے فرمایئے گا

یوسف حسن اگر گم ہوگا
آپ یعقوب نظر آیئے گا

کرکے اثبات دہن کیجیئے وصف
دیکھیے منہ کی ابہی کہایئے گا

کم بہی دینی مین بہت فائدہ ہے
بوسہ اک دیجیے دس پایئے گا

خط پہ خط لکھیے گا ای شاہ سوار
گھوڑی کاغذ کی بہی دوڑایئے گا

مردم چشم سے آئی جو حجاب
آنکھ کی پردی مین چھپ جایئے گا

کیا گریبان نی گلا گھونٹا ہی
ادہر ای دست جنون آیئے گا

کھکی پاؤن سی چلے یار کی گھر
ہم جو اوٹھنے لگین سو جایئے گا

کہکے یہ تم ہو بڑے ہرجائے
در بدر کیا مجھے پھروایئے گا

کیون بناوٹ سی اجی ونی ہین آپ
جھوٹی موتی کسے دکھلایئے گا

جام ساقی سے جو مانگا تو کہا
بہر کی اشک آنکھ مین پی جایئے گا

مصحف رخ کی قسم مین ہے مزہ
ہمسے قرآن یہ اوٹھوایئے گا

خط غلامی کا نہین ای یوسف
خط جو نکلا ہے نہ شرمایئے گا

ہمنے یوسف جو کہا کیون بگڑی
مول لیگا کوئی بک جایئے گا

حضرت کعبہ جو بن جایئے عرش
دل کی وسعت نہ کبھی پایئے گا

۲۰

ہم بہی آنکلین گی مسجد مین وزیر
خشت خم لیکے جو بنوایئے گا

۱۴

مثل خورشید ہی اِی گل ترے تن سرخ ترا
کیون نہو رشک شفق پیرہن سرخ ترا

رنگ ملبوس تو چہونی سی اوڑ جاتا ہی
تاب آغوش کی کیا لائی تن سرخ ترا

خط سی زائل نکبہی ہو رخ گلگونکی بہار
رہی سرسبز ہمیشہ چمن سرخ ترا

جلوۂ شبنم و گل جب شب مہ مین دیکہا
یاد آیا عرق آلود تن سرخ ترا

ہی صفائی کی سبب عکس مسونکا اوپر
خط سی یہ سبز نہین ہی ذقن سرخ ترا

دست گلگون نہین حسب طرح حنا کی محتاج
یونہین بیکار ہی یہ پیرہن سرخ ترا

دیکہہ سکتی نہین اُس ڈر سی کبہی بہر کی نظر
کہین نجائی نہ سوسن یہ تن سرخ ترا

یہ بہی اک لطف تہا ہوتا جو بہم اِی سعی فا
دہن زخم مرا اور دہن سرخ ترا

روح ایجان لطافت سی نظر آتی ہی
لطف رکہتا ہی عجائب یہ تن سرخ ترا

مشک افشان ہی خیال خط مشکین بدل
خاک اچہا ہو یہ زخم کہن سرخ ترا

مطلع صبح کو کیا جیب قبا سی نسبت
کہین خورشید سی روشن ہی تن سرخ ترا

مرتی دم سیب کو کیون سونگہہ لیا یوسف نی
یاد کیا آگیا سیب ذقن سرخ ترا

صدمۂ موج تبسم سی یہ ہوتا ہی کبود
تاب کیا بوسی کی لائی دہن سرخ ترا

۲۱

خونفشان یہ چشم ہی کس گل کی تصور مین وزیر
رشک برگ گل تر ہی کفن سرخ ترا

۲۰

یہ مجکو شیوۂ افتادگی پسند ہوا
غبار رہی نہ صبا سی مرا بلند ہوا

تمہارا شعلۂ حسن اسقدر بلند ہوا
کہ آسمان پہ ستارہ ہر اک سپند ہوا

خمیدہ ضعف سی ایسا ہین دردمند ہوا
کہ سایہ پاؤنکا سر سی مری بلند ہوا

کیا پسند خلائق نی اسقدر اوسکو
کہ رفتہ رفتہ گئی دنمین خود پسند ہوا

لکھا اسیر و نکو اوسنی خو خط آزادی
ہزار طرح پھیٹا مگر نہ بند ہوا

کسیلئے بات نہ پوچھی پس فنا میری
ہما کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

وہ ناتوان ہون کہ ساتہ اوسکی کھنچ گیا مین بھی
تمہاری بام کا سایہ مجھی کمند ہوا

گئی نہ تیرگی شام ہجر تا دم صبح
دعا کو پہنچی خورشید تک بلند ہوا

گرہ جو دیکھی اوسی یاد آیا وعدہ وصل
ہمارا عقدہ کشا اوسکی قبا کا بند ہوا

زبان شمع سی نکلی صدای بسم اللہ
چراغ پا جو کسی شب ترا سمند ہوا

یہ زور آتش رنگ حنائی گرمی کی
تری ہتیلی کا تل صورت سپند ہوا

ہوا نہ آہ مین مقبول اپنی صانع کا
وہ آئینہ ہون سکندر کی ناپسند ہوا

ہوا زبسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان
ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا

بجھا کی زہر مین تو نی لگائی کیا تلوار
ہر ایک زخم جو سر مرہم زہر خند ہوا

نچھوڑی مرنی پہ تعظیم و بس ہی وشی کی
غبار بھی قد آدم مرا بلند ہوا

مزی اوٹھائی خفا ہو کی اوسنی بینچی جو دانت
ہمین تو سودۂ الماس سو مند ہوا

ہر اک جوانکا پیری مین نہ دجھکا آخر
یہ نخل پست ہوا جسقدر بلند ہوا

ہی خالق ایک ہی اہی بت اپنی قسمت ہے
تو بی نیاز ہوا مین نیازمند ہوا

اوڑایا بعد فنا جب صبا نی گلشن مین
غبار قبر پہ اونکا سرو قد بلند ہوا

۲۲ مری غزل کی صفت کرکی یار کہنی لگا
سخن وزیر کا اب بادشہ پسند ہوا ۲۴

پس از فنا اثر سوز دل دوچند ہوا — جو میری خاک پہ دانہ گرا سپند ہوا
فروتنی سی نہ دست دعا بلند ہوا — دعا بھی سجدے ہی مین کی عجز یہ پسند ہوا
نہ آیا محفل مے مین گر ایکدن ساقی — دعا کی واسطی دست سبو بلند ہوا
پڑا جو چاند سی مکھڑے کا عکس مے لایار — سپہر کی چاند کا اب مرتبہ دوچند ہوا
تجھے جو بام پر اپنی نا ہرو کہڑی دیکھا — فلک سی آج ستارہ مرا بلند ہوا
کہلایا ایسا مجھے عشق خال جانان نے — کہ میری سائی پہ بھی شبہہ سپند ہوا
گرا ہی دیکھہ کی اوس مہروش کا چاہ ذقن — فرشتہ خو تہا دل آخر کنوین مین بند ہوا
پڑا جو اوس لب شیرین کا عکس دریا مین — ہر اک حباب کا کوزہ مثال قند ہوا
شب وصال ہوئی مجکو روز عاشورا — شہید دیکھہ کی اوسکا حسین بند ہوا
جو دیکھا بزم مین اوسکا گلا صراحی دار — بلائین لینی کو دست سبو بلند ہوا
بڑی ہی آہ اسیرونکی دیکھہ ای صیاد — تو اپنی گیسوؤن سی بستہ کمند ہوا
یہ آرزو ہی تری دیکھنی کی آنکھون کو — دعا کو بخیہ مژگان تلک بلند ہوا
یہ تیری افعی گیسو ہین ترہی قاتل — پڑا جو سانپ پہ سایہ وہی گزند ہوا
قطعہ
مٹایا دل سی مری آج رنج عریانی — کیا شہید جو تونی نیاز مند ہوا
بنی ہین صورت شامن یہ زخم دامن دار — لگی کا زخم گریبان تیر بند ہوا

حنائی ہاتہ مین گیسو کو لیکی بولا یار
یہ میری وزد حنا کی لیی کمند ہوا

دم شکار جو گیسو کو اپنے کہول دیا
سمند ناز کو اوسکی شکار بند ہوا

کوئی فسون نہ چلا آیا اوسکی دام مین
پری کیطرح سی شیشی مین آپ بند ہوا

جو کہا یا زہر تو یاد دہان شیرین مین
زبان تک آتی ہی آتی مثال قند ہوا

گری غرور نہ طاعت پہ کہیو زاہد سے
مری کریم کو عذر گنہ پسند ہوا

فسانہ لب شیرین جو تا فلک پہونچا
یہ کوزہ پشت بہ از کوزہ ہای قند ہوا

اب آگی دیکہیی ای طفل کیا پڑہائی گا
الف ابہی سی تری ناز کا سمند ہوا

لحد پہ آیا سگ یار تہ کہیچی کیا
اک استخوان تہا سو وہ اوسکی ناپسند ہوا

۲۴

جو روئی ہم تو گری ٹکڑی استخوانکی زیر
جنون مین سنگ سی چہرہ بند بند ہوا

19

حسرت ایجان کہ ہی لبسی لب ار جدا
مژدہ ای موت کہ عیسی سی ہی بیمار جدا

در پی قتل تر مین ہی وہ ستمگار جدا
ماہ نو چرخ پہ کہینچی ہوئی تلوار جدا

چشم سی چشم نبی ہی جو یہ دلدار جدا
چاہیی تہا رہی بیمار سی بیمار جدا

ہی یہ الفت مجہی سفاک نی جب وار کیا
شکل ابرو نہ جبین سی ہوئی تلوار جدا

اوسکو طاعت پہ غرور اسکو ہی آمرزش ہے
کہیں زاہد ہی جدا کہیں گنہگار جدا

تیغ کہسار سی کیا کبک گلا کاٹ ہوا
ابہی سر کتنی کریگی تری رفتار جدا

جو خریدار گیا آپ بکا ای یوسف
تیرا بازار جدا یار کا بازار جدا

آگیا باغ مین گل ذکر جو اوس عیسی کا — ہم جدا رونے لگی نرگس بیمار جدا

تیری باتون سی جو چھوٹ نہین تجھی کیا ہی عجب — لب سی لب کو تری کرتی ہی گفتار جدا

ایسا تیر اوسنی لگایا کہ صفت کرنی لگا — دہن زخم جدا اور لب سوفار جدا

اوٹھ گیا کون کہ ہی گھر مرا ماتم خانہ — اور سیہ پوش ہی یہ سایۂ دیوار جدا

ہی یہ دلچسپ مکان اوسکا پری جسکی آنکھ — صورت دیدۂ روزن نہوز نہار جدا

غل مچایا ہی جو زنجیرون نی ای زندان بان — آج زندان سی ہوا کون گرفتار جدا

وہ صنم چشم سی پتلی کیطرح دور نہین — آنکھ کی ڈوری کی صورت نہین زنار جدا

کچھ کشش تیغ نی کی اور کچھ اوسنی جلدی — آخر کار ہوا تن سی سر اکبار جدا

یہ بلا وہ ہی کہ سایہ بنی اور ستاتا ہی — دنکو بھی ہجر کی شب مجھسی نہین یار جدا

میری آنکھون مین شب و روز پھرا کرتی ہو تم — چشم بد دور زمانی سی ہی رفتار جدا

وصل کا شوق ہی پہنی مری کپڑی جو تو — مثل پیراہن گل پھر نہون نہار جدا

۱۸ ای وزیر اسپہ ہی اب تمک تجمی شاہد
کہ محمد سی نہین حیدر کرار جدا ۲۴

مر ہی جائی جو ہو گیسو سی دل زار جدا — یہ وہ شب ہی نہوا اس سی کوئی بیمار جدا

یان جدا اشک وان قصر مین انہار جدا — تار ہی سیار جدا ماہ ہی سیار جدا

مژہ جنبش مین جدا ابرو خمدار جدا — نیزہ بازی ہی جدا چلتی ہی تلوار جدا

تازہ گل فرط کہلا کہتی ہین گل کہا کہا کر — یان خزان مین بھی نہین ہین گل گلزار جدا

لگی سی جانباز کی گردن پہ نظر آئی گی پہر — یار کی دوش سی جسدم ہوئی تلوار جدا

سایہ سان ہم بہی ہی سات ترپتی جائین — نہون قدمون سی تیری کشتۂ رفتار جدا

تیغ ابرو ہی یہ کچہ زلف نہین اے شانی — انگلیان چہپتی ہین جائینگی دو چار جدا

حور کا کوئی طلبگار کوئی غلمان کا — یاران دونون سے ہین تیری طلبگار جدا

ہون میں وہ ہجر نصیب آ کی جو تہیرون کوئی دم — تیری دیوار سی ہو سایۂ دیوار جدا

بارہ بندوق کی ہی قلقل مینا مجکو — موج می ہجر مین دکہلاتی ہی تلوار جدا

درد دل تنگ کری جان ہا تا دم مرگ — استخوان سی نہین ہاتا ہی زاغ کی منقار جدا

ساتہ لیجاؤن گل داغ فراق گلشن — ہون وہ بلبل نہ پس مرگ ہو گلزار جدا

زخم آئینہ میں دیکہین جو روی قاتل — بولی طوطی کیطرح مرہم زنگار جدا

جذبۂ شوق شہادت مرا دیکہہ اے قاتل — ہو گئی میان سی از خود تری تلوار جدا

مار ڈالی یہ ہزارون کو نہ ہو وس سی گرہ — جنبش زلف جدا سانپ کی رفتار جدا

اوسکی گہر جاؤن تو ضد سی مجہی دربان گہوری — آنکہین دکہلانی لگین روزن دیوار جدا

ہی دلچسپ تن یار کہ او تری نہ قبا — تار سی جب تلک اوسکا نہوا تار جدا

٢٥

حشر کی دن بہی نہ تہی لطف الٰہی دست وزیر
اس سلاسل سی نہو گا یہ گنہگار جدا

٢٥

مر گیا لیکن نہ مین منت کش گردون ہوا — خاک سی پیدا ہوا اور خاک مین مدفون ہوا

ایک بہی مصرع نہ اوسکی وصف مین موزون ہوا — صورت عنقا دہان یار کا مضمون ہوا

اسقدر اوس زلف کا سودا ہمین افزون ہوا
حلقۂ زنجیر ہر اک دیدۂ مجنون ہوا

قد موزون سرو گل وہ عارض گلگون ہوا
اسپہ قمری مرگئی بلبل کا اوسپر خون ہوا

دامن قاتل نہ چھوڑا جب تلک چلتا رہا
ہوگیا جب قتل دامنگیر میرا خون ہوا

سوکھکر کانٹا ہوی ہر اک مری انگشت پا
ای جنون خار بیابان کا تہ دل ممنون ہوا

چاندنی مین سایۂ قد دیکھکر بولا وہ شوخ
ایک مصرع تھا یہ مصرع دوسرا موزون ہوا

پنجۂ صیاد وا ہی لیکن اوڑ سکتا نہین
طائر رنگ حنا بہی طائر مضمون ہوا

صاف بندش سی اپنی نی ہر بیت آئینہ بنی
دیکھتی ہی اوسکو گویا طوطی مضمون ہوا

موت سی پہلی ہی مرجا پھر تو بیڑا پار ہی
جسم جب بیجان ہو کشتی اوسی جیحون ہوا

ہنسکی بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
دانۂ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا

اپنی گھر مین خوف رسوائی سی دفن اوسنی کیا
حور نی گاڑا مجھی فردوس مین مدفون ہوا

فاتحہ پڑھنی کو جب آیا وہ رشک آفتاب
گنبد مدفن ہمارا گنبد گردون ہوا

گرم رفتاری سی اپنی شمع ساں جلتی ہین خار
دامن فانوس گویا دامن ہامون ہوا

ماہ نو مین بنگیا تو ماہ کامل ہوگیا
ضعف میرا حسن تیرا دن بدن افزون ہوا

پاؤن جب سی کہا ہماری غیرت مہتاب نی
فرش پا انداز رشک اطلس گردون ہوا

یاد قاتل مین فقط آنکھین لہو روتین نہین
جب اوڑا چہری سی اپنی رنگ سیل خون ہوا

قصر لیلی کا نشان باقی نہین دنیا مین ہم
سنگ و خشت خانہ کیا صرف سر مجنون ہوا

جانب ابرو ہی قاتل ہی رخ مژگان مدام
یہ کمان وہ ہی کہ جسکا تیر بہی مفتون ہوا

دیکھتی ہی مجکو بس ٹہر اگئی چشم رقیب
آج ای تاثیر وحشت مین ترا ممنون ہوا

وصف ابرو مین مہینا بہر فلک نے فکر کی
ایک مصرع ماہ نو کا تب کہین موزون ہوا

ہم سے کاہیدہ تنکو اوس نے سہی اٹھایا کسیلیے
آسمان تنکی لگا چننے مگر مجنون ہوا

جو سہی قلعہ تھا جوانی مین ہوا پیری مین جسم
یہ وہ مصرع ہی کہ ہو وے ہو گی ناموزون ہوا

عاشق و معشوق ایکہی خاک سے پیدا ہوئے
یہ بہی قسمت ہی کوئی لیلی کوئی مجنون ہوا

٢٦

یہ ہمین ہین سیکڑون ہی تیغ کے ڈالین وزیر
وصف قد مین ایک مصرع سروسی موزون ہوا

٢٢

دم بہی نکلا ساتہ جب آنکہو نسے جاری خون ہوا
شہسوار ر و کو خون ے وان گلگون ہوا

جلوہ گاہ قد موزون دیدہ پر خون ہوا
بحر رنگین مین قیامت مصرع موزون ہوا

انگلی جب رکہی الف پر شرم سے نون ہوا
تو وہ ہی شاگرد جو استاد سے افزون ہوا

وہ پری ہی دختر رز دیکھکر مجنون ہوا
محتسب کو ٹوٹنا شیشے کا بس افسون ہوا

ہون مین وہ مجنون کہ اس سے طی مرا ہامون ہوا
پہرتی پہرتی صاف شکل آبلہ گردون ہوا

بعد مردن اپنی وحشت کا اثر افزون ہوا
استخوان کہائی سگ لیلی نی جب مجنون ہوا

اپنا ثانی دیکھکر شمشاد کو وہ سرو ناز
ہنسکے بولا کیا تو ار د مصرع موزون ہوا

اسقدر میرے جسم لاغر چبہکی ٹوٹی ہین جو خار
آبلہ ہر ایک شکل دیدہ پر خون ہوا

وائے ہی وحشت ہوا جب روح کا اپنی گذر
ماہ نو کانٹا ہوا اور آسمان ہامون ہوا

ہر قدم پر ٹہوکرین کہاتا ہی لیکن سایہ ہی
مثل سایہ سرو قد یار کا مفتون ہوا

آسمان ہی واژگون خورشید بہی ہی واژگون
نکلی ہین وہ خال بالائی لب میگون یار

وصف چشم مست سی ہر دائرہ ساغر بنا
حال اپنی تہرا ہی کا نہ ٹہیرا بیت مین

سرخ ہو باف وسنی ڈالا زلف مین ہم مر گئے
مرکی ہم زیر زمین بہی ساتہ اپنی لی گئے

چشم وابرو کو بنایا ایک جا استاد نی
گل کہلائی ہین ہمی وحشت نی دیکہ ای عندلیب

خوبرو محتاج ہرگز غیر کی ہوتی نہین
آگیا اوس مہروش کی رخ پہ گرمی عرق

پاؤن پڑنی پر بہی ہرگز نہ وہ کہلاتا نہین

کسنی پہیری آنکہ تہ سے جہان واژون ہوا
زنبۂ مے سی دوبالا زیب افیون ہوا

ساقیا شکل بط مے طائر مضمون ہوا
طائر رنگ پریدہ طائر مضمون ہوا

دیکہنا اوسکا ہماری واسطی شبخون ہوا
یہ رداغ جنون گنجینۂ قارون ہوا

صاد کی قابل ہی یہ تحریر اوس سے خون ہوا
سنگ جو آکر لگا وہ خون سی گلگون ہوا

چادر مہتاب کو مہتاب سی صابون ہوا
چشمۂ خورشید مین ظاہر دلمنون ہوا

گلشن شداد کا فر کا رخ گلگون ہوا

۲۷

ہو گیا لبریز مے اعجاز ساقی سی وزیر
جام خالی مین جو عکس افگن لب میگون ہوا

۱۵

خواب مین تجہسے ہمکنار رہا
عین غفلت مین ہوشیار رہا

خوش نگاہون سی مجکو کار رہا
تیر بیداد کا شکار رہا

طوق و زنجیر پہنی طفلی مین
عشق تب سے گلی کا ہار رہا

سبکی نظرون مین ہو گیا ہین سبک
خاطر یار پہ بار رہا

ٹھن گئے جب کہ تو نہ آئے گا
گل لالہ ہمارے مدفن پر
ہون وہ گریان کہ میری تربت پہ
سر جھکاتی رہا سدا گردون
فوج طفلان سدا رہی ہمراہ
شعلہ رخسار آئی راتون کو
صورت گردباد گرد پھرا
اوٹھ گیا یار میری پہلو سی
چلی ٹھکرا کے میری تربت کو
نازنی دی نہ رخصت آگی وہی

موت کا ہمکو انتظار رہا
دل کے داغون کا یادگار رہا
مدتون ابر اشکبار رہا
کیا کیا تھا جو شرمسار رہا
مین تو وحشت مین باوقار رہا
یون چراغان سر مزار رہا
ہو کی خاک اوسکے سینہ مین نثار رہا
درد پہلو مین یادگار رہا
خاک سی بھی مری غبار رہا
دو قدم جب تو رامزار رہا

۲۶ چشم میگون کا مست تھا جو وزیر
ایک مدت تلک خمار رہا ۲۰

صبح کا عالم ہے رخ مین گیسو مین شام کا
وصف وہ کرتی لگا چشم بت گلفام کا
مین نہین گھر مین نشان باقی ہی میری نام کا
ہوت ہی زاہد کو پینا بادۂ گلفام کا
روز فرقت نی ہمارے منہ دیکھا شام کا

طور ہی پہرنی مین تیری گردش ایام کا
گر کبھی غنچہ کوئی چٹکا گل بادام کا
ایکبون مثل نگین عالم ہی میری بام کا
ٹوٹنا پانی سی ثابت ہی سبوی خام کا
یون پہری ہم سے بھلا ہو گردش ایام کا

قہر تہا محفل سی جانا ساقی گلفام کا
شیشے کیا اوڑ اوڑ گیا مینا بہی زرین جام کا

ساتہ اوسکی مین بہی کہنچ جاتا ہون فرط ضعف سے
سایۂ دیوار ہوجاتا ہی زینہ بام کا

بیقراری دل کی کیا جانی کدہر کو لی گئی
ڈہونڈہتا پہرتا ہی مجکو قافلہ آرام کا

ایکدم جا کر جو بیٹہا پاؤن میری سو گئی
کوچۂ محبوب ہی کیا ہی مقام آرام کا

ہجر کی شب تہی نہ مجکو بسکہ امید سحر
صبح کی تاری پہ دہوکا تہا چراغ شام کا

زاہدا سب مبتلا ہین اپنی اپنی حال مین
مین مسخر جام کا تو نفس نافرجام کا

اپنا بادامی دوپٹا اک ذرا دکہلا دو تم
دیکہنا تہر سے پہر سر پہوڑنا بادام کا

لائی ہی کس دشت مین یارب مجھی سرگشتگی
جستجو مین ہی بگولا گردش ایام کا

ایکدم مین بلبلین ساری تڑپ کر مر گئین
باڑہ کا ڈورا تہا کیا صیاد ڈورا دام کا

دیکہ طفلی مین بہی گہوارہ کو کر تابوت یاد
چاہیی آغاز مین کہنا خیال انجام کا

جب خیال مے شیشے مین گرتی ہین آنکہونسی اشک
یاد آجاتا ہی ایساقی چہلکنا جام کا

مانگتا خلعت شہادت کا زبان حال سی
حرف جو لکہتا تو اپنی بسملون کی نام کا

پاس اپنی وہ ستمگر بیٹہنی دی کب مجہی
حرف کاغذ سی اوٹہاتا ہی جو میری نام کا

قاصدا یہ حال ہی صورت نبین ظالم پیس
ضعف سی مشکل ہی آنا لب تلک پیغام کا

٢٦

اور بہی بدمست کرتا ہی وزیر مست کو
قہقہہ شیشونکا ساقی اور چہلکنا جام کا

٢٥

ساغر بنا جو چرخ مین گرد ملال کا
شیشہ بہی چاہیی عرق انفعال کا

موی کمر ترا انبی پہندا جو بال کا
سایہ جو پڑگیا ہی ہمای جمال کا
پہر منہ دکہای مجکو نہ فرقت ملال کا
تصویر کہینچ چکی تو لکہا حشر زیر پا
شوخی ہی یہ بہی وسنی جو مستی لگالی ہے
تلوار کی سی آنچ ہی تبی کی شعلی مین
مردی جبی ہین سنکی یہ ہی طرز گفتگو
ازبسکہ ہین تری دُردندان سی منفعل
ہم سب سی پوچہتی ہین نشان وہان بلار
گذری جو کوہکن پہ وہی یان ہی سرگذشت
وحشت مین یاد جیب لاکردی ہین رنج
انکہین مجہی دکہا کی جو دیوانہ کردیا
کہولی ہی رخ پہ زلف کہ بوسہ تلی کوئی
روشن نہو فلک سی کسی شب چراغ ماہ
تو ہمکنار ہو تو بنے یہ مہ تمام
رہتی ہی تیری ذاتونکی جانب نگہ مری
ہی دنکو چاندنی کا تری خیمونکو خوف

پہنس جای مرغ جان دل نازک خیال کا
تون سلطنت حبش کی ارادہ ہی خال کا
یارب ہو روز وصل مرادون وصال کا
مانی سی جب کہنچا نہ وہ آندا نچال کا
یعنی وہان تنک پہ دہوکا ہو خال کا
روغن ہی کیا چراغ مین قاتل کی ڈہال کا
مرتی ہی جسپہ خلق وہ انداز چال کا
تارون پہ ہی گمان عرق انفعال کا
ہرگز نہین جواب ہماری سوال کا
ہی ایک حال قصۂ ماضی و حال کا
ٹکڑی کرونگا آج گریبان ہلال کا
پہناو طوق حلقۂ چشم غزال کا
افعی کو اب کیا ہی نگہبان مال کا
روغن نہ ہاتہ آئی اگر تیری ڈہال کا
آغوش مین ہماری ہی عالم ہلال کا
تار نگاہ بنگیا ڈورا خلال کا
پرتو فگن زمین پہ جو ہی چاند ڈہال کا

پونہچا مین کیا ہی گہات سی دندان یار تک
کا ہیدہ ہوکی بنگیا تنکا خلال کا

غنچی چمن مین چٹکی چلی ناز سی نسیم
انداز اوڑ ایا ہی تیری بول چال کا

ماہ فلک زمین پہ وہ مشہور ہوگیا
شہرہ ہوا بلند جو تیری جمال کا

برسون تین شعر مین بہونچا ال ہی ہم
مضمون بندہ گیا جو کبھی تیری چال کا

ہم منہ کو دیکہ دیکہکی رہجائین یا نصیب
لوٹی اوگالدان مزا اوس اوگال کا

جراح میری زخمون پہ ٹپکائیو ضرور
روغن اگر ملی تجہی قاتل کی ڈہال کا

۱۳
برپا ہوا ہی فتنہ محشر جو ای فریر
کچہ ذکر آگیا ہی کہین اوسکی چال کا
۱۶

اپنی محبوب کا کوچہ رہی مسکن اپنا
بلبلو تمکو مبارک رہی گلشن اپنا

شمع سان بسکہ ہر اک داغ ہی روشن اپنا
مثل فانوس ہوا پیرہن تن اپنا

داغ دل گل ہین پشانی دل ہی سنبل
ای گلو قابل گلگشت ہی گلشن اپنا

یار کو ایسا چہپائین کہ ہوا بہی نہ لگی
شکل فانوس ہوا وس شمع کو اہن اپنا

کیون نہ صحرا ای قیامت ہی یہ دشت وحشت
کم نہین صور سرافیل سی شیون اپنا

ہمتو ای شمع رخ حسن پہ ایسی ہین
صرف فانوس ہی پہٹ جاتی جو دامن اپنا

یار کو حال ہر اک طرح سنا دیتا ہی
دوست سی کم نہین اپنی لیی دشمن اپنا

اپنی تیغ اپنی ہی قاتل ہی جو ہو اوسکی ہاتہ
غیر کی پاس جو ہو دوست ہی دشمن اپنا

خاکسارونکو بہلا چاہیی کیا زینت تن
جامۂ خاک ہی بس پیرہن تن اپنا

کہینچے تیغ اوسنی کیا مین نی مقابل دلکو / دوست سی اپنی لڑاتا ہون مین دشمن اپنا
خشک آنسو ہوے پہر ہین وہ اب عشق نہین / مثل شبنم نہ رہا صبح کو خرمن اپنا
ہاتہ دکہلا کی یہ بولا وہ مسلمان زادہ / ہو گیا دست نگر اب تو برہمن اپنا
جب وہان جاتا ہون تو ضد سی مری صورت چشم / بند کر لیتی ہی دیوار بہی روزن اپنا
دیکہنا حسرت دیدار اسی کہتی ہین / پہر گیا منہ تری جانب دم مردن اپنا
پیش از ین بیٹہتی تہی سن سنکی وہ لا پردہ گوش / اب تو ہونٹون تلک آتا نہین شیون اپنا

٣١ آج تک نوح کا طوفان وسی کہتی ہین فدویہ / ایک دن ہمنی نچوڑا تہا جو دامن اپنا ٢٣

مری وحشت سی عالم محفل مین ہی صحرا کا / ٹپک کر می کا قطرہ آبلہ ہو پا ہی مینا کا
ہمین سودا ہی تیری دیکہنی ہی کی تمنا کا / ہوا زنجیر کی حلقون مین عالم چشم بینا کا
قد خم گشتہ نی پہونچا دیا ہی سر کو قدمون پر / گل دستار وحشت مین بنا گہٹا کف پا کا
ہوا مستی مین جو اپنا گذر گلشن مین اے ساقی / تری ہی دیکہنی والی تہی پہلی تاک کو تاکا
کسی خوش چشم کا وحشی ہون میخوار ہے گر آون / پیالہ ہو وی حلقہ دیدۂ آہوی صحرا کا
گلی سی سرخی پان صورت می جو نظر آئی / ہوا اشک میکشونکو گردن ساقی پہ مینا کا
پریشان صورت سنبل ہی حیران شکل آئینہ / کہون کیا حال تری گیسو و عارض کی شیدا کا
صراحی اگر گردن دیکہکر اوسکی یہ جلتا ہی / برنگ شمع سوزان ہم مین عالم ہی مینا کا
اور اٹہین وہ ہچیان ہمنی تو اپنی جیب و دامن کی / اجازت دی جنون ٹکڑی گئی بن دامن بہی صحرا کا

بجز بحر طویل آتی نہ ہرگز چھوٹی بحروں مین
بہا ایسا ہی خوں تلووں سی اپنی خار پہ چبھکر
کیا کشتہ مجھی عشق دہان تنگ نی ایسا
بہلا کیا کوئی گل اپنا ہوا گلشن مین اسی بلبل
لڑائی کی سبب کرنا بہانا کر کی کچھ ملنا
مرا صیاد دام زلف کو ہی تا کمر کھولے
اب آئی ہی آفتاب حسن نہ متیغ کی ہی جا خالے
مری وحشت بہی الف یار سی ہی سلسلہ کہتی
کسیکی نرگس مخمور کی ہین ناتوان ساقی
پر عنقا مسین ہین وہ دہان تنگ عنقا ہے
ہوا مثل صدف صحرا ہماری دشت گردی سے
عجب یہ رابطہ ہمسی کیا ہی رنج و راحت نے
تو وہ معجز بیان ہی تجھسی عیسی کو نہیں نسبت

بڑا مضمون ہی اک چشم تر اشکوں کی دریا کا
برنگ دامن گل اک جنون دامن ہی صحرا کا
دہان زخم تن ہر ایک سعی زن کا بنانا کا
نہیں جب آشنا پاؤں سے کوئی خار صحرا کا
اوٹھائی ہین مزا وصلت مین بخشش ہائی حجلہ کا
شکار اوسکو ہوا منظور شاید آج عنقا کا
تہ باران ہی پنبہ چرخ مین عالم ہی مینا کا
دہوان انجیر ہی میری جسکی اغ داغ سودا کا
ہماری ہاتھ مین چاہی عصا شیشہ ہو صہبا کا
دہن کی پاس خط نکلا نہیں یہ سایہ ہی عنقا کا
کہ اوس مین گوہر یکدانہ ہی ہر آبلہ پا کا
کہ گل تو آشنا سر کا ہی وہ کانٹا کف پا کا
کہ باتین بے دہن کرنا نہیں ہی کام عیسی کا

۳۲

وزیر ایسا ہون مین وحشی کروں گر غسل دریا مین
بنین زنجیر موجین طوق ہو گرداب دریا کا

۱۹

شیفتہ زلف دوتا ہو گیا
بیٹھی بیٹھائی تمہیں کیا ہو گیا

خود مین گرفتار بلا ہو گیا
اوٹھ کی چلی حشر بپا ہو گیا

آنکھون سی طوفان بپا ہوگیا ۔ دیکھتی ہی دیکھتی کیا ہوگیا
ای قد خم گشتہ مری مرحبا ۔ ایک تھا کہنے کو دوتا ہوگیا
فرش الٰہی ہے زمین ای جنون ۔ جان سکے مین برہنہ پا ہوگیا
خط مین جو مضمون خط سبز تھا ۔ تیرا کبوتر بہی ہرا ہوگیا
چھوتی ہے وہ زلف مری روبرو ۔ تجکو جنون باد صبا ہوگیا
ساتہ کسی نے نہ دیا بعد مرگ ۔ ہاتہ جدا پاؤن جدا ہوگیا
پرتو رخسار بنا آفتاب ۔ نقش قدم ماہ لقا ہوگیا
وصل ہوا جب تری شمشیر سی ۔ بند سی بند اپنا جدا ہوگیا
بزم مین کس مست کی ہے آرزو ۔ دست سبو دست دعا ہوگیا
لیکی پونہچ کشتی مے ساقیا ۔ اشکون سی طوفان بپا ہوگیا
کھل گئی بس شکوونکی دفتر ہزار ۔ ایک مرا نامہ جو وا ہوگیا
عشق ہوا اور فزون وصل مین ۔ کی جو دوا درد سوا ہوگیا
کیا ہی حسینون کا تصور بندھا ۔ سامنے پریون کا پرا ہوگیا
خوب ہوا تمنے جو چہرہ کا نمک ۔ زخم کی کھانی کا مزا ہوگیا
نامہ وہ بھیجا نہ کوئی پڑہ سکا ۔ خط مری قسمت کا لکھا ہوگیا
دولت دیدار لٹاتا ہے یار ۔ آج فقیرون کا بھلا ہوگیا

ہاتہ وزیر اوسکو لگا یا نہین

## مفت مین انگشت نما ہو گیا

آنکھو نمین تیری کیا مین سبکبار ہو گیا
بیوجہ زلف کا مین گرفتار ہو گیا
ہر دم کی تاک جہانک سی بیمار ہو گیا
آنکھین لڑائین تو نی مین بیمار ہو گیا
رہتی ہی دیدہ چشم تصور سی ہجر مین
برساتکی دن آئی تو جگنو نکل پڑے ہی
میٹھی چہری سی تو نی بنایا مگر قلم
مستی مین پاہی ساقی مدہوش پر گرا
کرنی لگا ہی شکوہ جور و جفای یار

نظرونمین تولنی کی سزاوار ہو گیا
بیجرم بال بال گنہگار ہو گیا
روزن کو دیدہ کا تری آزار ہو گیا
اچھا ہوا کہ دیدہ کا آزار ہو گیا
نزدیک دور بین سی دلدار ہو گیا
رویا جو مین تو نالہ شرربار ہو گیا
خامہ دم رقم جو شکربار ہو گیا
بیہوش کیا ہوا کہ مین ہشیار ہو گیا
دشمن ہماری دوست سی بیزار ہو گیا

## ولہ

ابر کیا گہر گہر کی آیا کہل گیا
راز دل کتنا چہپایا کہل گیا
حسن عارض عارضی تہا کہل گیا
آنکھ سے رومال سر کا بعد مرگ
تم جو بولی ہو گیا ثابت دہن
کٹ گیا سر حسل ہوئی مشکل مری

بس ثبات بحر دنیا کہل گیا
حال اس دولت سرا کا کہل گیا
خط کی آتی ہی لفافا کہل گیا
چشم تر کا آج پردا کہل گیا
باتون ہین بات نمین عقدا کہل گیا
ناخن خنجر سی عقدا کہل گیا

بی زبانی نے باتین سنوانی لگی
گالیون پر منہ تمہارا کھل گیا

تہا قلم بند اپنی آزادی کا حال
خط کو جب اوسنی لپیٹا کھل گیا

خط پہ خط لائی جو مرغ نامہ بر
بولی ان مرغون کا ڈربا کھل گیا

## وله

نیمچہ سر تک پونہچکر تیز تر ہونی لگا
دیکہا وہ قاتل فہمان دوران ہر ہونی لگا

حال بیتابی دل پیش نظر ہونی لگا
اشک جو نکلا وہ عینک آنکہ پر ہونی لگا

سوز عشق او نوجوان گرم سفر ہونی لگا
آئی پیری استخوان شمع سحر ہونی لگا

یار کا نخل عداوت بارور ہونی لگا
بڑہ چلی دل مین گرہ پیدا ثمر ہونی لگا

سختی ایام دوری آتی ہی پتہر لیے
کیا مرا نخل تمنا بارور ہونی لگا

دیکہا و گلچین اسی کہتی ہین فرط اتحاد
تونی توڑی پہول مین بے بال و پر ہونی لگا

ہو چلا پانی سہی پیلا روی تابان دیکہکر
آفتاب اک کاسۂ شیر سحر ہونی لگا

کیا چمن مین شاد ہون مین بلبل نازک مزاج
گر ہوا بہی چہو گئی بی بال و پر ہونی لگا

ہو گیا بی چین مین دشمن کی بہی فریاد سی
دل نی جب نالہ کیا ٹکڑی جگر ہونی لگا

جرم میخواری پہ جب اشک ندامت بہ چلی
ابر رحمت سا قبا دامان تر ہونی لگا

لن ترانی کی صدا زنجیر در سی آئی گی
گرتی گرتی لامکان بند یکا گہر ہونی لگا

آسمان سمجہا جو دیکہا شب ترا قصر بلند
چاند کا دہوکا چراغ بام پر ہونی لگا

اوبت کافر خدائی کا تو اب دعوی نکر
ہو گئی قید مکان جب دل مین گہر ہونی لگا

سخت جانی سی جہری چنگاریاں ہنگام ذبح
سنگ و آہن ملگئی پیدا شرر ہونی لگا

وصل کی شب دیکھکر انگیا کی چڑیا ڈر گئی
صاف ہمکو شبہہ مرغ سحر ہونی لگا

کیون نہ ای شمشاد قد کبہی چمن آ تجہی
سائی سی ہر ہر قدم پیدا شجر ہونی لگا

کاٹکر سر سیر کی قاتل کو ہوئی فرصت کہان
خون کا قطرہ جو نکلا بڑہ کی سر ہونی لگا

زور عریان ہون اگر دیکہی کوئی عریان نہین
لاغری سی پیرہن تار نظر ہونی لگا

دیکہہ ای بت کیا دیا اللہ نی نعم البدل
گہر سی باہر تو جو نکلا دل مین گہر ہونی لگا

خاک مین ملنی لگا دریا جو آنسو تہم گئے
سو کہکر گرد یتیمی گہر ہونی لگا

وصف کرتا ہی ہین کسکی طلائی رنگ کا
کلیان کرنیکی خاطر آب زر ہونی لگا

چشم و ابرو سی اشاری کیسی کی ساقی نی کیے
نیمچہ دست سبو ساغر سپر ہونی لگا

بڑہ گئی یاد دہن کم ہو چلا زلفونکا ذکر
آج کل درس مطول مختصر ہونی لگا

۳۶ — جب لگا لکہنی لب جانبخش کی مدحت وزیر
موج آب زندگی ہر شعر تر ہونی لگا — ۲۰

خط سی پنہان عارض رشک قمر ہونی لگا
رات اب ڈہلنی لگی دن مختصر ہونی لگا

کچہ خبر ایسی سنی دل بی خبر ہونی لگا
خط کی ہر زی دیکہکر ٹکڑی جگر ہونی لگا

کیا ہی لپٹا ہی مری یاد دست تمنا کیطرح
نون تیری ناف کا میم کمر ہونی لگا

بہر گیا جب خون مجہ بسمل کا تڑپی اسقدر
تیغ سی جوہر جدا مثل شرر ہونی لگا

جسطرح پتا نکل آتا ہی شاخ سبز سی
ابرو اوٹہکر تیغ قاتل سی سپر ہونی لگا

چاہیی نقل مکان کرنا بہت بیمار ہون
حسرت ای پیری کہ اب چلنی کی تیاری ہوے
قد قیامت کا الف ہی میم محشر ہی ہن
بڑہتی بڑہتی ماہ نو جسطرح ہو جاتا ہی بدر
بلبلون نی آنکہ ڈالی ہی گ گل جانکر
دو ہی باتو نمین ہوی وہ بی ہن ملین بے زبان
بیمار کسکو تیری آنکھون سے بہلا آتا نہین
ہی وان ہر ایک عنصر اپنی مرکز کیطرف
خندۂ دندان نماسی وہلال آئی نظر
تجہسی اٹکر ہم جو آئی باغ میں ای خنگجو
اب کوئی رستا بہٹکتے ہین ہم ای خضر اجل
کرتی ہین ہر روز گلگشت ریاض کوہی یار
ٹنگنا ہی دہرنی تاثیر سی تاثیر کے
جب پڑا وحشت مین عکس گوہر ہر آبلہ

قبر لو کہدنی لگی تیار گہر ہونی لگا
جسم خاکی روح کو گرد سفر ہونی لگا
اک جہان دو حرف سی زیر و زبر ہونی لگا
نیمچہ یون دست قاتل مین سپر ہونی لگا
ٹپکا بلبل چشم کا زیب کمر ہونے لگا
قصہ کوتہ رات جو ذکر کمر ہونے لگا
سرمی کا دنبالہ آغوش نظر ہونی لگا
پہلی منزل مین جدا ہر ہمسفر ہونی لگا
رات مجکو شبہہ شق القمر ہونی لگا
شاخ پر خم تیغ ہر پتا تبر ہونی لگا
جادۂ راہ عدم ہوی کمر ہونے لگا
جیتی جی فردوس مین اپنا گذر ہونی لگا
روزن دیوار سی کوتاہ گہر ہونی لگا
ہر قدم نقش قدم درج گہر ہونی لگا

آہون سی کیا وان اثر دست و دل افشان کیجی

۳۷

ہوگئی تیمور پای حرص جب توڑا فزیر
ہاتہ اوٹہایا جاہ سی سر پر چنو ہونی لگا

۲۳

ساقی سی آج نامۂ و پیغام ہو گیا
ساغر چلا روانہ خط جام ہو گیا

افزون ہوا جو کفر تو اسلام ہوگیا
زنار بڑہ کی جامۂ احرام ہوگیا

گردش مین چشم یار کا اب جام ہوگیا
دور پیالۂ گل بادام ہوگیا

کیا بنگیا بگڑ کی مرا خانۂ خراب
اوٹہا جو گرد باد سے کبھے بام ہوگیا

شیشہ کہان ہے دل کا جو تہرا او کرتے ہو
مدت سی نذر سنگ تہے ایام ہوگیا

ہی آب و خاک و نار و ہوا مین بہی تفرقہ
اس درجہ اضطراب مین اندام ہوگیا

پونہچا دیا تا بہ کعبۂ مقصود فقر نی
ترک لباس جامۂ احرام ہوگیا

اتہو رہائی ناخن خنجر کی ہاتہ سی
لپٹا یہ مرغ دل گرہ دام ہوگیا

پتلا ہوا یہ حال ان آنکہون کی عشق مین
بادام گہل کی روغن بادام ہوگیا

ساغر یہ کسنی گردن مینا پہ کہہ دیا
طوق گلو می شیشہ خط جام ہوگیا

دکہلا دیا جذب عشق نی کیا حسن انقلاب
لکہا کسیکا نام ترا نام ہوگیا

کیا بی نقط سناتا ہی تیرا دہان تنگ
گویا یہ میم کلمۂ دشنام ہوگیا

گرتا ہی مچہلیون کی عوض ہر تیون کو صید
دہاگا تری حلال کا بہی دام ہوگیا

سچ کہتی ہو کہ مین رگ جان سی قریب ہون
تم روح بنگئی تو مین اندام ہوگیا

طفلی مین بہی لکہی تو الف بی شراب کے
ابجد مری سبق کو خط جام ہوگیا

کب ہین حریص بحر توکل کی آشنا
موتی کا ایک قطرہ ہی مین کام ہوگیا

جب ہاتہ خالی آیا وہ صیاد روئی ہم
کچہ ایسا تار اشک بندہا دام ہوگیا

سمجہا اشارہ آنکہ کا زاہد ہوین شراب
شیشہ نگاہ کم سی تری جام ہوگیا

گمنام مین ہوا جو ہوی آپ بی دہن
گم اس نگین کی ساتہ مرا نام ہوگیا

راہ خدا مین ترک تعلق نہو سکا
درکار اب بہی جامۂ احرام ہوگیا

۳۸

کیا جلد آیا ہجر مین دو نقد جان زیر
پیک اجل تو قابل انعام ہوگیا

۲۳

سودای عشق بادۂ گلفام ہوگیا
گردن مین طوق عکس خط جام ہوگیا

موقوف دور گردش ایام ہوگیا
روز سیاہ زلف سر شام ہوگیا

راحت جو مجکو دی تو ہوا ابکنام یاس
آرام دل بنا تو دل آرام ہوگیا

مژگان پہ آگئی ہین مگر اشک ہای گرم
خسخانۂ چشم تر کا جو حمام ہوگیا

ساقی نی دی شراب تو کوتاہی سنی کی
شکل دہان شیشہ لب جام ہوگیا

طاعت مری سبب ہی اطاعت کا یار کے
مین اوسکو پوجتا ہون جو بت رام ہوگیا

آنسو بہا تو رشتہ بنا مرغ دل ہوا
دانی نی کی جو نشو و نما دام ہوگیا

صیاد اور سکی گانہ اب عندلیب حسن
خط پہول سی عذار پہ گلدام ہوگیا

درد فراق نی ہمین مار انو سکتی ہین
کیا ہوگیا وصال جو آرام ہوگیا

رتبہ بڑہا یہ آپ کی قصر بلند کا
جہککر فلک کلاہ سر بام ہوگیا

ہذیان تپ فراق سی بکنی لگا رقیب
نکلا مرا انجار اوسی سر سام ہوگیا

دل شاد ہی تری عرق آلود زلف مین
مچہلی کو موج آب مگر دام ہوگیا

ای روح دیکہ صنعت پروردگار کو
مشت غبار جامۂ اندام ہوگیا

دیکھی گزک جو ستونکی زاہد بہک گیا
پانی بھر آیا منہ مین حی آشام ہو گیا

اوس گل نی منہ لگایا تو بوسی کیو اوٹھی
شکل دہان غنچہ لب جام ہو گیا

کیا کیا غبار لیکی چلی سوی کعبہ ہم
اک گرد پوش جامۂ احرام ہو گیا

آنسو جو پی گیا تری آنکھونکی یاد مین
لذت مین صاف شیرۂ بادام ہو گیا

دل سہی اونکی ور ہین بیٹھی ہین گو قریب
جور و بر و سخن ہوا پیغام ہو گیا

دلکو کیا گداز محبت کی آگ نے
پختہ ہوا سبو جو مرا خام ہو گیا

پیری مین او جوانی ہوئی امید دید قطع
تار نگاہ ٹوٹ چلا خام ہو گیا

چلتی ہی کفر و دین کی شراب دو آتشہ
کیا جانی کون ساقی گلفام ہو گیا

سیکہ آب و نار و خاک و ہوا سی ملاپ تو
اک دل جو چار ہو گئی اندام ہو گیا

یا شاہ انبیا تری در کا فقیر ہون
مشہور گو وزیر مرا نام ہو گیا

نہین کٹتا ہی یہ میدان بلا
مدد ای خضر بیابان بلا

مستعد زلف مری رخ پہ ہے
ہی مہیا سر و سامان بلا

مر گیا گیسوی پر پیچ مین دل
چھٹ گیا قیدی زندان بلا

ہار پھولونکی ہین چوٹی مین عیان
کیا ہی پھولا ہی گلستان بلا

بولی بکھرا کے وہ زلفین اپنے
ہم ہوے سلسلہ جنبان بلا

اونچی چوٹی ہی غضب ای ہمدم حسن
کیا ہی اوٹھا ہی یہ طوفان بلا

کان سے کے لو تری زلفون مین نہین ہی چراغ تہ دامان بلا
گرمی رخ سی عرق ریز ہی زلف ہی گہر بار پہ نیسان بلا
دل مری سینی مین ہی محو مژہ ہی یہ پہ شیر نیستان بلا

۳۰ ولہ ۳۱

گردش مین ہی داغ دل بیتاب کا پہالا گرداب بنا چشمہ سیماب کا پہالا
چہٹ جاتا ہی زخم دل بیتاب کا پہالا رکہتا ہی اثر رات کو سرخاب کا پہالا
تابندہ ہی داغ دل بیتاب کا پہالا ہمتاب ہی خورشید جہانتاب کا پہالا
بیتاب ہی داغ دل بیتاب کا پہالا اک شعلہ جوالہ ہی تیزاب کا پہالا
چلکرین ہی زخم دل بیتاب کا پہالا کیا زکہدیا جراح نی گرداب کا پہالا
خورشید جہان سوز قیامت نکل آیا پہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پہالا
گلکاریان کی ہین یہ زر داغ جنون نے پہولا م کا پہالا ہی نہ کمخاب کا پہالا
پرتو تری عارض کا چمن مین دم گلگشت ہی داغ دل لالہ شاداب کا پہالا
قاتل کی صفت کرتی ہینگی دہن زخم کچہ مہر خموشی نہین تیزاب کا پہالا
او چرخ ستمگر ہی بڑا داغ جدائی چہوٹا ہی بہت چادر مہتاب کا پہالا
پہونچی کیطرح پہوٹ بہی رہتی نہین آنکہین رو ملل ہوا ہی نہین تیزاب کا پہالا
ساقی تو مری زخم کی انگور پہ رکہہ دی اس شیشۂ مینا ہی می ناب کا پہالا
وہ زخم لگا ہی کہ دکہائی نہین دیتا در کار ہوا مرہم نایاب کا پہالا

چار آنکهین هوئین زخم جدائی هوا اچها
پرده هی نهان دیدهٔ احباب کا پهاها

خورشید قیامت بهی مشهور هوا هے
اوترا هوا داغ دل بیتاب کا پهاها

چهپ چهپ گیا خورشید گریبان سحر مین
جب هٹ گیا داغ دل بیتاب کا پهاها

دکهلاتا هی ره رهکی چمک داغ جگر پر
همتاب هی کیا کرمک شبتاب کا پهاها

تیغا کیا ظالم نی در زخم جگر کو
جرّاح نی رکها نهین تیزاب کا پهاها

داغ دل سوزان هی چراغ شب هجران
رکهدو پر پروانهٔ بیتاب کا پهاها

اوتری جو مری زخم سی تولی وڑهی بلبل
همرنگ هی برگ گل شاداب کا پهاها

قطعه

دیکها تها یه خواب اوسکی نگه نی کیا زخمی
اور حلقه هوا گیسوی پرتاب کا پهاها

حسرت هی که پهر طالع بیدار سلا دے
پهر زخم لگی پهر وه ملی خواب کا پهاها

گلتیکی کو اونکی دل مجروح په رکهدو
خورشید نی بهیجا مجهی مهتاب کا پهاها

هر روزن در زخم هوا تیغ نگه سے
اب جهانک کی رکه دیجیے جلباب کا پهاها

تیار هوا سینهٔ مجروح کا محضر
لو مهر شهادت هوا تیزاب کا پهاها

کیا زخم کی کوچے مین پهے نقش قدم هی
اوٹهتا نهین جرّاح سی تیزاب کا پهاها

مجروح هوا هون طلب بوسهٔ لب مین
رکهدی کوئی برگ گل عناب کا پهاها

زخم دل وحشی په گریبان کیطرح سی
سو ٹکڑی هوا رکهتی هی تیزاب کا پهاها

قاتل تهی هی مجروح کی بیندا ور اوڑا دنی
پر داتها مگر دیدهٔ بیخواب کا پهاها

جا پهونچی اگر سینهٔ گردون په نظر یکه
سیّاره هو داغ دل بیتاب کا پهاها

۴۱ — آئینہ وزیر اوسکو نظر خشم آل ار
بنجائی اگر آنکھ بھی تیزاب کا پھاہا — ۲۳

جو بہر صلح بھی وہ ترک جنگجو آیا
بڑھا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

بیان ابروِ قاتل سے منہ پہ کہائی تیغ
جو پیٹہ پیچھے کہا تھا وہ روبرو آیا

ہمیشہ گریہ و زاری ہے کہ خونباری
جو اشک تھم گئے تو آنکھ سے لہو آیا

نماز شکر پڑہی کعبے کو سلام کیا
جو حکم سجدہ بتکا عاشق کو چار سو آیا

اگر زمین کی پوچھی فلک کی اوسنے کہی
یہ اونکا آدمی اچھا فرشتہ خو آیا

سما گئی مری سینے مین مثل دل شیشے
تمہاری محتسبو ہاتھ کیا کدو آیا

وہ چالین چہتی ہین مین جمع ہوش ہون منزع
زبان جو بند ہوئی وقت گفتگو آیا

زبان کٹ گئی دانتون سے ملگئی تعزیر
کبھی جو لب پہ مری حرف آرزو آیا

گمان ہوا یہ مجھے چاند دھوپ مین نکلا
جو زرد کپڑے پہن کر وہ ماہرو آیا

پلا کی شیر سلاتی ہے طفل کو دایہ
دلیل خواب اجل ہے سفید مو آیا

غضب سے دیکھا جو پھیلائی مینے پیار سے ہاتھ
خدنگ جانب آغوش آرزو آیا

جفائین کیسی وفاؤنکی ذکر پہ بگڑے
غضب ہوا کہ عتاب بہانہ جو آیا

ہین احتیاج مین بی احتیاج عالی قدر
کہ چاک جیب سحر کب پی رفو آیا

ہوئی نہ رختونمین گلہ ابرک ساری تپی سبز
چمن مین جب وہ گلستان رنگ و بو آیا

سفید ضعف سے کیا ہوگیا تن پر گرد
ہوا لباس جو میلا تو رخت شو آیا

جو شب کو خواب میں دیکھا رخ قیامت نے ا
سحر کو آئینۂ حشر روبرو آیا

نہ تھی شراب کہ پیدا ہوا مرا دل مست
پیالہ بھی نہ بنا تھا کہ یہ سبو آیا

خدائی جسم کو جانیں عطا جو کین ای بت
بجای روح ہماری بدن میں تو آیا

جلایا طور کو جسنی وہی اگر ہی تجلی
کدہر سی شعلۂ آواز گفتگو آیا

دی ہیں چرخ نی چلکر کہ چرخ پہ جا ہی
تماشا دیکھنی ہیرا وہ ماہرو آیا

نہ ہمکو ہاتہ میں جو لعل مرا پہر آنکہ دکہا
مزا نہیں ہی اگر جام بی سبو آیا

نہائی خون میں ہم ہاتہ جان سی دہو بیٹہے
یہ غسل آیا ہمیں اور یہ وضو آیا

۴۲ برہمنو جو ابھی کفر تازہ تازہ ہی
وزیر تا در بتخانہ قبلہ رو آیا ۹

خطا سیہ سی گاٹنون کا اک ڈہیر ہو گیا
غمزہ کھنچی سیب ذقن ہیر ہو گیا

وہ چشم مجکو مار کے خونخوار بن گئی
آہو شکار کر کی مجہی شیر ہو گیا

زلفون نی دلکو چہین لیا رخ کی دید میں
لوٹا ہی دن دہاڑی یہ اندہیر ہو گیا

بڑہ جائیگی جفا بہی انوجوان وہ طفل
نیمچہ یہ ستم ہو شمشیر ہو گیا

بہکر جو آستین سی پونہچا ہی کوس تک
ای اشک کوس بہر کا تجہی پہیر ہو گیا

آنسو نکل نکل کی جو مژگان پہ تہم رہی
دریا کنارے موتیوں کا ڈہیر ہو گیا

جہکر ملی جو سب سی تو مرنی لگا جہان
قد کو جو خم کیا جسم شمشیر ہو گیا

بلبل چمن میں گل کی روش بس خموش رہ
مجہ سینو فقیر کا پان ڈہیر ہو گیا

۴۳ | درگاہ خواجہ کی ہی یہ روضہ وزیر کا | ۱۴
آ فاتحہ کو لکہنو اجمیر ہو گیا

کب دیا انگور نی شیشہ شراب پاک کا
ظلم ابہی تعیں دیکہنا ہی گردش افلاک کا
قتل کو کافی ہی خنجر ناخن سفاک کا
کب گوارا ہی پہننا ملگجی پوشاک کا
دُو ہول سی لمر اس ملگجی پوشاک کا
اپنی خاطر شیشۂ انگور سی ٹپکی شراب
آب خجلت مین نہائی دیکہکر تجکو حسین
آفتاب جام می نکلا تو اوس مہ کی لیے
یہ قبا ہاتہ آئی تو کردیجی ترک لباس
کون ساقی ہی می غم سی جو ہوتا ہی سرو
غیر سی ہنسکر جہکایا یار نی خجلت سی سر
دامن زین سی لپٹکر ہمنی وہ فریاد کی
کہربا بنکر کریگا جذب میرا رنگ زرد
پوچہ لینگی راہ وحشی کوچۂ زنجیر کے
جسم کو جنبش نہین ہوتی ہی بے تحریک روح

نام ہی ڈہوکی کی ٹٹی دار بست تاک کا
منتظر ہی شیشۂ ساعت ہماری خاک کا
جسم لاغر ہی مرا بس ایک چٹکی خاک کا
ہو گئی ڈہیلا ضعف سی اوتری جامہ خاک کا
خوب ہو جائی سفید ای ضعف جامہ خاک کا
چاہیی بوتل نبی سایہ سمٹکر تاک کا
ہاتہ مین دستانہ کیسہ بنگیا دلاک کا
بنگیا سورج مکہی ہر ایک پتا تاک کا
عیب پوشی سی کہین بہتر ہی کم پوشاک کا
ہاتہ مین کس کی ہی ساغر گردش افلاک کا
زہر خندہ نی اثر پیدا کیا تریاک کا
ہوگیا ٹکڑی گریبان حلقۂ فتراک کا
دیکہیی وان کسطرح ٹہہریگا تنکا ناک کا
ہر بگولا خضر ہی صحرای وحشتناک کا
پاؤن سی اکب کی چلتا ہی مرکب خاک کا

| | |
|---|---|
| زہر کہائیں گل چمن میں خال جاناں دیکھکر | داغ میں لالی کی پیدا ہوا اثر تریاک کا |

(۴۴) ای وزیر تو کا دہن ہی چشمۂ آب حیات
موج آب زندگانی نام ہی مسواک کا (۵)

بیروی بزم میں جام شراب ڈوب گیا
نہاں وہ مہ جو ہوا آفتاب ڈوب گیا

لگایا غوطہ جو اوس مہروش نی دریا میں
تو لوگ کہنی لگی آفتاب ڈوب گیا

بڑہا یہ بارش ابر مژہ ہی سیل سرشک
کہ خیمۂ فلک بی طناب ڈوب گیا

تمہاری آتش رخسار نی یہ گرمی کے
کہ میں پسینی میں اب ہی حباب ڈوب گیا

چہپایا جام جو ساقی نی گر پڑی مری اشک
ستاری آہی نکل آفتاب ڈوب گیا

ولہ

صدمۂ شب فرقت کا اوٹہانا نہیں اچہا
ای بیخبری آپ میں آنا نہیں اچہا

وحشی ہوں نہ تصویر بہی لی راہ بیابان
مانی ہی کہو پاؤں بنانا نہیں اچہا

آمادہ ہوں پہر کہیں توبہ شکنی پر
قلقل کی صدا مجکو سنانا نہیں اچہا

تعریف پہ شیرین کی عبث ہوتی ہو کیوں رو
تم نیک سہی سارا زمانا نہیں اچہا

ولہ

فہم کیا ادراک کا سمجہی جو شان مصطفی
ہی خدا وند دو عالم رتبہ دان مصطفی

خضر و عیسی کو ابہی مرجانی کا ہوا شتیاق
گر کری زندہ لب معجز بیان مصطفی

ہر سحر جاروب دیتا ہی پروں ہی جبرئیل
سجدہ گاہ قدسیاں ہی آستان مصطفی

ولہ

برنگ شمع ہوا کٹ کی میرا سر پیدا
وہ نخل ہوں کہ خزاں میں کیا ثمر پیدا

پلا ہوں دامن صحرا ای بیقراری میں
ہوا ہوں طائر بسمل کی زیر پر پیدا

## وله

میکشی پر مستعد ای بت جو تو ہو جای گا
سنگ ہی قالب تہی کر کی سبو ہو جایگا

وحشیونکی زخم کا جراح کیا جانی علاج
زخم چاک جیب کو مرہم رفو ہو جای گا

وله

حسن یوسف سی فزون تر ہی سوال اسکا
ہی وہ نور چشم یعقوب اور یہ نور اللہ کا

وله

نہین غم زاہدان خشک کو خورشید محشر کا
سلامت ہی اگر سایہ ہماری دامن تر کا

وله

خون میرا او بکہتی ہی سہم کر قاتل گرا
بیشتر گرنی سی او سکی کہون مین بسمل گرا

وله

چہپ گیا دوستی کی پردی مین
دشمن جان نی کیا حجاب کیا

جا لگی گور کی کنارے ہم
کوچ کی ٹہہری پا تراب کیا

وله

ہوا جب دل شکستہ پہر صفائی غیر ممکن ہے
گرہ پڑ جاتی ہی جسوقت دہاگا توڑ کر جوڑا

وله

جلا دیا نہو گلشن مین آتش گل نے
دہوان سا آج جو بلبل کی آشیانسی اوٹہا

## ۴۵ ردیف بای موحدہ ۱۴

بات کا اپنی نہ جب پایا جواب
ہم یہ سمجہی وہ دہن ہی لاجواب

باتین سنوائین لب خاموش نی
ورنہ ہم دیتی اوسی کیا کیا جواب

بی نشان ہی وہ کمر مشکل دہن
کون سی شی ہی نہین جسکا جواب

سادہ کاغذ بہیجا نامی کی عوض
وان سی آیا بہی تو صاف آیا جواب

پوچہتا گر اوس کمر کا مین نشان
غیب سی ملتا مجہی اسکا جواب

تم جو کچہ کہتی زبان تیغ سے
مین دہان زخم سی دیتا جواب

آج مجھ سی بات اگر کرنی نہین
بی دہن وہ ہی تو مین ہون بیزبان
کہلی اک مصرع مہ نو رہ گیا
بات سیدہی کی جو تہا مدکو رقد
کیجیی کیا بات اس کج طبع سے
باتین کرتا ہی جو پردہ چہوڑ کر
آگیا ای وای پیغام اجل

دینگی یہ بہت نکل خدا کو کیا جواب
یار کی صورت ہون مین بہی لاجواب
ہو سکا کب بیت ابرو کا جواب
ذکر ابرو مین دیا ٹیڑہا جواب
دیگا چرخ واژگون اولٹا جواب
مجکو دیتا ہی وہ در پردا جواب
پر نہ قاصد لیکی کچہ آیا جواب

۲۶

سنکی باتین میری حاسد چپ ہی
ای وزیر اپنا سخن ہی لاجواب

۱۲

آئی ہو ہم یہ کرنیکو بیدا دیا نصیب
کتنی اسیر ذبح ہوی کتنی چہوٹ گئی
تصویر بہی نہ کہنچ سکی مجہ ناتوان کی
اڑتین چمن مین ہتو کسی سرو کی بغیر
قسمت یہ اپنی اپنی تجہی خندہ لب کیا
ایذائین وقت ذبح بہی کیا کیا نہین ہوئین
دیکہا جو تجکو کہتی ہین حسرت سی خوبرو
باقی رہا تہا جیب سو ٹکری اوڑا دیا

بہولی ہو دنکو یو نہین کیا یاد دیا نصیب
ہمسی رہا تغافل صیاد دیا نصیب
گر گر پڑا ہی خامۂ بہزاد دیا نصیب
دیکہین وصال قمری و شمشاد دیا نصیب
ہمکو عطا کیی لب فریاد دیا نصیب
رک رک گیا ہی خنجر فولاد دیا نصیب
ہم آدمی ہون اور یہ پریزاد دیا نصیب
دست جنون نی خوب کی امداد دیا نصیب

تا مرتی دم بہی حسرتؔ دیدار ہی رہی ہی — کرتا ہی بند آنکھون کو جلاد یا نصیب

دل یار سی لگاتی ہی نظر و نسی گر گئی — کیا اپنی عشق کی ہی افتاد یا نصیب

بہولی نہین اجل کسی عاشق کو ہجر مین — پر اوسکو اک ہمین نرہی یاد یا نصیب

۲۷ — ۹

واقف کیطرح ہجر مین تڑپی نہ کیون وزیر

وصل تو اتفاق نہ افتاد یا نصیب

کسکی شمع رخ سی ہے روشن چراغ آفتاب — اندہون کچہ آسمان پر ہی وہ باغ آفتاب

گر کہون مین انکو کسیجا ملوگی تو کہے — ہی وہ نادان شبکو جو پوچہی سراغ آفتاب

شمع روی یار سی اوٹہی جو فانوس نقاب — مثل شمع صبح بجہ جاتی چراغ آفتاب

ہون تہ میکش ساقی گردون سی لیتا ہون مدام — ساغر مہ انکو دن کو ایاغ آفتاب

گر چین گیسو سی فرا کہلا دی عارض کی چمک — یہ وہ شب ہی جسمین روشن ہو چراغ آفتاب

سیر کرتا ہی دل اپنی داغ کی وہ رشک مہر — ہی بجا کہیی اگر اب اسکو باغ آفتاب

دانت تارے ہین ہے سی رات پیشانی ہے صبح — قد ہی شمع ماہتاب وہ رخ چراغ آفتاب

خطا کی شب سی نکل آئی ہین ان رخسار صاف — ہو گہن کی قید سی جیسی فراغ آفتاب

آسمان کو بہی ہی کیا عشق رخ جانان وزیر

دلکی داغون کیطرح روشن ہی داغ آفتاب

کریگا دید سی قطع نظر خواب — تمنا وصل کی اور اسقدر خواب

شب فرقت کرہی عزم سفر خواب — مری آنکھون سی لی پائی نظر خواب

## (۴۶) ردیف بای فارسی (۱۴)

عبث چھوا تری گیسوی عنبرین کا سانپ ۔ ہوا ہی ہاتھ مرا میری آستین کا سانپ

چمن مین دیکھ کی زلف سیہ ہوا نادم ۔ سفید ہو گیا ایجان یاسمین کا سانپ

دل فگار جو نالی کری کہای وہ زلف ۔ صدا ہی نی کیطرف آی ہو کہین کا سانپ

کریگی پرورش زلف صبح عارض یار ۔ پئی گا شیر سحر میری مہ جبین کا سانپ

نہین ہی وی عرقناک پر وہ مشکین زلف ۔ یہ اوس چاٹنی نکلا ہی ملک چین کا سانپ

خیال زلف مین رو رو کر جو اشک پوچھی ہین ۔ ہی آستین کا ہر اک تار آستین کا سانپ

تمہاری آیئنہ رخ پہ زلف مشکین ہی ۔ حلب مین آ ہنی لگا اینو ملک چین کا سانپ

کہونگا دیکھکی مین جب زلف مین در گوش ۔ اُگل رہا ہی یہ من زلف عنبرین کا سانپ

جو کھل گیا کبھی موباف پھر آئی گا ۔ ابھی ہی کینچلی مین جعد عنبرین کا سانپ

دبا کی ہونٹون مین گیسو کو نا ہی علی ۔ بجای شیر یہ عادی ہے انگبین کا سانپ

کہا جو ہنسکی نہین دونگا بوسہ کاکل ۔ تو موج خندہ لب ہو گئی نہین کا سانپ

اوٹھا کی ابکی عارض سی زلف ہاتھ مین یوں ۔ چڑھا دو شاخ گل تر پہ یاسمین کا سانپ

تمہارا گیسو انکا رٹہ کی افعی ہو ۔ طلسم حسن بنا دی نہین نہین کا سانپ

وزیر نیکونکی صحبت سی بچتی ہین نیک ۔ کسیکو کاٹی نہ زنہار یاسمین کا سانپ

افزون کہین ہین حسن مین شمس و قمر سی آپ ۔ آئینہ لیکی دیکھیی میری نظر سی آپ

۴۹ — ## ردیف تای فوقانی — ۱۳

دیکھین گر سرو قد یار درخت — گرین قدمون پہ سایہ وار درخت
سنگ کھاتی ہین بار بار درخت — اپنی پہل سی ہین زیر بار درخت
کب ہین مانند قد یار درخت — ہین شگوفون سی داغدار درخت
عشق پیچان کی طرح لپٹو نمین — دیکھون گر مثل قد یار درخت
داغ کھا کر نہ ہم نے پہل پایا — گل کھلا کر نہ لایا بار درخت
زلف مشکین کو کھولدی او سرو — تاکہ ہون ہے یہ مشکبار درخت
وہ شجر ہی ثمر سے نگینی مین — سیکڑون جب پہ ہون نثار درخت
وہ غمین ہون کہ بعد مرگ بنی — نخل ماتم سر مزار درخت
پہل جو ہی مجکو پہل ہی برچھی کا — ہجر مین ہین مثال دار درخت
کیون یہ پتھر لگاتے ہین لڑکے — ای جنون کیا ہون باردار درخت
سرو صدقی مین ہو گیا آزاد — دیکھین اب کون ہو نثار درخت
چشم بد دور آنکھین ہین بادام — ہی قد یار میوہ دار درخت
شاخ شعلہ ہو پہول انگاری — جلین دیکھین جو قد یار درخت

۵۰ — ## ولہ — ۵

زبانکو وصل کی شب گفتگو کی کب ملی فرصت — ہجوم بوسہ لب نی نہ دی اک باتکی فرصت
قد آدم تری تعظیم کرتی اوٹھ کی خاک سے آ — پس مردن جو دیتی ناتوانی ای پری فرصت

بنی غربال بہر بازی طفلان می گل کے
فلک نے خاک چھنوائی عمر تی بہی ہی فرصت

صدای کارواں ہوش گم ہون مثل یوسف مین
نہیں دیتی ہی مجکو ایکدم بہی بیخودی فرصت

نہیں ذوق گلوگیری گریبان پہٹ چکا اپنا
ہوی بیکار اب دست جنونکو ہو گئی فرصت

۵۱ وله ۵

تنگی دہن سی ہی اڑی بات
چھوٹا سا ہی منہ ترا بڑی بات

کیا چرب زبان وہ شعلہ رو ہی
لب تک آکر پہسل پڑی بات

مطلب پہ اگر زبان دو تم
ہو منہ سی ابہی نکل کہڑی بات

دل شیشہ ساعت اپنا بن جای
ساقی نکری جو دو گہڑی بات

ہین پہٹ کی ہلکی وہ صدف سان
موتی کی طرح نکل پڑی بات

وله

فصد لی اپنی ہی اہد کسکو سودا ای بہشت
ہم برنگ باغ دہلی این جہ ہاتہ آئی بہشت

وله

جاوٴن فرخ کو نلون احسان دربان بہشت
کچہ جہنم کا نہیں مالک ہی رضوان بہشت

۵۲ ردیف ثای مثلثہ ۱۹

بہولی تم حرف وفا کیا باعث
ہای خط بہی نہ لکہا کیا باعث

زلف کو مشک کہا کیا باعث
ہوی ہمسی یہ خطا کیا باعث

کس مسلمان کو بتو قتل کیا
کرتی ہو شکر خدا کیا باعث

ہی خدا تو رگ جان سی بہی قریب
کیون وہ بیت دور رہا کیا باعث

یار کیا تیغ بکف پھرتا ہے
سر مرا اپھرنے لگا کیا باعث

یان تو پیغام اجل آپونہچا
وان سی قاصد نہ پھرا کیا باعث

کھول دی زلف سیہ کیا اوسنے
دن شب تار ہوا کیا باعث

بوسۂ خال ذقن مانگا تھا
داغ دل تو نے دیا کیا باعث

کیا پڑھا یا اوسی کچہ غیرون نی
خط ہمارا نہ پڑھا کیا باعث

عشق مین کیون ہی مجھی ننگ سی عار
اوٹھ گئی شرم و حیا کیا باعث

کھل گئی ہنسی مین کیا دانت اوسکی
گر پڑی برق بلا کیا باعث

سرمہ آسا ہون سیہ بختی سے
پھر مین نظرون سی گرا کیا باعث

ایکبون دشت مین کانٹون نی مجھی
پاون پر پڑکی رکھا کیا باعث

کسکو اب پیسی گا نظرون مین
سرمہ آنکھون مین دیا کیا باعث

جب کبھی نالی زمین کانپ اوٹھی
آسمان گر نہ پڑا کیا باعث

## ۵۳ ردیف جیم عربی ۲۰

ہوا کیا دل مین خون آرزو آج
کہ خون آلودہ ہی ای اشک تو آج

ہوہی قاتل سی ہیدھب گفتگو آج
کرون زخم دہن کو مین رفو آج

بتون کو امتحان اپنا ہی منظور
خدا رکھی ہماری آبرو آج

ہرا سرو ار مین لٹکا کی خوش ہی
ثمر لایا ہی نخل آرزو آج

لہو مین اشک خون نہلا رہی ہین
لیا کیون نام قاتل بی وضو آج

جو کچھ ہونا ہی فردا ای قیامت
دکھادی دو قدم بس چلکی تو آج

دہان زخم کو سینا نہ تھا ہائے
ہوی قاتل سی قطع گفتگو آج

مرین ہم یار کی جانی سی پہلے
اجل رکھلی ہماری آبرو آج

گلی کاٹی ہزارون عاشقون نی
ہوی نادم دکھاکر وہ گلو آج

جدائی ہوگئی ای دوست تجھسی
برآئی دشمنون کی آرزو آج

پونہچ جائی مرا سر پای خم تک
ذرا کر دستگیری ای سبو آج

تڑپتا ہون مین درد استخوان سی
خبر لینا سگ دلدار تو آج

تجھی دیکھا ہوی گل پانی پانی
گلستان مین ہی طرفہ آبجو آج

یہ کس کافر نی ابرو کو دکھایا
نہین قبلہ نما تک قبلہ رو آج

حنائی پاون سی کس گل نی روندا
ہی اپنی خاک مین مہندی کی بو آج

زبان تیغ سی پوچھا تو ہوتا
زیادہ گل سی ہی درد گلو آج

نہ دیکھون گا جو فردا ای قیامت
دکھاتی ہی شب فرقت وہ تو آج

تری کوچی کی شاید راہ بھولی
صبا پھرتی ہی مضطر کو بکو آج

اوہی ای بیخودی کل ڈھونڈھ لینگے
پڑی ہی ہمکو اپنی جستجو آج

وزیر ایسی ہو کیون خاموش بیٹھی
ہوی موقوف کس سی گفتگو آج

دل اوٹھاتا ہی مزہ دید لب یار کا آج
نشائی ہی اسکو می شربت دیدار کا آج

آمد آمد ہی مری رشک قمر کی شاید
رنگ اوڑا جاتا ہی کیون روی شب تار کا آج

بیڑیان پاؤن پرین طوق گلی سی لپٹا
ایکیون کچھ تو بتا کیا ہی سبب پیار کا آج

باغ کو جاتی گا ابر سیہ مست اوٹھا
پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج

ہین جوانان چمن باغ کی دیوارون پر
لی اوڑا حسن مگر شاہد گلزار کا آج

صاف ہم تاڑ گئی وصل کی ٹھہری ہوگی
خواب مشتاق ہوا دیدۂ بیدار کا آج

شب فرقت کی تو آنی کا کہین خوف نہو
کیون اوترتا نہین سایہ مری دیوار کا آج

سکہ ہر زخم بنا درہم دل پر ای ترک
ملک دل پر یہ ہوا قبضہ تری تلوار کا آج

## ۵۵ ردیف حای مہملہ ۲۳

زندہ در گور انہون ہی بی تیری او آرام روح
بنگیا ہی قالب خشت لحد اندام روح

کیا ہی چین آیا تری آنی سی ای آرام روح
اب نہین وہ رنج دل و درد جگر آلام روح

کس مزی سی جاتی ہی یاد لب شیرین مین جان
میٹھی ہوئی چل رہا ہی توسن خوش گام روح

یہ صفائی یہ لطافت ہی کہان آئینی مین
ہی عیان تیری لباس جسم سی اندام روح

غیر ساعد جسکو کہتی ہین وہ ہی عاشق کی جان
ہی نیام آستین یار مین صمصام روح

جسم انسان وہ بنا آفت ملک نی لگی
چار جوہر ایک ہو کر بنگئی صمصام روح

رشتی کا آزاد ہوگا گر اسیر کا ہی ذوق
جسم ہی کر لی گا ای صیاد بیداد دام روح

اب خط صیاد کیون دکھلا رہا ہی باغ سبز
یہ تن پر داغ اپنا بنگیا گلدام روح

ہوگئی بی آب جب تو نی لگائی دل پہ تیغ
دیکھ او سفاک نچورا بنا یہ جام روح

جسم سی نکلی تو پہونچی کعبۂ مقصود تک — بی لباسی ننگئی ہی جامۂ احرام روح

دو ہی دنمین نوجوانی رنگ پیری لائیگی — ای جہان جسم اکدن صبح ہوگی شام روح

تیری رہنی کی لئی جان نی کیا قالب تہی کو کیا اب جان نی — ہی بہ رنگ سایہ باہر جسم سی اندام روح

جو نہی ہی جان پر گردون اشارہ نہی بیان — بی دہن سی بی زبان ہی گر کہون پیغام روح

لو تن خاکی کو آب خشک نی تر کر دیا — گر پڑا آملوار کی پانی سی قصر خام روح

بلبل گلزار جنت ہو رہا کب دیکہیی — موج بوی گل ہوی اس باغ مین گلفام روح

سوز غم سی آب و خاک و باد ہین آتش مزاج — چار عنصر کا بنا چومکہ چراغ خام روح

طائر جان صاف مرغ رشتہ بر پا ہو گیا — جسم فرط لاغری سی ہنگیا ہی دام روح

جسم سی حیرت نی پیدا کی نکلجانی کی راہ — اپنتو ششدر رہی سرای بیدر و بیبام روح

کوئی تو جان جہان مہمان سرای دکین ہے — دمبدم پونہچاتی ہین پیک نفس پیغام روح

ہی بگڑنا ان حسینان جہان کا اک بناؤ — پیچ و تاب روح ہی گیسوی عنبر فام روح

صدمۂ موج نفس سی ٹکڑی ٹکڑی ہوا — کیون نہ ای گردش بکروحی بنایا جام روح

اب کہان وہ سیر جنت وہ فلک پروازیان — پا بگل ہی جسم خاکی ہٹی وہی کیا گام روح

٥٦

مثل دل سینی سی میری وہ لپٹ کر کہتی ہین

ای وزیر اپنتو نہین درد جگر آلام روح

١٩

پہر گئی تیری جو چشم مست و آرام روح — جام سان گردش مین ہے اب بخت ناکام روح

پہر غم فرقت ہوا ہی باعث آلام روح — بیقراری دل کی پہر کہونی لگی آرام روح

ظاہر اس سے زیادہ کیا ہے لطف باطنی
نقد دل دیگر کہوں قاصد ہے یہ انعام روح

خوبرویوں کو ضرر پہنچا سکے کیا انقلاب
حور ہو جائے جو لکھے کوئی الٹا نام روح

آج سے روح الامین تجھکو کہوں پیغامبر
میری روح اللہ تک پہنچا دیا پیغام روح

اون بت کافر کو بیتابی ہے کیا کیا کچھ لکھا
دین و ایمان راحت دل جان جاں آرام روح

کیا مکان جسم ہے اپنی مکین کا شیفتہ
پھر رہا ہے ساتھ قصر کے در و بام روح

ایسے ہم قاتل پہ مرتے ہیں کہ بے تائید دست
کھینچ لیتا ہے نیام جسم سے صمصام روح

شیشۂ تن سے پری آئی نظر ہے کیطرح
دختر رز ہو گیا مشہور ساقی نام روح

لو خدا حافظ اگر پہنچا ہے عشق کفر زا
بھاگ جائے دل بغل میں دابکر اسلام روح

کیوں غضب میں آگئی ہر دم کہتے ہو قبضے پہ ہاتھ
لو نکل آئی نیام جسم سے صمصام روح

بوسہ لب دو لکو دیگا اک حسین سبزہ رنگ
خضر آب زندگانی سے بھریگا جام روح

سنکے اسم حور بے دیکھے ہوے مرنے لگے
اولٹی سیفی بنکے نکلا منہ سے الٹا نام روح

تھے سیر عرش پایا اب ہے اسیر مشت خاک
واہ کیا آغاز تھا اور کیا ہوا انجام روح

پنبۂ گوش جوانی گر نہ اے پیری ہو تو
قامت پر خم دہن بنکر کہے پیغام روح

کھینچ سکا نقشہ نہ جب جسم لطیف یار کا
کاغذ تصویر پر مانی نے لکھا نام روح

الامان اے عیب پیری اے جوانی الغیاث
پڑ گیا رعشہ بدن میں کانپ اٹھا اندام روح

چار دیوار عناصر گر پڑی ٹوٹی ہے یہ ہم
رفتہ رفتہ بن گیا چورا ہا قصر خام روح

جانے کسکو خبر دل ہے نہیں ہے اے وزیر
ہو گیا گم وہ نگین جسپر کہدا تھا نام روح

## ردیف خای معجمہ

فقط لہو سی ہی کیا پیکر شہیدان سرخ
ہر استخوان بہی ہی مانند شاخ مرجان سرخ

عذار و گیسوی مشکین و لعل لب دیکہو
حلب سفید ختن ہی سیہ بدخشان سرخ

ہون اسیر عجیب جو یاد عذار رنگین مین
قبا ہی گل کی طرح ہو گیا گریبان سرخ

## ۵۷ ردیف دال مہملہ ۱۹

بی سبب شمع کا ہی گل نہین اندام سفید
ہو گئی دیکہ کی یہ ساعد گلفام سفید

اہی ہر چند نہین زلف سیہ فام سفید
ہی مگر ہوی کمر اہی بت خودکام سفید

ہو گئی رونی سی اب دیدۂ ناکام سفید
جوش باران سی ہوا ابر سیہ فام سفید

کس خرابی سی رہ عشق بسر کی ہی ضعف
رنگ اک گام پہ تہا زرد تو اک گام سفید

زاہدا مین ہون وہ میکش کہ مری محفل مین
شیشہ مینا ہی فلک ماہ ہی اک جام سفید

زلف و رخسار صنم دیکہ کی معلوم ہوا
چہرۂ کفر سیہ ہی رخ اسلام سفید

چشم میگون سی بہت دعوی ہمچشمی تہا
پوست کہینچا جو گیا ہو گئی بادام سفید

میکشی جام مہ و مہر سی کرتا ہون مدام
صبح ہی زرد پیالہ تو سر شام سفید

ہجر مین حلقۂ ماتم ہی مجہی حلقۂ بزم
نظر آتی ہین سیہ مجہکو در و بام سفید

جلوہ گر یون ہی عرق سرمی کی دنبالی مین
شاخ بادام مین جیسی گل بادام سفید

روبرو روشنی رخ کی ہی گر صبح سیاہ
پیش تاریکی گیسوی سیہ شام سفید

ہو چکی رات ہوی صبح بس ای غافل چونک
چہوڑ غفلت کہ ہوی اب ہی سیہ فام سفید

دون جو تشبیہ نہیں آنکھوں مین چربی چھائی
بد اگر نیک سی پیدا ہو تعجب کیا ہے
سہ تو تجکو یہ دیتا ہی دعا پیر ہو تو
ہم اسیرون کی طبیعت مین ہی یہ رنگینی
کچہ تعجب یہ نہین میری سیہ بختی سے
اسقدر ضعف ترقی پہ ہی انروزون مین

ساق گلرنگ تری شمع کا اندام سفید
سایہ ہوتا ہی سیہ گو ہون در و بام سفید
ہو مری طرح سی ابرو ہی سیہ فام سفید
کرین گلرنگ لہو سی ہوا گر دام سفید
ہون نہ پیری مین اگر موی سیہ فام سفید
لکہین سرخی سی تو ہوجای مرا نام سفید

۵۸
چشم مخمور صنم دیکھی تو روی یہ وزیر
چشم نرگس ہو برنگ گل بادام سفید
۲۵

دہن کیطرح کرین گوش سامعان فریاد
فلک سی گذری گئی تا بہ لامکان فریاد
کرون مین پیر دم رخصت جوان فریاد
شب فراق مین کیا کیا ملی انیس مجھی
فغان کرون کہ ہی سبب فوقن پہطوطی خط
گئی زمین سی فلک تک فلک سی عرش تلک
دکہا دی یار کرامت تو مین کرون اعجاز
چھپا ہی گیسوی مشکین مین رخ کرون نالے
کسیکی کوچہ کا کل مین دل ہی یون نالان

نہ تو خدا نکری آئی تا زبان فریاد
پہونچ گئی ہی کہان سی مری کہان فریاد
چلی جو تیر تو کرنی لگے کمان فریاد
رفیق درد شفیق آہ مہربان فریاد
ثمر بچانی کو کرتی ہین باغبان فریاد
پھری تلاش اثر مین کہان کہان فریاد
وہ بیدہ ہین کہ کری باتین مین بزبان فریاد
ہوئی ہی رات کری کیون نہ پاسبان فریاد
تمام رات کری جیسی پاسبان فریاد

جہان

جہان مین شور ہی پہٹتی ہین کان کی پردی
ابہی تو آئی ہی سینی سی تا زبان فریاد

فغان وہ سنکی مری ہمنشین لوٹ گئی
نکل کی منہ سی بنی شاخ زعفران فریاد

نہو وہ گل تو دل داغدار نالان ہو
کری ہر ای گلستان یہ بوستان فریاد

ہوا او نہین دم رخصت جو رنج تنہائی
تو میری ساتہ کیی درد غم فغان فریاد

دلا قسم تجہی لفونکی دو پہر تو ہو چپ
کہ آدہی رات سی کرتی ہین پاسبان فریاد

تمہاری تیغ نی کیا کیا زبان دراز کی
نکیون کرین دہن زخم کشتگان فریاد

لہو پئین گی نہ جب تک مرا بجہی گی نہ پیاس
کرین گین یار کی بالی کی مچہلیان فریاد

دکہای گا نہ کبہی آب تیغ وہ ظالم
کیا کرین مری بازو کی مچہلیان فریاد

جو ابر زلف مرا نالہ گوش زد کردی
برنگ برق کرین اونکی بجلیان فریاد

جو آتش گل تر سی ستی ہوی بلبل
کریگا صورت ناقوس آشیان فریاد

خموش تہی کیطرح ہون ہین دوری لب سی
جو منہ لگاؤ تو سن لو مری فغان فریاد

نہ رات دن تجہی دیکہین تو پہر چلا جل سان
کرین بہم یہ مہ و مہر آسمان فریاد

کسی کی خاطر نازک کا جب خیال آیا
زبان تک آگئی ہوئی ہر لب نہان فریاد

برنگ نی ہوی روزن جو خار چبہ چبہ کر
کرینگی اب مری پاؤن کی انگلیان فریاد

اداسی میری نہین انگلیان وہ چٹکاتی
یہ اونکی ہاتہو نسی کرتی ہین انگلیان فریاد

٥٩ وزیر نالی صدائی شکست رنگ سی کر
وہ بیدہن ہی کہ اب تو ہی بی زبان فریاد ٣٦

ہماری ساتہ کری کیون نہ آسمان فریاد
سدا نکلتی ہی گنبد مین توامان فریاد

ٹہہر کی آتی ہی ہر استخوان پہلو پہ
ہوی ہی ضعف سی محتاج نردبان فریاد

میان ارض و سما یون ہون آہ مین نالان
کہ جسطرح سی ہو و لب کی درمیان فریاد

مثال نی ہوی سوراخ ناوک غم سی
تمام جسم کی کرتی ہین استخوان فریاد

دکہایا پہول ساخ کسنی اور سرو سا قد
کہ نالی بلبلین کرتی ہین قمریان فریاد

ہما ہی آی سگ یار اگر نہین آتا
کہان تلک کرین یہ مشت استخوان فریاد

کوی بہی دیر و حرم مین نہ داد کو پونہچا
دعائین مانگین بہت کی یہان و ہان فریاد

تمہاری دل مین خدا جانی ہوا اثر کہ نہو
بتو کہو تو کرون پہر امتحان فریاد

کہی فلک وَ قِنا ربّنا عذابَ النّار
وہ دل جلا ہون کرون جب شرر فشان فریاد

جو ایک رات نہ دیکہی ہلال ابروی یار
کری زبان مہ نو سی آسمان فریاد

چمن مین غنچی چٹک کر جو پہول بنتی ہین
زیادہ کرتی ہی کیا حسن گلرخان فریاد

تری جلی ہنی کب سوز غم سی نالان ہون
کباب خام کری آگ پر فغان فریاد

زبان تک آ نہین سکتا ہی ایک حرف شکوے
ہوی ہی اپنی در لب پہ پاسبان فریاد

شب وصال کی ساتہ آینگی فراق کے صبح
کریگا شام سی مرغ سحر یہان فریاد

جو روؤن دیدہ روزن سے روئین دیوارین
کری فغان پہ لب بام سی مکان فریاد

ہین میری قہقہی کی ساتہ ساتہ نالہ بہی
صدای خندہ بنی ہتی ہی توامان فریاد

زمین پہ ہی دم رقص ان کی گہنگروؤن کی صدا
کہ تارے کرتی ہین بالای آسمان فریاد

گھٹا اگر مری اس دود آہ کی چھائی
کریگا صورت طاؤس آسمان فریاد

عدو جو لاش پہ آئی نہ رنج ہو پس مرگ
چراغ مردہ کری آپ سی کہان فریاد

مین انجمن مین ہون پروانہ باغ مین بلبل
کہین جلون کہین کرتا پہرون فغان فریاد

چھپی ہی کانکی پردی مین شرم کی ماری
جو لی اثر کبھی آئی ہی تا زبان فریاد

خیال زلف و رخ آتشین مین نالان ہون
عجب نہین ہی زبان شعلہ ہو دہوان فریاد

کہین خوشی سی زیادہ ہی غم مرا اشتیاق
ہنسے سی پیشتر آتی ہی تا زبان فریاد

جفائین اونکی بیان کیجیی وفاؤنکی ساتہ
ہنسے بھی لب پہ ہو آئی جو تا زبان فریاد

صدا ہی پاسنی اوس سرو کی جو وقت خرام
گمان ہوا مجھی کرتی ہین قمریان فریاد

بس اک گھڑی مین بنا دیجیی انہین گڑیان
وہ کبھی آہ کرین ساتون آسمان فریاد

برنگ غنچہ سوسن دہن کبود ہوا
لبون پر آئی جو یاد مسی مین یان فریاد

فزون ہی نالونکی باعث سی قیمت بلبل
زیادہ کیون نکری قدر عاشقان فریاد

نہ آئی اپنی قفس تک صدای خندۂ گل
ہزار بار گئی تا بہ گلستان فریاد

بگوش دل سنی بلبل تو دم پھڑک جائی
ہی موج نکہت گل اپنی باغبان فریاد

سنا ہی کرتی ہین وہ درد گوش کا شکوہ
پونہچ گئی دل پر درد کی وہان فریاد

تری خیال گلستان رخ مین ہم اطفل
چمن مین کہتی ہین ٹڑہ ٹڑہ کی بوستان فریاد

پہٹی ہین کانکی پردی دم آیا ہونٹون پر
وبال گوش ہی نالہ بلای جان فریاد

زبان پہ آتی ہی اب بی صدا برنگ نفس
ہوی ہی بہسون مین اپنی مزاجدان فریاد

قطعہ

خیال قد میں ہی قد قامت الصلوٰۃ فغان
غشی نماز ہی تکبیر عاشقان فریاد

رکوع الفت ابرو میں ہی خم قامت
سجود سر کا پٹکنا ہی اور اذان فریاد

(٨٠) ولہ (١٧)

خط نہ شبگون ہی نہ مثل صبح ہی چہرا سفید
ہین طلسم حسن سی موجین سیہ دریا سفید

ناتوانی سی ہوا ہی قاتل لہو میرا سفید
نیمچہ ہو جای گا بہر کربلا آسا سفید

کیا لگائی ہی گلوری گوری گوری ہاتہ سے
ہو گیا چونی کی صورت پان مین کتہا سفید

یہ زحل مریخ زہرہ ہین فلک تو حسن کا
نشئہ ای سی ہی آنکہہ سرخ اور تل سیہ مکہڑا سفید

گوری گوری اپنی گالون کو اگر چہو لیجیی
ہو حنائی ہاتہ ابہی مثل ید بیضا سفید

گوش زد ہو جای گر وہ شہرۂ حسن صبیح
ہو بیاض چشم ساں ہر کان کا پردا سفید

تیری پیشانی سی او مہ رو عرق ٹپکا نہین
آسمان حسن سی ٹوٹا کوی تارا سفید

واہ کیا ہی جلد آئی تو بہی ای صبح وصال
ہو گیا مین پیر او زلف شب یلدا سفید

تیرہ بختونکو نہو کچہ فائدہ منعم سی بہے
جسم اگر چاندی کا پتر ہو نہو سایا سفید

رنگ بدلی تہا جو خط مین وصف خط و زلف رخ
ہو گیا اکثر کبوتر بہی ہرا نیلا سفید

نازکی سی خاک پر گر کی ہوا ہی یہ کبود
ورنہ تہا مہتاب سی بہی یار کا سایا سفید

روبرو خورشید کی ہو جاتی ہین کالی ہرن
تو اگر آنکہین دکہائی ہو ہرن کالا سفید

دامن اوس مہ کا چہوی یارب جو غیر روسیہ
آستین کیطرح اوسکا ہاتہ ہو سارا سفید

پرورش منظور ہی آنکہونسی طفل اشک کی
شیر پنجائی لہو ای ضعف ہو ایسا سفید

ہو گئین زلفین سفید اب ناز بیجا چھوڑ دی
صورت کافور عنبر ہو گیا سارا سفید

میکشی منظور ہی اب اک گل رعنا کی ساتھ
ساقیا ہو سبز ساغر سرخ می شیشا سفید

۶۱

تار بستر ہو گیا میرا تن لاغر و زیر
یا نظر آتا ہی بستر پر کوئی دھاگا سفید

۲۳

ہی بہار اک یہ بھی گر ہو خط سبز اوسکا سفید
خوشنما ہوتا ہی کیا گرد قمر ہالا سفید

ضعف سی اپنا تن لاغر ہوا ایسا سفید
بستر غم پر پڑا ہی ایک ہو گویا سفید

تم جو کہتی ہو نہ ہوگا خط سبز اپنا سفید
واہ سچ کہیئ کبھی دیکھا نہین طوطا سفید

کیا چمکتا ہی پیالا ماہ تابان کا سفید
لائیو ساقی ذرا بلور کا شیشا سفید

چاند کی صورت ہی اوس مہرو کا نقش پا سفید
چاندنی کی طرح آتا ہی نظر سایا سفید

شکل مرجان سرخ موتی پر تو لب سی ہوا
مثل گوہر عکس دندان سی ہوا مونگا سفید

چشم اشک آلود پر دامن وہ رکھکر کہتی ہین
کیون نہ ہو دامن تیری طفل اشک کو کرتا سفید

اشک کیا دامن سی پونچھی رنگیا ملبوس خاص
برہنہ تھا طفل اشک اوسکو دیا کرتا سفید

سرخ عارض ایسی ہین گل جنکی آگی ہین سیاہ
کیا سیہ ہی چشم جسکی آگی ہی سرمہ سفید

آگئی صبح اجل ساقی نہ آیا میکشو
ہو گئین آنکھین برنگ پنبۂ مینا سفید

روبرو اعلی کی ادنی کو نہین ہوتا فروغ
مہر کی آگی ہی مہ اک ابر کا ٹکڑا سفید

سرخ ہو مثل قبای گل بدن کی رنگ سی
پہنتی شبنم کا اگر وہ رشک گل کرتا سفید

وہ جوانی کا نہین پیری مین یہ ہیتا رنگ رو
ہو کی خاکستر دلا ہوتا ہی انگارا سفید

یاد مین اک ماہ کی روئی تو چھٹکی چاندنی
ہجر کی شب کا ہوا اشکونسی منہ کالا سفید

پھاڑ کر پھینکی ہین او وحشت گریبان اسقدر
صورت جیب سحر ہی دامن صحرا سفید

دیدۂ خونبار سی دیکھون اگر ای رشک گل
سرخ ہو جائی تری دالان کا پردا سفید

بزم مین اپنی وہ گل آیا ہی بھری میکشی
پھول بھر کر لائیو ساقی کوئی شیشا سفید

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
گل جو اوسکی آگی خجلت سی ہوا سارا سفید

دیدۂ سوزان مین دیکھو اشکہای گرم کو
ہی یہ وہ مجمر کہ جسکا ہی ہر انگارہ سفید

دیدکا مانع ہوا ہی پرتو حسن صبیح
پڑ گیا آنکھون پہ او محجوب اک پردا سفید

۶۲

کی وزیر اشکونے یونہین ہجر مین گر شست و شو
دامن شب صورت جیب سحر ہوگا سفید

۲۱

وصل مین رفتار معشوقانہ دکھلاتی ہی نیند
آج کن انکھیلیونسی آنکھون مین آتی ہی نیند

یاد چشم سرمگین مین شبکو گر آتی ہی نیند
صورت مرغ نگہ آنکھونسی اوڑ جاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سہوا اگر آتی ہی نیند
آنکھ سی باہر ہی باہر آکی پھر جاتی ہی نیند

عین بیہوشی ہی ہشیاری نہ سمجھا چاہیی
اہل غفلت کی تو بیداری ہی کہلاتی ہی نیند

کروٹین لے لیکی کہتی ہین شب فرقت مین ہم
کس طرح ای خفتگان خاک آجاتی ہی نیند

اونکی فرقت مین نہ پوچھو سرگذشت خواب چشم
آج کل پای نگہ کی ٹھوکرین کھاتی ہی نیند

سبزۂ خوابیدۂ گلشن کا جب آتا ہی ذکر
تب قفس مین کوئی دم بلبل کو آجاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سونیکو مرنا کہتی ہین
عاشقو مین خواب مرگ ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

نیند کو بھی نیند آجاتی ہی ہجر یار مین
چھوڑ کر یہ بخواب مجکو آپ سو جاتی ہی نیند

کہتی ہین سونا اسی چونکا نہ روز حشر تک
اس ہماری بخت خفتہ کی قسم کہاتی ہی نیند

کیا غلط سمجھی وہ آئیگا پھر کتی ہی جو آنکھ
آنکھ مین خوف شب فرقت سی تھراتی ہی نیند

فرقت دلدار مین جو رات بھر آئی نتھی
وصل مین آتی ہوی آنکھو مین شرماتی ہی نیند

منتظر کہتی ہی غمزی کرتی ہی آتی نہین
او بت ترساتری فرقت مین ترساتی ہی نیند

کوی جانان سی جو اوٹھتا ہون تو سو جاتی ہین پاؤن
دفعتہ آنکھون سے پاؤن مین اوتر آتی ہی نیند

گرمی سوز جگر بیتاب کر دیتی ہی جب
ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین ایسی بھرتا ہون کہ آجاتی ہی نیند

تیغ کا پھل کہایا آب تیغ پی کر سو رہے
کثرت آب و غذا سی واقعی آتی ہی نیند

صورت زاہد نہ جاگو حضرت دل سو رہو
قبلہ مین کعبہ مقصود دکھلاتی ہی نیند

اس مری دیوانگی پر ای جنون پھر پڑین
آنکھ کی ڈھیلی لگاتا ہون اگر آتی ہی نیند

واہ ری تاثیر الفت بلبلی فرط اتحاد
غش پہ غش آتی ہین مجکو جب وہ نہین آتی ہی نیند

سوتی ہو تو چشم بد دور آنکھین رہتی ہین کہلی
فتنہ بیدار کیا ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

ہجر مین سونی کی ایسی ہی تمنا ای وزیر
دیکھتا ہون اوسکو حسرت سی جسی آتی ہی نیند

اللہ ری حسن رخ نیکوی محمد
ہی چشم خداوند جہان سوے محمد

نظرون مین شفاعت کی عمل تول لیی ہین
پلّی یہ ہی امت کی ترازوی محمد

بخشش مین وہ مصروف یہ سرگرم شفاعت
اللہ سی ملتی ہوی ہی خوی محمد

گرتی ہی گنہ خلق خدا کچہ نہین کہتا | واقف ہی کہ نازک ہی بہت خوی محمد

## ۶۳ ردیف رای مہملہ ۱۳

ذرا تو دیکہ لے وہ ہمکو آکر | گوہی دم اور بہی ای دم وفا کر

اگر پوچہی وہ بربادی ہماری | صبا کہدیجیو کچہ خاک اوڑا کر

ہزارون ہوگئی ٹکڑے گریبان | چلی اس ناز سے دامن اوٹہا کر

جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین | تو کیا کہتا ہی کچہ اپنے دوا کر

مین وہ بیمار ہون برگشتہ طالع | اجل پہر جای گی بالین تک آکر

گریبان صبح محشر نی کیا چاک | قیامت کی ہی کیا قامت دکہاکر

جو وان کا چہپ کے جانا یاد آیا | تو کیا رونے لگی ہم منہ چہپا کر

یہ یاد آتی ہے کسکی اچپلاہٹ | جو گر پڑتی ہی بجلی تلملا کر

جو یاد آیا خم محراب ابرو | کیی سجدے کئی سر کو جہکا کر

نہین اوٹہنی کی قاتل کی گلی سے | کہ ہم بیٹہے ہین سر سے ہاتہ اوٹہا کر

ترا گیسو بہت بل کر رہا ہے | بگاڑا تونی ظالم سر چڑہا کر

مین یہ سمجہا دعا دیتا ہی مجکو | لگا جب کوسنی وہ ہاتہ اوٹہا کر

۶۴

وزیر اب تا کجا یہ بت پرستی
کسی دن تو بہلا یاد خدا کر

۲۳

گرتی ہو باتین رکہی جو شمشیر دوش پر | سیکہی زبان تیغ نہ تقریر دوش پر

ای ماہ ہی یہ زلف گرہگیر دوش پر
یا مجہ سیاہ بخت کی تصویر دوش پر

قاتل نی کب یہ کہی ہی شمشیر دوش پر
ہای ابرو خمیدہ کی تصویر دوش پر

آتی گی بڑہ کی پاؤن تلک کاکل دراز
رہنی ندی گی اب اہی تقدیر دوش پر

طفلی کی باتین آتی ہین پیری مین ہمکو یاد
کیا دن تہی وہ جو کرتی تہی تقریر دوش پر

یان تک کہنچا ہی ضعف کہ ہاتہونکو ہی گران
بہرتا ہون رکہکی یار کی تصویر دوش پر

قاتل نی میری بعد کیی ترک اپنی ظلم
خنجر نہ ہی کمر مین نہ شمشیر دوش پر

ساقی مرا بنامی مکان تو ہر ایک مست
لیجای خشت خم پی تعمیر دوش پر

تمثیل وون جو یار کی زلف رسا سی ہین
چڑہ جای میری پاؤنکی زنجیر دوش پر

دوش سحر پہ آی نظر آفتاب حشر
اوس طفل کو چڑہا ہی اگر پیر دوش پر

تاخیر میری قتل مین ہوتی نہ اسقدر
کرتی نہ تیغ یار جو تاخیر دوش پر

کیا سر چڑہا کی اسکو بگاڑا ہی یار نی
بل کہا رہی ہی زلف گرہگیر دوش پر

اوس شمع رو کی زلف سیہ فام دیکہکر
پہپتی کہون ہی کہ ہی گلگیر دوش پر

تو ہاتہ سی چہوڑی تو ابہی شمع بزم مین
رکہی اوٹہا کی پاؤن سی گلگیر دوش پر

جائینگی اوڑ کی تیری طرف وہ ہدف ہین ہم
پر ہنگیا جو آکی لگا تیر دوش پر

گہر کر کسیکی دل مین نہ بیہودہ خاک چہان
ہی اوٹہانا تو پی تعمیر دوش پر

بل کہا رہی ہی زلف جدا تیغ بت جدا
ہوتی ہی میری قتل کی تدبیر دوش پر

اس رشک سی کیا نہ کہی مین نی ذکر یار
کرتی ہین کہین فرشتی نہ تحریر دوش پر

کاندہی پہ اوسکی زلف شب ماہ بنگئی | پرتو فگن ہی رخ کی جو تنویر دوش پر

مشہور ہو نہ یار کہین یوسف اسیر | رہنی لگی ہی زلف کی زنجیر دوش پر

قاتل مری گلی پہ تو رکہہ دیجیو اسے | گر نازکی سی بار ہو شمشیر دوش پر

وہ مجکو قتل کر کی ہوی ایسی ہیجو اس | ترکش ہین تیغ رکہنی لگی تیر دوش پر

۶۵

کاندہا دیا جنازہی کو قاتل نی ای وزیر

کیا میری لاش کی ہوی توقیر دوش پر

۱۷

تیغ رکہدی مری قاتل نی جو عریان سر پر | جوہرون کی ہوی پیدا چمنستان سر پر

ہی جو ٹوپی کی ستارونسی چراغان سر پر | نظر آتی ہی دہوان کا کل پیچان سر پر

جاتی ہو باغکو پہنی ہو گلابی ٹوپی | بلبل بی ادب آبیٹھے نہ ایجان سر پر

رات صیاد نی یہ کہکی سر افراز کیا | رہین لٹکی قفس مرغ خوش الحان سر پر

ناوک غم سی ہی غربال مرا کاسۂ سر | خاک چہانون جو پڑی گرد بیابان سر پر

ای جنون نالی کرون دشت تہ و بالا ہو | زیر پا ہی ابہی آجای بیابان سر پر

جا کی دل بہول گیا راہ نہ آیا پہر کر | کوچۂ زلف ہی یا بہول بہلیان سر پر

نہو گر شمع سر گور غریبان تو نہو | ہی ہر اک رات ستارونسی چراغان سر پر

اک پری کی اثر نقش قدم سی بہاگی | آگئی تہی جو بلای شب ہجران سر پر

ہم تری پاؤن پہ سر رکہتی نہ پائین ای سرو | دین جگہ قمریون کو سرو گلستان سر پر

گردش بخت کی تاثیر اسی کہتے ہین | سر کی دستار ہوی گنبد گردان سر پر

بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہے — روز لاتی ہی بلا زلف پریشان سر پر

سر بجیب آج کل ای جوش جنون بیٹھا ہون — ہاتہ دوڑائیو تو پہنچا ہی گریبان سر پر

قد ترا صاف ہی سانچی مین ڈھلا شمع صفت — شعلہ رخسار دہوان کاکل پیچان سر پر

آئینگے وقت خزان چھوڑدی آئی ہی بہار — لی ہی صیاد قسم رکھدی گلستان سر پر

ہون وہ مزدور کہ مرکر نہوا چھٹکارا — لیچلا بار غم فرقت یاران سر پر

٦٦

یاد ابرو مین ہوا سر بگریبان جو وزیر
آگیا کھینچ کی تلوار گریبان سر پر

١٦

داغ سودا سی ہوی چشم نمایان سر پر — تیر پر تیر لگی بنگئی مژگان سر پر

سرخ دستار ہی ای قاتل دوران سر پر — نیچ کھویا ہی چڑہا خون شہیدان سر پر

سر جھکا کر تجھی ای رشک پری دیکھینگے — حشر کو ہوئینگے جب دیدۂ انسان سر پر

قید یوسف تہا جہان جاکی زلیخانی کہا — اوٹھ سکی تو مین اوٹھالون ابھی زندان سر پر

گل جو ہین کفش مین تیری پہول ہین ٹوپی مین ترے — بوستان زیر قدم ہی تو گلستان سر پر

ذکر رخ کرتی ہین آکر سر بالین مزار — روز پڑھ جاتی ہین کس لطف سی قرآن سر پر

ای جنون نوچون مین سر چین نکلیون موی سفید — صاف دہوکا ہی کہ ہین تار گریبان سر پر

پہر جنون ہوگا ہمین پہنینگے پہر زنجیرین — پہر تری زلف ہوی سلسلہ جنبان سر پر

مدت قید اسیران کہن کیا کہیے — گل کی سو بار گری تختۂ زندان سر پر

دام کاکل مین نہ مچھلی کف رنگین کی پہنسے — ہاتہ یون رکھکی نہ بیٹھا کرو جانان سر پر

صاف ہی مثل حنا رنگ کف پا سی عیان — سرخ دستار جو تم باندہی ہو جانان سر پر
دل عشاق بہت گیسو و نمین نالان ہین — گرد و آزاد کہ ہی شور اسیران سر پر
جسطرح ٹوکری مٹی کی اوٹہالی مزدور — ای جنون یون ہین اوٹہالون مین بیابان سر پر
غیرت تخت ہی ہم خاک نشینونکو زمین — صورت چتر ہی یہ گنبد گردان سر پر
دامن دشت مین جب پہاڑ کی پہینکا ہی تمنی — چوم کر قیس نی رکھا وہ گریبان سر پر

ناسخ

٦٧

ناتوانی نی خمیدہ یہ کیا مجھکو وزیر
زیر پا چاک گریبان ہی تو دامان سر پر

٢٥

چلا ہی او دل بیتاب طلب کیا شادمان ہو کر — زمین کو ہی جانان رنج دی کی آسمان ہو کر
کیا ویران چمن کو آہ ہو کیا بوستان ہو کر — ہوئی گل پانی پانی یہ چلی آب روان ہو کر
اسی خاطر تو قتل عاشقان سی منع کرتی تھے — اکیلی پھر رہی ہو یوسف بی کاروان ہو کر
جواب نامہ کیا لایا تن بیجان مین جان آئی — گیا یان سی کبوتر وان سے آیا مرغ جان ہو کر
غضب ہی روح سی اس جامۂ تن کا جدا ہونا — لباس تنگ ہی اوتریگا آخر دھجیان ہو کر
اگر آہستہ بولون ناتوانی کہتی ہی بس بس — صدا ہی جنبش لب دیتی ہی صد می فغان ہو کر
عذاب آتشین خط سیہ اکدن نکالی گا — رولائیگا یہ شعلہ میری آنکہونکو دہوان ہو کر
ملک رہو اگر لو مجھکو گاڑو اسطرف دیکھو — کہ زیر خاک ہون گرد نگہ سی ناتوان ہو کر
کیا غیرونکو قتل اسنی ہوی ہم رشک کی مارے — اجل بہی دوستو آئی نصیب دشمنان ہو کر
پھر اصد چاک ہو کر کوچہ کا گل سی دل اپنا — عزیز و یوسف گم گشتہ آیا کاروان ہو کر

کمان ابروکی ایسی ہم ہی آئیگا جو ناوک ہو کر
رہیگا استخوان مین اپنی مغز استخوان ہو کر

چھوڑائی جو پسکر ہمنے مسی تو کیا ہی شرمایا
لب اوس محبوب کا چھپنے لگا منہ مین زبان ہو کر

فلک میری طرح آخر تجھے بھی پیس ڈالیگا
اوڑیگا ای ہما اک روز گرد استخوان ہو کر

ہما سے ہی گراپڑا ہی سگ جانان جو تو کھانے
ٹلے یہ استخوان ہو جائین مغز استخوان ہو کر

جہان جو چاہیے ویسے ہی دکھلاے نیرنگی
بصر آنکھونمین گویائی زبانمین دلمین جان ہو کر

ستم کو اوسکی بھیے ہی تو خونریزی پہ مائل ہو
کری سنگ ملامت تیز خنجر کو فسان ہو کر

نہانی مین جو لہراتی ہی زلف یار دریا مین
تڑپنے لگتی ہین پانی پہ موجین مچھلیان ہو کر

ادا سے جھک کی ملتی ہو نگہ سے قتل کرتی ہو
ستم ایجاد ہو ناوک لگاتی ہو کمان ہو کر

اوٹھائیگی جو ہمکو وحشت دل یار کی در سے
گرینگی پا ئزی پاؤن پہ اپنی بیڑیان ہو کر

کہا جو اوسنے چاہا ضعف سے یان لب نہین ملتے
سبک کر دیتی ہین حرف سخن بار گران ہو کر

اثر باقی رہا بلبل پی شب فرقت کی تاریکی
چراغ روز سے شعلہ نکل آیا دھوان ہو کر

خط نوخیز مین عارض جو تیری چھپتی جاتی ہین
پری نجاینگے اس سبز شیشے مین نہان ہو کر

گرا قدمون پہ صید ناتوان تھا یا یہ سے چھٹکر
جگہ دی اہو نقش پا ہی صیاد آشیان ہو کر

تری وحشی کو برسون ای پری کب نیند آتی ہی
اگر خواب گران آیا بھی تو سنگ گران ہو کر

٦٨ — وزیر اونکا ہون مین شاگرد جسکو کہتی ہین منصف
لیا ملک معانی بادشاہ شاعران ہو کر — ١٦

گنہ جا عالم امکان سے بدل نور جان ہو کر
گرادی چار دیوار عناصر لامکان ہو کر

بناوٹ نی بگاڑا باتین سنوائین خموشی نی ‏/ نہو چہونہی کیا ہی منہ کی کہائی بیزبان ہوکر

کہلی گا راز الفت گرچہ چپ رہنی کی چرچا ہین ‏/ کریگی مجکو رسوا میری خاموشی بیان ہوکر

نہین ہی گو دہن باتین کرو چشم سخنگو سی ‏/ مسیحا ہوتی ہو مشہور ابہی معجز بیان ہوکر

درِ غلطان نکل آیا صدف سی عشق دندان مین ‏/ مگر گرد یتیمی لی چلے ریگ روان ہوکر

یہی کہ کہی شب بہر یار کو پیش نظر رکہا ‏/ دکہائین گی تماشا تمکو آنکہین پتلیان ہوکر

دہان حلقۂ در سی مکان یار کہتا ہے ‏/ نکالون تجکو آدم کی طرح باغ جنان ہوکر

جہازی تیغ قاتل کی جو کشتی بنکی آئو نہچی ‏/ اوڑالائی مگر یاد مخالف بادبان ہوکر

نہ توڑی پہول کوئی ٹوٹ جائیگا دل بلبل ‏/ پہری گا طائر رنگ چمن بی آشیان ہوکر

سفر مین میری آنکہونسی مری یوسف کو دیکہا یا ‏/ غبار دامن نظارہ گرد کاروان ہوکر

رخ گلگون کا نقشہ اور کردی بیت ابرو کی ‏/ بہار نظم دکہلائی گلستان بوستان ہوکر

تری آنکہون کی نظار یکا سودا ایسا ہو جاگے ‏/ رہین پای نگہ مین انکی حلقی بیڑیان ہوکر

وہ پیاسا ہون لگا کر تیغ پر آب وہنی جب کہینچی ‏/ نکل آئی دہان زخم سی سوکہی زبان ہوکر

زمین پر نقش پا سی خط پہ خط تحریر ہون قاصد ‏/ جو تو نو پہنچا ہی نامہ صورت خانہ وان ہوکر

لب بام آکی گر دیکہو تماشا تمکو دکہلاؤن ‏/ کمند آسا چڑہون تار نگہ پر ناتوان ہوکر

۶۹

کہین گر زندہ درگور ای وزیر اوہ تو زیبا ہی

کیا ہی منی پیدا سنگ مرقد سخت جان ہوکر

۳۳

وصال مین تو کرو رحم مجہسے لاغر پر ‏/ کہو تو لپیٹ رہون ایک تار بستر پر

دہان زخم گلوسی اگر ذرا چوسون — سمٹ کی آب ہو قطرہ زبان خنجر پر
فقیر خانی ہین جو آئی بس نہین سب بیٹھیے — گلیم سایۂ دیوار ہے بچھے در پر
تمہاری یوسف رخسار کو اگر دیکھے — درود آئینہ پڑہنے لگی پیمبر پر
ادہر ادوہر رہی گھر سی تری کبھی نہ گئے — برنگ سایہ ہین دیوار پر کبھی در پر
پری کی طرح جو شیشی سی نکلی دختر رز — گمان بد سی رکھا ہاتہ چشم ساغر پر
وہ گرم خون ہی میرا اگر ذرا ابھر جای — پسینا بن کی نکل آئی آب خنجر پر
جو آیا جا نہ سکا ہی یہ گھر ترا دلچسپ — پڑی ہی سائی کی مانند چاندنی در پر
کیا یہ صرف تو اصبع قد خمیدہ نے — کہ اپنی پاؤن کو جا دی ہی آنکھون پر پر
خطاب شاہ شہیدان عطا کرا و ظالم — ہمای تیغ کا سایہ پڑا مری سر پر
کسی کی آنکھین بچھائی ہین کیا تمہاری لیے — گمان تار نگہ ہے جو تار بستر پر
تری مژہ کی صفت لکھی خط مین چھپائی — پھری اجل کی چھری گردن کبوتر پر
وہ بدگمان ہون کہ خط دیکھی بند کین آنکھین — پنہای باز کی ٹوپی سر کبوتر پر
اوٹھی جو موج دم خندہ آب دندان سے — بنی ہی چادر آب اوس رخ منور پر
عیان جبین سی رگ گل ہو مثل چین جبین — جو پاؤن رکھو تم ای جان جان گل تر پر
غضب ہوا کہ بت سنگدل پہ دل آیا — خدا بچای کہ شیشہ گرا ہی پتھر پر
نگاہ قہر ہی ای جان نامہ بر پہ کرو — کبھی تو باز کو چھوڑو مری کبوتر پر
خدا پرست سی کہدو ہوا مین سنگ پرست — نشان پا ہی نہی پڑ گئی ہین پتھر پر

یہی سمجھ کی گلی کاٹو سخت جانون کی
ہم اپنی تیغ کو کرتے ہین تیز تھہر پر

نتوڑ پاؤن سی مینای می کو ای زاہد
فلک کو دیکھ کہ شیشہ ہی کاسہ سر پر

گلوری کھاؤ کہ ہو جائین سرخ دانت سفید
دکھاؤ آتش یاقوت آب گوہر پر

نثار کرتی ہین آ دیکھو جان نثار کی پاس
گلی کو آپ کی خنجر پہ سر کو ٹھوکر پر

نمود خط پہ وہی ہی صفای عارض یار
غبار آئنہ ہی خاطر سکندر پر

بنا ہی خواب اجل انکو نام سونی کا
ہمیشہ طالب زر جان دیتی ہین زر پر

لگی گا موذیونکی ہاتہ مال موذی کا
کہ سانپ بیٹھتے ہین دولت تونگر پر

لڑین نہ پھر خدا مجسی منکر دیدار
یہ فیصلہ تو ہی موقوف روز محشر پر

حباب وار ہی آمادہ فنا دریا
صدف کو ناز عبث ہی طلسم گوہر پر

نہ پوچھو چشیون سی کیون کھلی ہی فصد پہ فصد
یہ خون چکان ہی حکایت زبان نشتر پر

تمہاری قصر مصفا کی واہ کیا ہی صفا
پھسل کی سایۂ دیوار گر پڑا در پر

نیاز نامہ چلا لیکے ناز پروردہ
کہ ہنتون کی ہی چوٹی سر کبوتر پر

زمین پہ دوڑ کی اتنا ہی آدمی نہ چلی
یہ شوخیان نہین اچھی ہین دوش باد پر

لگائی دانت پہ محبوب سبزہ رنگ نی تیغ
خضر نی ناو چڑہائی ہی آب گوہر پر

۷

وزیر بعد نبی مرتضے نبی ہوتے
نہ ہوتی ختم نبوت اگر پیمبر پر

۲۵

ہوں وہ بلبل جو کری ذبح خفا تو ہو کر
روح میری گل عارض مین رہی بو ہو کر

عاشق زار ہون مین صبح ہوی تو نڈرو
چھپ رہونگا گل قالین مین ابھی بو ہو کر

شیشۂ دلمین تری تیغ اوترآی کہین
میان سی نکلی ہی محبوب پری رو ہو کر

شوق سی حلم کری سجدی کا پیغمبر حسن
آیتین سجدی کی نازل ہوئین ابرو ہو کر

ہم بہی تبخانی سی جانکلین کبہی بہر طواف
حضرت کعبہ کشش کیجیی ابرو ہو کر

ساغر چشم کی ہم فکر مین یہ محو ہوے
مہر بہی زانو پہ رہا کاسۂ زانو ہو کر

اسقدر پس گئی تجپر کہ نظر آتی نہین
ابتو گلزار مین گل رہنی لگی بو ہو کر

ناتوانی سی ہوا خون کا بہی رنگ سفید
کیا بہانہ ہی جو بہ جای اب آنسو ہو کر

جسم سی روح نکل آی پی استقبال
چلتی ہی تیغ قضا جنبش ابرو ہو کر

جان پر جاتی ہی زیور مین پہنتی سی تری
کہین اوڑ جای نہ جگنی تری جگنو ہو کر

چشم لیلی کو یہ لپکا تہا نظر بازی کا
نجد مین قیس کو دیکہ آتی تہی آہو ہو کر

جنس دل جانچ بہی لی تول بہی لی حاضر ہے
رہ گیا سینے مین کیون تیر ترازو ہو کر

ناک ہون ایسی چڑہائی کہ ہوا ناموزون
یار ہوزون یہ ترا مطلع ابرو ہو کر

آدمیت یہ خداداد ہے اللہ اللہ
انس انسان ہی کرتی ہو پری رو ہو کر

رشک سنبل ہوی بلبل کی پریشان نظر ہے
زینت چہرۂ گل ہو گئی گیسو ہو کر

ٹہہرا ہی جوشش گریہ کہ گلا کٹ جائی
آب شمشیر نکل جای نہ اچہو ہو کر

نہ ہٹی باغ سی آمد جو مری گل کی ہنسی
رہ گئی صبح بہاری گل شبو ہو کر

تم نہا کر جو چلی غم سے سمٹکر دریا
آگیا دیدۂ گرداب مین آنسو ہو کر

موشگافی سی ہی فرسودہ مرا ناخن فکر
نہ کھلا عقدہ کمر کا گرہ ہو ہو کر

پای نازک مین نظر آتی ہین یہ سونکی نشان
آئی ہو کیا چمنستان سی لب جو ہو کر

ساقیا ہمنے شب وصل مین پی تہی جو شراب
روز فرقت نکل آتی ہی وہ آنسو ہو کر

ہم تو اس شرم رہائی سی ہین پانی پانی
دیدۂ چاک قفس سی چلی آنسو ہو کر

دیکھکر چہرۂ بت بہتی ہین زہاد کی اشک
پانی سورج کو دیا کرتی ہین ہندو ہو کر

یار کی گرمی رفتار نی اعجاز کیا
اڑ گئی فندق پا رات کو جگنو ہو کر

ہون وہ غمدیدہ گرا نظرونسی اک پل مین وزیر
کی جگہ بہی جو کسی آنکہ مین آنسو ہو کر

قبر کا ساتہ پس مرگ نچھوڑی تہہر
بہتر انسان سی رفاقت مین ہین وحشی پتہر

قبر مین بہی سر شوریدہ کو پہوڑی تہہر
قل کی ڈہیلونکی عوض چاہیین تہوڑی پتہر

لای اب تیشۂ فرہاد عوض نشتر کے
کہدو جراح سی یان سرکی ہین پہوڑی پتہر

ابکی کچہ فصل بہاری مین یہ ہی جوش جنون
سر نکالی جو ثمر شاخ سی پہوڑی پتہر

اتنو عاشق ہوی ہم تجپہ لگا جو چاہی
تیر تلوار تبر برچہیان کوڑے پتہر

## ولہ

منہ آی نظر صاف وہ ہی یار کی تلوار
آئینی کا آئینہ ہی تلوار کے تلوار

## ردیف زای معجمہ

جانی نہین دیتا مجھی دربان در انداز
ہان لیجیو ای اشک مری خانہ بر انداز

کیونکر وہ ملین ہمسی جب اتنی ہون وراندازِ — جور و ستم و ناز و ادا شور و شر انداز

ولہ

قامت سو زنسی کیون ہی رشتۂ سوزن دراز — بدنما ہوتا ہی قدسی ہو جو پیراہن دراز

## ردیف ضاد معجمہ

سبزۂ خط سی بڑہا اور وقار عارض — خضر آباد ہوا نام دیار عارض

نہ رہا حسن گئی صبح بہار عارض — خط شبرنگ اجی ہی شب تار عارض

او جوان خط سیہ ہوگا یہ پیری مین سفید — صبح ہو جای گی اک دن شب تار عارض

ای گلو کرتی ہو کیا حسن و روزہ پہ غرور — عارضی ہی چمن رخ مین بہار عارض

دولت حسن پہ یہ خاک اوڑا رکہی ہی — غازہ عارض پہ ہی ای وای غبار عارض

اوس رخ صاف پہ کیا روی مخطط رکہون — پہول ہی گل تو نہین چبہ جائینگے خار عارض

دولت حسن کا کوئی تو نگہبان ہوتا — زلف او سیم بدن کیون نہو مار عارض

صاف ہو آینہ سان پہر خط مشکین نہ جای — پہر حلب ہو مری اللہ تتار عارض

ہی کہان خط سیہ صدمی سہی اسکی ہی کبہو — سایۂ زلف نزاکت سی ہی بار عارض

ہی تری زلف سیہ دود رخ آتش رنگ — رونگٹی بہو رہی ہین عارض پہ شرار عارض

موجۂ نکہت گل ہی پی بلبل گلدام — عندلیب دل نالان ہی شکار عارض

قطعہ

گال اپنی گال فرار کہکی تماشا دیکہو — اپنا رخسار ہی یہ عاشق زار عارض

کری قالب کو تہی شوق ہم آغوشی مین — وا ابہی شکل مہ نو ہو کنار عارض

گل کہلائی ہین پسینی نی رخ رنگین پر — بہر دیا پہولو نسی دامان بہار عارض

کیونکر ای حسرت دیدار تجھی سمجھاؤن — پاس نظارہ نزاکت سی ہی بار عارض
تا زہیجانکری خط سیہ رنگ صبیح — دیکھ ڈالی ہین بہت لیل و نہار عارض

۷۳

کیا تجھی دی وہ بھلا رخصت نظارہ وزیر
رنگ رخسار نزاکت سی ہی بار عارض

۱۵

کیا ہی دلچسپ ہی ای یار بہار عارض — کہ نگہ بیٹھ رہی جا کی کنار عارض
تیغ ابرو ہی کھنچی تیر مژہ بہی نکلے — گھر گیا مورچۂ خط سی حصار عارض
آتی ہی کوچۂ گیسو سی پریشان ہوا — نہ بھڑک جای کہین اور بہی نار عارض
آیا پیشانی گردون پہ ستارون سی عرق — دیکھی آپ ذرا گرمی نار عارض
رات کو چاند ہوا دن کو بنا مہر منیر — رنگ بدلا کیا وہ شعلۂ نار عارض
خال رخسار دکھائی تمہین اعجاز خلیل — نخل گل ہو جو بڑہی شعلۂ نار عارض
کوچۂ زلف سی کیا آئی صفا پیر ہوا — اوڑ گیا تھا جو خط یار غبار عارض
یاد رخسار مین بوسی لیی منہ رکھ رکھکر — رات گل تکیی سی لیتی رہی کار عارض
شست و شو اشکو نسی کر لون ٹھہر ای حسرت دیدہ — گرد دامان نگہ ہو نہ غبار عارض

قطعہ

اونکی ہر عضو پہ شیدا تھا ملی و سی سزا — تھا فقط ایک تہ مین عاشق زار عارض
ٹکڑی ہو ہو کی گری ہاتھ کہین پاؤن کہین — کہین آنکھین ہین کہین جا ہی مزار عارض

قطعہ

گرچہ اکڑی ہو ہر عضو وصیت بہی سنو — عاشق چشم ہون اور عاشق زار عارض
نخل نرگس کی تلی آنکھین مری دفن کرو — کیجیے سایۂ گلبن مین مزار عارض

رم کری جلد یہ آہوی سیاہ شب ہجر | جلوہ افروز ہوا ہی شیر سوار عارض

۷۴ خط شبرنگ وہ آغوش زلیخا ہی وزیر
یوسف روز سی افزون ہی وقار عارض ۱۷

آب شمشیر پلاد و می احمر کی عوض
بہرد و قبضی کی کٹوری کبھی ساغر کی عوض

آبلی پہوٹ ہی دل کی بہر آئین آنکہین
سیپ مین آب گہرا بتو ہی گوہر کی عوض

دست نازک جو ترا دیکھی تو فصّا دکھے
رگ گل فصد کو درکار ہی نشتر کی عوض

جانب زاغ کمان کیون مین اوڑا جاتا ہون
تیر کی پر مری بازو مین ہین کیا پر کی عوض

ساقیا بہول گیا کیا مری دریانوشی
خم لگا دی مری منہ سی کوی ساغر کی عوض

گل رخسار کا دیوانہ ہون نازک ہی مزاج
پہول کیون مجکو لگاتی نہین پتہر کی عوض

وحشی چشم سیہ عین عنایت سمجہین
سنگ سرمہ جو لگاؤ انہین پتہر کی عوض

رشک کی جا نہین پہر کچہ مجہی سوا اس نہین
مرغ دل نامہ جو لیجای کبوتر کی عوض

کشور حسن ملا پرتو رخ سی تیرے
سلطنت آینہ کرتا ہی سکندر کی عوض

مثل شبنم عرق آجای رخ گلگون پر
غنچہ گل جو انگیٹہی مین ہو اخگر کی عوض

سنگ رہ ہو گئی بت کعبی چلی تہی ای خضر
ملگئی راہ مین رہزن ہمین رہبر کی عوض

سوی دریا نگہ گرم سی دیکہا کس نی
آبلی سیپ مین پیدا ہوی گوہر کی عوض

دختر رز عوض روح بدن مین ہوتی
کاش ہوتا مری گردن پہ سبو سر کی عوض

اوسنی خط دست حنائی سی لکہا ہی مجکو
مرغ یاقوت پر آئی گا کبوتر کی عوض

مرگئی ہم تو یہ اوس بت نی کہا دربانسی
گئی اللہ کی گہر آج مری گہر کی عوض

مجکو موسی کیا فرعون بنایا اوسکو
زر تونگر کو دیا صبر مجہی زر کی عوض

۷۵

جنکو بی بستر گل نیند نہ آتی تہی وزیر
سوتی ہین خاک پہ وہ پہولونکی بستر کی عوض

۱۶

ساقیا آب جو مانگون می احمر کی عوض
کاسۂ عمر کو بہر دیجیو ساغر کی عوض

سر مرا کاٹ کی تلوار گلی پہر رکہدی
دی ہی شمشیر دو سر یار نی اک سر کی عوض

تیغ ابرو کی شکایت ورق دل پہ لکہی
آدہی زخمونکی جو خط پڑ گئی مسطر کی عوض

ناتوان ہین جو اوٹہی وانسی تو یان آبیٹہی
دی جگہ روزن دیوار نی لو در کی عوض

فارغ البال کیا مجکو پریشانی نی
رہتی ہی پیش نظر زلف معنبر کی عوض

زر کو لکہی کوی اولٹا تو وہ رہو جائی
زر بلی طالع واژونکی سبب زر کی عوض

میری نالونسی شب ہجر زمین کانپ اوٹہی
آسمان ٹوٹ پڑی آج نہ اختر کی عوض

ابرو یار پہ قطری یہ پسینی کی نہین
گوہر اس تیغ مین پیدا ہوی جوہر کی عوض

یادگار گل نو خیز خزان مین ہی یہی
شاخ گل مین دل بلبل ہی گل تر کی عوض

کچہ گہٹا جسم مرا کچہ یہ بڑہا اشک کا تار
عیب پوش تن عریان ہوا چادر کی عوض

ساقیا مژدہ کہ آپہونچی ہی مستانہ بہار
شاخ مین انکو گلابی ہی گل تر کی عوض

آج اسواسطی روتی ہین یہ طفل ناداں
دامن خاک ہی کل دامن مادر کی عوض

خواہش اسبابکی بس عالم اسباب مین تہی
سو رہی بعد فنا خاک پہ بستر کی عوض

دی کی خط حال زبانی ہی اوس نو خط سے | جای طوطی سخنگو جو کبوتر کی عوض

مر کی کہتی ہین لب گور سی ہم حسن پرست | آئینہ لوح کو درکار ہی پتھر کی عوض

یاد پستان جو مجھی کرتی ہی دیوانہ وزیر | سنگ تری پڑتی ہین گلزار مین پتھر کی عوض

## ۷۶ ردیف ظای معجمہ ۱۰

چلی بتخانی لو خدا حافظ | تم بھی زاہد کہو خدا حافظ

تیری کوچی سی ہیچ اوٹھا کی چلے | گیسو مشکبو خدا حافظ

دم عیسی سے بہی شفا نہوی | لو بس ای ہمدمو خدا حافظ

ہی بہت زود رنج دل میرا | یار ہی تندخو خدا حافظ

اوس صنم کو خدا کہون نہ کہون | ہی سخن گو مگو خدا حافظ

دل کو بتخانہ کر کی کعبی سے چلے | زاہد و زاہدو خدا حافظ

ہی فرنگن کی گوری ہاتہ مین دل | جان کا صاحبو خدا حافظ

دیر سے مثل نالہ ناقوس | جاتے ہین ای بتو خدا حافظ

بات بہی کی تو یہ کہا شب وصل | جاتین ہم تم کہو خدا حافظ

شہ خوبان کی غم مین جان چلی | ای وزیر اب کہو خدا حافظ

## ۷۷ ردیف عین مہملہ ۲۸

شعلہ رخسار اگر دیکھی بنی پروانہ شمع | دود سان پہرنی لگی گرد سر جانانہ شمع

آتش رخ سی اگر روشن کری جانانہ شمع | گر یک شب تاب سان بنجای ہر پروانہ شمع

پہینکتی وون گل کترکی ہین پئی رخ جانانہ شمع
باغ بزم یار مین ہی سبزہ بیگانہ شمع

ایک عالم بشکل فانوس خیالی گرد ہی
ہی بجا کہہی سراپا ہی قد جانانہ شمع

کس بہہوکی نی اوٹہایا رخ سی محفل مین نقاب
گر پڑی ہی برق کیصورت جو پتیا یانہ شمع

ہین دہوان ہار اوسکی لفین قید ہی سانچی مین ڈہلا
پنجۂ گلگون ہی شعلہ ساعد جانانہ شمع

آئیگی شعلی سی گل ہوفی مین قلقل کی صدا
پہونک کر منہ سی بجہائیگا جو وہ مستانہ شمع

اک تہی آنی سی الیساقی ہی بزم آراستہ
ہین گلو و چشم و عارض شیشہ و پیمانہ شمع

جلوہ گر ہی یار بزم آشنا و غیر مین
ایکہی روشن ہی میان کعبہ و بتخانہ شمع

بزم مین گر روی روشن سی اوٹہائی تو نقاب
شرم سی چہپنی لگی زیر پر پروانہ شمع

بیتی پر نور و چشم مست ساقی دیکہکر
کہتی ہین ہم جلتی ہی پیش در میخانہ شمع

کاٹتا ہی سر کو کیون اولٹی یہان تعزیر ہاے
تیری محفل مین قدم رکہتی ہی گستاخانہ شمع

کٹ گیا سر بزم مین لیکن رہی ثابت قدم
ہی تو زن کہتی ہی لیکن ہمت مردانہ شمع

ہو فلک پیدا ہوین سی شعلی سی اک آفتاب
آتش رخ سی اگر روشن کری جانانہ شمع

کرتی ہی تیار بالش فکر خواب صبح ہے
بہرتی ہی فانوس مین شب بہر پر پروانہ شمع

ای جنون یہ سوز غم کا ہی اثر مرنی کی بعد
جانتا ہی ہڈیون کو ہر سگ دیوانہ شمع

گو کری احسان ظالم پر ہو کیا اوسکا کوی
کب کری روشن بہلا زنبور کا کاشانہ شمع

ہوگیا روشن حسینونکی ہی بس بنیاد ظلم
گر نہ ہو زنبور اے شماع ہو پیدا نہ شمع

شانہ جب اوسنی لیا اپنی حنائی ہات مین
ہوگی روشن بنگیا کنگہی کا ہر دندانہ شمع

بی تری پروانی بھاگیں مرغ وحشی کیطرح
گو دکھائی آنسوؤنی اپنی آب و دانہ شمع

اوسنے بھبھوکی کو اگر دیکھی قبا پہنے ہوے
جامۂ فانوس پہاڑے صورت دیوانہ شمع

دلکو کر خالی خدا تا بخشی اپنا داغ عشق
جب نہو کوئی جلائی آپ صاحب خانہ شمع

مثل فانوس خیالی وہ بھی گردش مین ہے
ہون وہ سرگردان سنی میرا اگر افسانہ شمع

ہون کسیکی چشم مست و روی روشن کا شہید
میری تربت پر چڑہانا چاہئی پیمانہ شمع

کیون نہ مین دیوانہ ہون اسکی نفاست دیکھکر
جاہی مشعل ہنہ مین کہتا ہی سگ جانانہ شمع

ایسی تاریکی شب فرقت کی ہی ملتا نہین
ڈہونڈتی پھرتی ہی کاشانہ مرا کورانہ شمع

گر نہ موج اشک کی زنجیر سی پابند ہو
بی تری محفل سی بھاگی صورت دیوانہ شمع

۷۸

آتش غم بعد مردن اپنی کام آئی وزیر
استخوان میری جلائی جان کر جانانہ شمع

۱۴

ہی یہ دو دن بزم می ساقی و مطرب چنگ و شمع
اکدن جاتی ہی اور بالین پہ اور ہی سنگ و شمع

ہون کسیکی فندق و ساعد کا مین یارو شہید
قبر پر پھر نشان رکھنا گل اور رنگ و شمع

روشنی خط سی ہوی زائل نہ روی یار کی
ابتلک یکسان ہی وہ آئینہ بر زنگ و شمع

شمع کا مثل چراغ صبح تھا کافور رنگ
رات یکجا تھا جو وہ آتش عذار شنگ و شمع

اشک کا قطرہ کبھی گرتا نہین کیا ضبط ہے
گرچہ سوز عشق سی یکسان ہین دل تنگ و شمع

چشم پر خون دل نالان و داغ یاس ہین
ہجر مین ساقی ہمین جام شراب و چنگ و شمع

مثل پروانہ جلین کیون دل اہل بزم کی
ہی مشابہ وسپہ ہی کا روی آتش رنگ و شمع

تھا بھم ہزگو رجو سوز و گداز عشق کا
جامۂ سبز و تن پر نور وہ یاد آگیا
ہجر کی شب کاروان اشک کی ہمراہ تھی
لڑکی ہاتہ اوسکا چھڑانا شمع گل کرنا مرا

شام سی روتا رہا تا صبح مین دلتنگ و شمع
روی شب کو دیکہکر فانوس مینا رنگ و شمع
نالۂ و بخت دل سوزان ہر رنگ زنگ و شمع
وصل کی وہ رات یاد آتی ہی اور وہ جنگ و شمع

٧٩

کھینچتا تصویر اگر مجہ دل جلی کی ای وزیر
سوز مین پہر ایک ہوتا خامۂ ارژنگ و شمع

٨٠

ہو مثل شمع طور جو تنویر پای شمع
ثابت ہوئی ہی کون سی تقصیر پای شمع
کیونکر ہو تیری ساق بلوریں کا ہمسری وصف
رتبہ ہی آگی شمعون کی یون پای یار کا
پونہچا ہی اپنو شعلۂ سر اوسکی پاؤن تک
لغزش قدم کو کچہ نہوی سر کٹا دیا
رکھنا قدم جو بزم مین تیری گناہ ہی
ہمتو قدم نہ رکہ سکین اور وہ ہو بزم مین
یہ آرزو ہی پاؤن ترا کرکے روبرو
دیتا ہی اپنی جان عبث جلگی ای پتنگ
دل جاتی جلتی سینی مین کچہ بچ رہا جو ہی

اون پاؤن کی نہ آگی ہو توقیر پای شمع
جو موج اشک بنگئی زنجیر پای شمع
کب ہو سکی پتنگ سی تقریر پای شمع
پروانون مین ہی جیسی کہ توقیر پای شمع
ای اشک شمع کیجیو تدبیر پای شمع
رکھتی ہین اپنی پاؤن بہی تاثیر پای شمع
سر کو نہ کاٹ چاہیی تعزیر پای شمع
بہتر ہی اپنی پاؤن سی تقدیر پای شمع
کچہ کرتی ہم پتنگ سی تقریر پای شمع
لی سیکہ شمعدان سی تسخیر پای شمع
کھینچے ہی سوز عشق نی تصویر پای شمع

ثابت قدم ہی بسکہ رہ سوز عشق مین | سب عاشقون مین چاہیی توقیر پای شمع
زنہار بزم مین نہ ٹہہرتی تری حضور | ہوتا نہ شمعدان جو زنجیر پای شمع
دیکہی اگر وہ روشنی نقش پاے یار | کرنی لگی پتنگ بہی تحقیر پای شمع
کچہ ساق یار سی جو کری ہمسری تو دود | ہر لطمہ صبا سی ہو زنجیر پای شمع
شب عذر لنگ کرکی نہ اوس بزم سی ہٹا | اللہ ری عقل و فطرت و تزویر پای شمع
ہی گرم وصف پای نگارین جو بزم مین | منظور کیا ہی یار کو تحقیر پای شمع
پروانہ رات مرکی لگن مین جو رہگیا | لوح مزار بنگیا گلگیر پاے شمع
زلف دراز چلنی مین لپٹی ہی ساق سی | ایماء دیا کہ شب ہوی زنجیر پای شمع
ثابت قدم وہ ہون کہ لکہا ہی جو وصف پا | ہر سطر مین ہی عالم تصویر پای شمع

## ولہ

روبرو تیری کہان وہ رونق خسیار شمع | ہوگئی کافور ای مہ گرمی بازار شمع

## ۸۰ ردیف غین معجمہ ۱۹

سوز غم سی یان جلا کرتی ہین بی روغن چراغ | بنگئی ہین موقتیلی داغہای تن چراغ
یاد عارض مین ہوا ہی جان کا دشمن چراغ | آنکہ دکہلاتا ہی شب بہر صورت رہزن چراغ
چین گیسو سی نمایان یون ہی عارض کا فروغ | شام کو جسطرح سی کردی کوئی روشن چراغ
کیا سیہ خانہ مرا پر ہول و آفت خیز ہے | افعی شام جدائی کا بنا ہی من چراغ
ہو جنون دیکہی جو اوسکی آتشین رخ کا فروغ | چاک کر ڈالی حریر شعلہ کا دامن چراغ

کیا فروغ عارض پر نور ہی نام خدا
داغ چیچک کی نہی ہین ای بت پری فن چراغ

دانت مسی ملنی مین چمکی دہان تنگ سی
یا شبستان عدم مین ہو گئی روشن چراغ

کیا حرارت ہی تری مجروح مین ای شعلہ رو
زخم کی بتی بنی ہی شعلہ زخم تن چراغ

کوچۂ زخم سیہ بختان مین کہاتا ٹہوکرین
جوہرون سی گر نہ کہتا خنجر آہن چراغ

کیا ترقی پر فروغ حسن ہی ای شعلہ رو
جل بجہی غیرت سی گر دیکہی ترا جوبن چراغ

لائی ہی پروانۂ دلسوختہ کی کیا خبر
کیون صبا کی آتی ہی کرنی لگا شیون چراغ

یون مری ہوی سپیدہ سر مین ہین داغ جنون
چاندنی مین جسطرح بی نور ہوون روشن چراغ

گوشہ گیری دشمن جانی سی دیتی ہی نجات
خوف صرصر کا نہین گر ہو تہ دامن چراغ

گرم وصف شعلہ رویان ہون جو بعد مرگ بہی
بنگیا ہی صاف ہر اک خشت مدفن چراغ

ہو تجلی طور کی شعلی مین اوسکی ای کلال
گر بنا تو لیکی خاک وادی ایمن چراغ

عشق نے لف خانہ برباد آیا کہینچون آہ گرم
کالی آندہی آگئی جلدی کرون روشن چراغ

سبزۂ خط مین نہان ہی وہ عذار آتشین
یا لبی ہین خضر پیغمبر تہ دامن چراغ

چہپ گیا جب بہول تو پہ مین کوئی ای عندلیب
ہم یہ سمجہی ہی حفاظت کو تہ دامن چراغ

۸۱

داغ عشق شعلہ رویان پہونکدیگا ای وزیر
اک نہ اک دن ہو گا قصر تن مین آتش زن چراغ

۱۱

اشتعال آتش غم سی ہین داغ تن چراغ
چار دیوار عناصر مین ہین یارو شن چراغ

دیکہتا ہون ساری عالم کا تماشا آپ مین
جسم فانوس خیالی ہی دل روشن چراغ

تیرہ باطن کو بھی ہوتا ہی فروغ عارضی
چاہ مین رخسار یوسف سی ہوا روشن چراغ

سوز غم سی بیکسی کا دل جلا چالیس دن
ہم غریبون کی لحد پر یون ہوا روشن چراغ

ذرہ افشان کا خم ابرو مین بس کہتا ہی فروغ
طاق کعبہ مین نظر آتا ہی یار روشن چراغ

اژدہا تیہی ہی شعلہ ہی دم آتش فشان
کفچۂ مار سیہ فرقت مین ہی روشن چراغ

گر میان کرتا ہی پروانو سی جب وہ شمع رو
مثل شعلہ رشک سی مرتی ہین روشن چراغ

حلقۂ گیسو سی افشان رخ کی بکہی روز وصل
دنکو ملک شام مین آئی نظر روشن چراغ

تم حجابی پردہ دکہاؤ گی عذار آتشین
پردۂ فانوس مین چھپ جائیگا روشن چراغ

اوس لب شیرین کی تل کا تہا مجہی جانسوز عشق
ہون ہمہ تن بہی بتہی تیل سی روشن چراغ

سوز عشق شمع رو سی جلگیا ہون اِی **وزیر**
اس سی میری عمر مین کرتی ہین سب روشن چراغ

پہولون سی تیری ہجر مین ہی داغدار باغ
طاؤس بن کی نالی کری گا ہزار باغ

ہی داغ و آبلہ سی یہ رشک ہزار باغ
پہولا پہلا ہی زور عناصر کا چار باغ

تیغ دو سر دکہاؤ اگر ابروون کی تم
شاخ دو تا کی صدقی کری ذوالفقار باغ

## ۸۲ ردیف فا ۱۲

دیکہا دب آ کر ہرا گو رغریبان کی طرف
قبلہ وہین پاؤن سرہی کو ہی جانان کی طرف

دونون ہاتہ اپنی نہین بیکار ہی دست جنون
ایک دامن کی طرف ہی اک گریبان کی طرف

قیدی یوسف کو کیا پر تہا زلیخا کو نہ چین
نالی کر آتی تہی وہ جا جا کی زندان کی طرف

ہم بھی لپٹی جاتی ہین دامن سی مثل گرد راہ
ناز سی دیکھا تو ہوتا پھر کی دامان کیطرف

بعد مردن ہی وصیت بس یہی ای دوستو
قبر مین منہ پھیر دنیا کوی جانان کی طرف

آئیو دامن اوٹھائی مدفن عشاق پر
ہاتھ لیجائی نہ کوئی تیری دامان کیطرف

میری جانب یون وہ کرتا ہی حقارت سی نگاہ
کوی ہندو جسطرح دیکھی مسلمان کیطرف

سبزۂ بیگانہ مین پاتی ہین کچہ اپنا سا حال
آنکھ لگتی ہین جو ای بلبل گلستان کیطرف

دیکھنا تاثیر گریہ کر دیا لبریز آب
روکی جب دیکھا کسی چاہ زنخدان کیطرف

ہی اگر منظور لطف برق و باران دیکھنا
دیکھ ہی ہنس ہنس کی میری چشم گریان کیطرف

غمزدہ جیسی کنوین مین گر نیکا رکھتا ہو غم
دیکھتا ہون یون مین اوس چاہ زنخدان کیطرف

ہو کی غافل اس ادب سی ہم نہ سوئی ای وزیر
پاؤن ہو جائین نہ اپنی کوی جانان کیطرف

## ۸۳ ردیف قاف ۲۶

خدا نما ہی بت سنگ آستانۂ عشق
چلو نگا پای نگہ بن کی سوی خانۂ عشق

نہ کم ہون سکۂ داغ دل یگانۂ عشق
بھرا پُرا رہی یا رب سدا خزانۂ عشق

جبین قیس بنی سنگ آستانۂ عشق
جنون ہی خیمۂ لیلی سیاہ خانۂ عشق

مدام دل مین رہی داغ الفت ساقی
نہ بیچراغ ہو یا رب شرابخانۂ عشق

یہ محفل طرب حسن ہی نہین مقتل
صدا اگلو ہی بریدہ کی ہی ترانۂ عشق

یہ کہکی پھرتی ہی دن رات آسیای فلک
ملی تو خرمن منہ دی کی لون مین دانۂ عشق

ہی آفتاب پیالہ فرشتہ خو ساقی
خم فلک ہی سبو ہی شرابخانۂ عشق

بس ایک ہاتہ بدن دو ہو گئی ہین نہ بین پہ گرا
قضا جو آہی ادا ہو گیا دوگانۂ عشق

ہر ایک گام پہ دل پیستا ہی ابلق چشم
مگر ہی سرمی کا دنبالہ تازیانۂ عشق

جلایا طور کو اکدم مین صاعقہ بنکر
شرر فشان جو ہوا سنگ آستانۂ عشق

ہو خانۂ صندوق دل نہ کسطرح پر نور
کہ آپ ہی گہر شبچراغ دانۂ عشق

بتو خدانی کہا فی السماء رزقکم آپ
ملا ہی مجکو یہ ہفت آسیا سی دانۂ عشق

یہ سچ مثل ہی بتو بسکا ہی خدا رزاق
نصیب طائر دل ہی ازل ہی سی دانۂ عشق

جو خال ہنکی خط رخ مین دل ہی میرا
کہون مین خرمن مہ مین ملا یہ دانۂ عشق

صدا ہی ماتم دل سنکی خوش وہ ہوتی ہین
نوای سینہ زنی ہی کہ شادیانۂ عشق

جو شوق دید ہی ہو سی کیطرح ایکتہ سن
کہ لن ترانی محبوب ہے ترانۂ عشق

نقاب ودہر وہ اوٹہائین ادہر مین آہ کرون
سمند حسن پہ پڑجا ہی تازیانۂ عشق

جو تولیی اسی کونین کی ترازو مین
گران ہو وزن مین نہ آسیا سی دانۂ عشق

فروغ بزم تصور ہی یاد پستان کی
حباب حسن بنی ہین چراغ خانۂ عشق

خیال گوہر دندان مین ہم جو روتی ہین
سرشک دیدۂ تر ہے دریگانۂ عشق

ہی میری دل کیطرح اس ستی پریشان حال
ملا ہی زلف کو حسن سیاہ خانۂ عشق

چڑہا جو دار پہ عاشق کا سر ہوا سرِ دار
جدا ہی خانۂ عالم سی کارخانۂ عشق

خدا کا گھر ہو جو ٹوٹی جہاد نفس سی دل
خراب ہو تو بنی لامکان یہ خانۂ عشق

کسیکی ابروِ پرخم کا دہیان رہتا ہی
ہمارا کعبۂ دل ہی سیاہ خانۂ عشق

وہ دل لگا کی سنین داستان کیصورت
بیان کیجیی اس حسن سی فسانہ عشق

وزیر تخم محبت کو دل مین بو اپنے
زمین وہ شور ہی جسمین اوگی نہ دانہ عشق

## ۸۴ ردیف کاف عربی ۱۰

پیش عاشق چشم گریان و لب خندان ہی ایک
جل گیا جو نخل اوسکو برق و باران ہی ایک

دیکھنی دیتا نہین اوسکو حجاب عشق ہای
ہون مین وہ محروم جسکو وصل و ہجران ہی ایک

ناتوانی سی تری بیمار کے رخسار پر
سیلی دست ستم اور سایہ مژگان ہی ایک

پیرہن مین یون بدن ہے جسطرح سی تن مین روح
چشم بد دور اب لطافت مین وہ جسم و جان ہی ایک

ماہ سی تشبیہ پھر تجکو نکیو نکر دیجیے
چاندنی اور سایہ تیرا ای مہ تابان ہی ایک

آپ سی بہتر کی آگی خود نمائی ہی زبون
روبرو ہی مہر ماہ و ابر بی باران ہی ایک

چاہیی ہنسکر چھڑکنا ای لب جانان نمک
آتش غم سی کباب و یہ دل سوزان ہی ایک

عاشقونکی آگی مشرک ای بت یکتا ہو نہین
گر کہو نمین حسن مین تو اور مہ کنعان ہی ایک

سیکڑون طوطی زبان ہین یان اسیر دام غم
خانہ صیاد اور یہ گنبد گردان ہی ایک

ایک ہی یہ نور ہی دل مین ہر اک کی جلوہ گر
شیشے ہین لاکھون پری سب مین ولے پنہان ہی ایک

## ولہ

گذر افلاک کی پار گیا لا مکان تلک
اوتیر آہ بی ادبی اب کہان تلک

## ۸۵ ردیف کاف فارسی ۱۳

ظاہر تری گلی سی ہی رنگین سخن کا رنگ
کیا صاف پیرہن سی عیان ہے بدن کا رنگ

میلا ہوا نگاہ سی تیری بدن کا رنگ
ایسا لطیف کب ہی گل و یاسمن کا رنگ

کون آفتاب چہرہ ہی محفل مین جلوہ گر
کافور ہو گیا ہی جو شمع لگن کا رنگ

آسیب سی نگاہ کی اللہ ری نازکی
نیلوفری ہی اوس صنم گلبدن کا رنگ

ہوتا ہی یہ سفید کبھی زرد ضعف سی
لاتا ہی رنگ روز ہماری بدن کا رنگ

جلتا ہون بعد مرگ جو خورشید کیطرح
کیا ہی ہر ایک تار کفن مین کرن کا رنگ

پوشیدہ آفتاب نہ دای شفق مین ہی
یا ہی حجاب تن یہ تری پیرہن کا رنگ

ہوئی حنائی رکھی برہنہ جو کوی پاؤن
فصل بہار مین ہی یہ خاک چمن کا رنگ

کن حسرتون سی دیکھتی ہین ہم سہیل کو
آتا ہی یاد جبکہ کسیکے ذقن کا رنگ

ای گل جو اوسکی قبر پہ ہی شور بلبلان
گلگون تری شہید کی کیا ہی کفن کا رنگ

چھری پہ تیری آنکھین تری کیون نہون سیاہ
ہوتا ہی آفتاب سی کالا ہرن کا رنگ

او ترا نہ زہر افعی گیسوی عنبرین
نیلا ہی گور مین جو مری خاک تن کا رنگ

عنقا کا رنگ کیا مین بتاؤن بہلا فریر
وہ شوخ پوچھتا ہی جو اپنی دہن کا رنگ

دیکھ بی بادہ کیا ہے اپنا رنگ
رحم اے آسمان مینا رنگ

زرد دکھلا رہا ہی کیا کیا رنگ
واہ وا اے جہان زنگار رنگ

ہو گئی ضعف سی سبک ایسی
لی اوڑا ہمکو بہی ہمارا رنگ

ردیف لام

کیونکر نہ جھڑین منہ سی تری وقت سخن پھول
مستانہ بہار آئی ہی لا مشفق من پھول
نظروں سی گرین وہ تو آنکھوں سی اوٹھائین
پڑتی ہی تری چشم سیہ باغ مین گل پر
شاخوں سی گلستان مین ہین کیا پاؤن نکالی
آئی جو صبا کوچۂ گیسو سے چمن مین
پر تو ہی گل رخ کی ہوا روغن گل تیل
کیا پڑ گئی تھی آنکھ کسی گل پہ تمہاری
دیکھا ہی جو بلبل نی تری نقش قدم کو
پھٹتے ہی نہیں زخم کو کھون پھولونکی ڈالی
جسطرح کنوین مین کوی گر بیٹھکا کری عزم
سودی نی تری زلف کی کس پیچ مین ڈالا
آہو اگر آنکھین ہین تو کیون کہتی ہو نرگس
آتی ہی جنون خیز دلا فصل بہاری
گرتی جو تری برق نگہ خرمن گل پر
پڑ جاوی تری روی مخطط کا اگر عکس
ای حب وطن کہتی ہین غربت مین یہ رو کر

چپ رہنی مین غنچہ تھی تو ہنسنی مین دہن پھول
ساقی ہین گلابی کی طرح توبہ شکن پھول
کیا ضعف سی مثل گل بازی ہی ہین پھول
توڑی گا مگر آنکھ کی ڈھیلی سی ہرن پھول
چلدین نہ کہین کود کی دیوار چمن پھول
بنجائین ابھی نافۂ آہوی ختن پھول
جھڑتی ہین چراغوں سی اجی سینکڑون من پھول
کیون سونگھتی ہین باغ مین آ آ کی ہرن پھول
نظروں سی گری جاتی ہین ای رشک چمن پھول
گل عارض گلگون ہی دہن پھول ذقن پھول
یون دیکھتی ہین یار سو چاہ ذقن پھول
دہاگی سی جھٹی تو ہوی مشتاق سخن پھول
کیا سحر سی بنجاتی ہین ای جان ہرن پھول
اب دشت مین شاخوں سی نکالینگے ہرن پھول
جلتے دل بلبل کیطرح سینکڑون من پھول
پیدا اگر ہین مثل گل خورشید کرن پھول
نظروں مین ہین خار چمنستان وطن پھول

کیا ہم رسن چاہ گلستان سی بندہی تہی
جب فصل بہار آئی ہوئی خم رسن پہول

بوٹا سا ہی قد یار کا نخل چمن حسن
بنتی ہین اگر برگ تو ہین پہول کرن پہول

ہوتی ہین خجالت سی سفید آپ کی آگی
چاندی کی ہوی جاتی ہین سونی کی کرن پہول

کیا دیکہون بہار شفق شام غریبان
یہ غنچۂ دل ہوگا نہ بی صبح وطن پہول

برسون گل خورشید و گل ماہ کو دیکہا
تازہ کوی کہلای ہمین چرخ کہن پہول

بلبل کی لبہانی کو نیا راگ ہین لائی
لو راگ کلی گانی لگی بنکی دہن پہول

کوچی مین رگ گل کی کہ شوق سی گلگشت
بالیدہ ہین ایسی کہ فضا مین ہین چمن پہول

چوتہی کو سوم سمجہین اگر پہول انہین یاد آئین
مرجائین مگر یہ نہین تہ دولہا نہ دلہن پہول

پیاری ہو سبک وزن مین قیمت مین گران ہو
نظرو نمین تمہین تول لیا ہی بدن پہول

ہین صبح شہادت کی گریبان کیطرح چاک
کیا مانگ کی لائی ہین شہیدونکی کفن پہول

ارباب تعلق کا تعلق نہین جاتا
مرنی پہ بہی درکار ہی کافور کفن پہول

۸۷ — ۱۷

گلریز ہی کیا کلک وزیر اب دم تحریر
پیدا تو کری ایسی بہلا شاخ سمن پہول

نہ کیا ذبح گیا چہوڑ کی بسمل قاتل
دہن زخم پکارا کیی قاتل قاتل

کیون نہ انگشت شہادت سی ہون بسمل قاتل
تیر دستی ہین نہین تیری انامل قاتل

دست نازک کی نزاکت جو سپر نی دیکہی
ایسی سمٹی کہ ہتیلی کا بنی تل قاتل

جی مین آتا ہی تری تیغ کو دلمین رکہ لون
ایسی لیلی کو بہی چاہئی محمل قاتل

جان دین کیون نہ مرین عاشق جانباز اسپے — تیغ خون ریز پری جو شمائل قاتل

ضعف ہی چلتے تینگے کیا خونکی چھینٹین اوڑ کر — آستین کا ہی تری گوشہ انہین منزل قاتل

پاؤن رکھا جو حنائی تو یہ ٹہوکی گا لہو — دامن زخم بنی گا لب ساحل قاتل

پہیر دی گردن عشاق پہ مقتل مین چہری — رقص بسمل ہی کی قابل ہی یہ محفل قاتل

تونی زلف عرق آلودہ دکھائی جو مجھے — مار آبی نظر آنے یہ سلاسل قاتل

جای کوچی مین رگ گل ہی کے پہینکو کسی سمت — نادکون مین ہون جو پرہای عنادل قاتل

اثر ظلم سے تیار ہو شمشیر گلے — خاک ہو جای ستمگر تو بنی گل قاتل

دانت پر تونی لگائی نہین تیغ پر آب — آب مین گھول دیا زہر ہلاہل قاتل

پی گیا مین دہن زخم سے پانی ایسا — ہی زبان تیغ کی مثل لب ساحل قاتل

کیا تری تیغ نی جوہر کا چمن دکھلایا — آشیانون سے نکل آئی عنادل قاتل

سخت جان ہون مری گردن پہ چہری پہیر کر — تیز کرنی کی لیے خوب ہی یہ سل قاتل

نیک ساعت سے چلی تہی یہ تری تیغ دو دم — سر تلک آئی مری پونہچی سر منزل قاتل

۸۸

بعد مردن بہی رہی شوق شہادت ہی وزیر
دہن زخم سے ہم کہتی ہین قاتل قاتل

۱۶

دل ترا قتل پہ کیونکر ہو مائل قاتل — آب شمشیر عناصر مین ہی داخل قاتل

ہی بہت سہل شہیدان وفا سے ملنا — خون لگا لی تو شہیدون مین ہو داخل قاتل

عید قربان ہی یہی دن تو ہی قربانی کا — آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل

ہون جو شاعر دل گم گشتہ کا یون حال کہا / پڑہ دیا آگئی تری مصرع بیدل قاتل

ضد یہ عاشق سی ہی گلزار مین بہو پونکی عوض / توڑی گا غنچہ منقار عنادل قاتل

دل مین ہی عشق ترا یاد تری غم تیرا / رہزنون سی ہوی آباد یہ منزل قاتل

رقص بسمل پہ پہڑک جاتا ہی تلوار کا دم / ڈہال سی آتی ہی آواز جلا جل قاتل

کسی کروٹ کسی پہلو نہین دیتا مجھی چین / دشمن جان ہی تری طرح جگر دل قاتل

جوہر تیغ کی زنجیر جو تو پہنا دی / بیڑیان پاؤن کی کاٹی یہ سلاسل قاتل

کہینچے تلوار تو ہو جای دو چندان جوبن / تیغ خم گشتہ ہلالی مہ کامل قاتل

سر سی سینی مین اوتر آہی جگر سی دل مین / تیری تلوار کری قطع منازل قاتل

پاؤن گر خانۂ زنجیر سے باہر رکہون / رگ پا بنکی لپٹ جای سلاسل قاتل

کب پہڑکتا تہا ترا دست حنائی ایسا / طائر رنگ حنا ہو گیا بسمل قاتل

چار آئینہ عناصر کا اوتار دون پہینکون / زخم کہانا مجھی ہو جای گا مشکل قاتل

یہ پیالہ ہی بنا گردش بکروجی سے / دم شمشیر سی اوڑ جای مراد دل قاتل

٨٩

زار ایسا غم بیتابی دل سی ہی وزیر / بنگیا ہے نگہ دیدۂ بسمل قاتل

١٧

نالان فراق دل مین ہی ماتم سرای دل / سینی سی آرہی ہی صدا ہای ہای دل

ایسا کیا ہی تذکرۂ نا نہاسے دل / آنی لگی زبان سی ہماری صدای دل

حاضر ہی لیجیے یہ اگر کام آی دل / کچھ اور پاس ہم نہین یہ کہتی سوای دل

مقصد برآیی ہیانسی لی تیغ یار فی
اوترا غلاف کعبہ حاجت روای دل

آتی ہی اونکی کوچہ گیسو سے یہ صدا
آؤ مسافرو کہ یہان ہی سرای دل

جز یاد دوست غیر کا خطرہ نہ آسکا
وسعت نثار تجہ پہ ہوا ہی تنگنای دل

بو ہو کی تنگ مین کیا دن بلبل سما گیا
توڑا کسینے پہول تو آئی صدای دل

جانا پری رخون مین بلا کا ہی سامنا
قاصد ٹہہر کہ ساتہ کرون مین دعای دل

مانند ریگ شیشۂ ساعت عیان ہو صاف
آئی غبار اگر نہ چہپائی صفای دل

دنیا کو چہوڑ دی سگ دنیا کیواسطی
یہ استخوان پسند کری کب ہمای دل

بنکر پیالہ ہو لب ہیگون سی آشنا
ساقی بلا کی خاک مین دیکہی صفای دل

چکر مین ایک آہ سی ہی گرد باد جسم
اللہ ری زور شور تری ای ہوای دل

رہتی ہین گرد اونکی ہوادار کی رقیب
اب شمع زندگی کو بجہا دی ہوای دل

ای جان جسکو نقطۂ موہوم کہتی ہین
تیرا دہان تنگ ہی یا تنگنای دل

مین سبز بخت دل کی تڑپنی سی مرگیا
چہاتی پہ مونگ دلنی لگی آسیای دل

کاہیدہ ہو ریاضت باطن سی جسم اگر
لیجای سوی خلد اوڑا کر ہوای دل

۹۰

عزلت پسند کیون نہو صائب صفت وزیر
باخلق آشنا نشود آشنای دل

۲۱

ہی عرش آستانۂ دولتسرای دل
اللہ ری رتبۂ حرم کبریای دل

بہنتا ہی کیا کباب کی مانند ہای دل
خونبار ہی جو نالۂ درد آشنای دل

پہلو مین میری دیکھی جو پیکان بجای دل
میری طرح کہی لب سوفار ہای دل

ہر عضو تن کو درد محبت بنای دل
وہ نی ہون بند بند سی آئی صدای دل

ای حور اپنا جذب جو تجھکو دکھای دل
جنت سی چار باغ عناصر مین لای دل

پاہی نگاہ یار پھسلتا ہے بار بار
پیدا کری نہ گرد کدورت صفای دل

دکھلا رہی ہی شعلۂ آواز برق طور
گیا لن ترانیون پہ ہی بانگ درای دل

جو بن ہی آج کر لو جگہ دل مین کہتی ہین
کل ڈہونڈتی پہرو گی کدہر ہی سرای دل

کیونکر کہون نہ قبلۂ حاجت روا اوسی
کعبی کا ہو غلاف جو اوتری قبای دل

یہ سات آسمان جو دن رات پھرتے ہین
ہین گرد باد وادی بی انتہای دل

جانا ہی سہل کوچۂ گیسوی یار مین
دست دعای عاشق مضطر ہی پای دل

اک تار آستین ہین یہ نہ اطلس سپہر
دامان حشر سایۂ جیب قبای دل

گلشن مین یہ ہوا دل بلبل کی بندہ گئی
آتی شکست رنگ چمن سی صدای دل

ساقی یہ جام آپ چلی سوی میکدہ
دست سبو کیطرح سی پیدا ہو پای دل

بہنی لگی ہین چشم دل مضطرب سی اشک
دانی او گل رہی ہی مری آسیای دل

بیٹھا ہون سی رات پھرا جو ادہر ادہر
داغ درون سینہ ہی نقش پای دل

آنکھین لہو بہائین جو ساغر سی جی گری
شیشہ جو گر پڑی تو مرا ٹوٹ جای دل

کشتی کو میری تیغ کی لائی ہی گھاٹ پر
ای دوستو ہی یاد مخالف ہوای دل

بیبسی اب اسقدر نہ رہی گرد استخوان
گردش فلک کی سیکہ گئی آسیای دل

| | |
|---|---|
| کہتی ہین لامکان جسی ہی فنای ذات | دونون جہان ہین حلقۂ زلف دوتای دل |

راحت گئی اگر تو کیا تجہ نے گذر
خالی رہی **وزیر** نہ مہمانسرای دل

| | |
|---|---|
| جسکا کہٹکا تہا وہی آیا ہی غارتگر گل | ہوگی غش گرنی لگی خاک پہ گل بر سر گل |

٩١ **ردیف نون** ٢١

| | |
|---|---|
| ای ہنو شیفتۂ کاکل پیچان ہون مین | آج سر حلقۂ زنار پرستان ہون مین |
| مین جو کافر ہوا تو ضد سی مسلمان ہوا | اب تو کافر ہو تو پہر ضد سی مسلمان ہونمین |
| جلد یارب کہین پہر جای گلی پر خنجر | دیر سی منتظر جنبش مژگان ہونمین |
| کیا محبت ہی جو چہیڑی وہی صدمہ ہو مجہی | وان جو ہو زلف مین کنگہی تو پریشان ہونمین |
| دوسری تیسری تلوار کا پانی دینا | ہر گل زخم سی قابل چمنستان ہونمین |
| ناتوانی سی نہ آیا کبہی لب تک نالہ | ای اجل آکہ لب گور سی نالان ہونمین |
| کیا خالق نی قد عاشق و معشوق مین فرق | یار ہی سرو روان سرو چراغان ہونمین |
| کب یہ کہتا ہون کہ گل ہوکی رہون گلشن مین | کاش خار سر دیوار گلستان ہون مین |
| مشکل سوفار جدا لب سی رہی لب یارب | پاؤن تعزیر جدائی مین جو خندان ہونمین |
| شور محشر ہوا بہ نام فغان مین نی کے | باعث برہمی بزم خموشان ہون مین |
| چاہیی تہا ہمی یوسف سی زلیخا کہتے | تو رہا قید سی ہو قابل زندان ہونمین |
| آدمیت تری دیکہی تو پہڑک جائی دم | یہ تمنا ہو پری کو بہی کہ انسان ہون مین |

بس ملا ضبط فغان گرچہ بہت رنج دیئی
کوئی دم شادکن خاطر یاران ہون نہین

اپنی جامی سی ہون باہر دم جوش گریہ
یہ نہو مجھسی کہ منت کش دامان ہو نہین

ہند مین ہوئی نہ برباد مرا مشت غبار
ای خدا خاک در شاہ شہیدان ہو نہین

ای فلک اتنا تو شب وصل کا ہونا معلوم
صبح محشر کی طرح چاک گریبان ہو نہین

استخوان کا مری سوفار بنایا اوس نی
جانی گریہ ہی کہ اسطرح سی خندان ہو نہین

کیا ہی برگشتہ وہ بت مجھسی ہی اللہ اللہ
اتنی تقصیر ہوی ہی کہ مسلمان ہو نہین

کیون ہوا ہو نہین تری ہاتہ سی ٹکڑی ٹکڑی
نہ تو دامن ہون مین قاتل نہ گریبان ہو نہین

کیا اک بات مین تسخیر پریزادون کو
زیب دیتا ہی کہون آج سلیمان ہو نہین

۹۲

میری شاگرد تلک صاحب دیوان ہین وزیر
کیا ہی پروانہ اگر صاحب دیوان ہو نہین

۱۹

وصف اک گل کا کیا کرتے ہین
منہ سی یان پھول جھڑا کرتے ہین

ذبح کرنا تو ہمین اے صیاد
یہ نکہنا کہ رہا کرتے ہین

اپنی گلزار محبت مین صبا
ہوش بلبل کی اوڑا کرتی ہین

کھول دیتا ہے تصور در یار
آنکھ جب بند کیا کرتے ہین

یہ تری عہد مین ہی ظلم کی رسم
نیمچے خون مین نہا کرتی ہین

سن لین کافر جو ہون گوش شنوا
ساری بت حمد خدا کرتے ہین

کبھی ہوتی ہی جو اون سی رنجش
آپ ہم اپنا گلا کرتے ہین

ہو غنچی بوسہ لب دے ڈالو
ہم فقیرانہ صدا کرتے ہین

جنس دل جانچ کی لیتی ہین یہ شوخ
نظرون مین تول لیا کرتے ہین

عاشق اوس سرو کی ہین کیا صوفی
ذکر قمری جو کیا کرتے ہین

قطعہ

کوہی قاتل کا یہ قاصد ہے پتا
نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین

پڑی رہتی ہین خطون کی پرزی
پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین

تیری زلفون سی اوسی کیا نسبت
مشک کہتی ہین خطا کرتے ہین

نامہ بر ہین جو کبوتر اوسکے
چاہ یوسف مین رہا کرتی ہین

مرہم سبز لگاتے ہین جو وہ
میری زخمون کو ہرا کرتے ہین

اوس کا خط دیکھتی ہین جب صیاد
طوطی ہاتہون کی اوڑا کرتی ہین

ہی وہ بازار مرے یوسف کا
مشتری جس مین بکا کرتے ہین

صبح کو ہم عوض آئینہ
منہ ترا دیکہ لیا کرتے ہین

۹۳

کشتہ تیغ تبسم ہون وزیر
دہن زخم ہنسا کرتے ہین

۱۵

ستم ایجاد جفا کرتے ہین
ستم ایجاد کیا کرتے ہین

جو تری کوچی سے آجاتا ہے
پاؤن ہم چوم لیا کرتے ہین

دو زبانون سی سدا مار سیاہ
صفت زلف دوتا کرتے ہین

زلف کو کالی بلا کہتی ہین غیر
ہم بلائین جو لیا کرتے ہین

ایسا ہی ہین وہ گردش چشم — یعنی ہم اوسپہ پسا کرتی ہین
جستجو مین تری او صید فگن — طائر رنگ اوڑا کرتے ہین
صدقی ہوتی کو تری ابرو کے — صورت چشم پہرا کرتے ہین
نقد دل دینے کی لڑائی ہین ہم آنکہ — قصّے یون مول لیا کرتی ہین
سب اونہین کہتی ہین رشک ادریس — تیری کپڑی جو سیا کرتی ہین
کوی زنار پہنتے ہین ہم — بت عبث دہاگی دیا کرتی ہین
اُسنکی بیتین مرمی ہوتا ہی جنون — نکتہ چین تنکے چُنا کرتے ہین
ذکر یوسف جو کرون تو وہ کہے — ایسی ہم مول لیا کرتی ہین
کسی دل سوختہ کو ٹہکرایا — کہتی ہین ہو تلوی جلا کرتی ہین
رشک ہی بات نہ گھائل ہی کری — دہن زخم سیا کرتے ہین

۹۴

دیکہنی پاتے نہ تہی جنکو وزیر
اب وہ آنکھون مین رہا کرتی ہین

۳۲

کسقدر ہی فرق یوسف مین او رپنی یار مین — گہر خریدار اسکی آئین وہ بکی بازار مین
آنکہ اوٹہا کر جسنی دیکہا مجکو وہ نالان ہوا — تار مطرب کا ہوا عالم نگہ کی تار مین
تہی جو یاد زلف و رخ تو خط ہی مین نی لکہین — خط سنبل مین کئی سطرین کئی گلزار مین
سنگ طفلان کہا چکی لیجل سو صحرا جنون — سیکڑون تہر پڑی ہین دامن کہسار مین
عشق گلرویان ہمین بلبل نہین ہی عارضی — ہی خط تقدیر بہی لکہا خط گلزار مین

پاؤن پر تیرے تھہدی گری کر تو گری جاتی کا عوم
خوبرو بیقدر ہو جائین اگر ہون ہر زہ گرد
اوس نے دروازہ کیا تہا بند اگر ای تیر آہ
سلسلہ رکھتا ہی میرا کفر کچہ اسلام سے
یا دمین اک بت کی جب بہنے لگا دریای اشک
ای صنم کیون ہو نہ زاہد کو گمان تسبیح کا
ہاتہ منہ پر رکہکی وہ بت کہل کہلا کر ہنس پڑا
اور قاصد سی نہ خط مجہ دل جلی کا جا سکا
شمع کشتہ جنبش دامن سی روشن ہو گئی
رات تو ہوتی ہی بہاری مردم بیمار کو
جو ہر ون پر اوسکی ہو جاتا ہی موج خون کا گمان
کیا ہی لپٹا ہی دل صد چاک تیری زلف سے
چشم کی گردش مین ہی اب دشت پیمائی کا رنج
کیون نہ ٹانگی فصل گل مین ٹوپین ای وحشت کہانہے
چبہ گیا کانٹا فلک کی راہ نوا سکو نہ جان
غیر کی دل مین بہی اب رہنی لگی ہی یاد دوست
میری گردن مین گریبان طوق قمری بنگیا

گل کرین نالی شکست رنگ سی گلزار مین
پہولی و کوڑیکی ہون جائین اگر بازار مین
سیکڑون وترن بنانی تہی تجہی دیوار مین
ہین کئی تسبیح کی دانی مری زنار مین
موج کا عالم نظر آیا مرے زنار مین
دین ہین سو گرہین جنون نے توڑ کر زنار مین
مل گئی موتی سی دندان موتیا کی ہار مین
نامہ باندہا مین نے بال مرغ آتشخوار مین
کسقدر ای جان گرمی ہی تیری رفتار مین
کیون سبک ہو تمین سیہ بختی سی چشم یار مین
کسقدر ہی آب ای قاتل تری تلوار مین
عشق پیچان بنگئی کنگہی تری گلزار مین
اشک گویا آبلی ہین ہر مژہ کی خار مین
جیب کی تارون سی بخیہ زخم دامندار مین
یہ بہی ساتہ اپنی پہرا تہا وادی پر خار مین
کیون نہ کہاؤن خار مین ہی نکہت گل خار مین
سر جہکایا ہی جو یاد سرو خوش رفتار مین

روی روشن سرخ ہی زلف پیچان ہی سیاہ
آئینہ یہ کہدون فرق جو ہی کافر و دیندار مین

مژدہ ای بلبل کہ آ پونہچا ہی صیاد نہال
پہنچ گئی گلدام ہیچ بو ہی گل گلزار مین

پہرتی ہین مستی مین مکیش گرد پروانکی طرح
ہی خم می شمع روشن خانۂ خمار مین

ہو جو اب تخت سلیمان تختۂ تابوت ہی
سو رہا ہون اک پری کی سایۂ دیوار مین

جس مین ہر پاون کہون وہ زمین شعر ہو
مثل خامہ نقش پا میری طین اشعار مین

یار کی جانب جو دیکہین یہ وصیت ہی صبا
خاک میری ڈال دینا دیدۂ اغیار مین

دیکہ لی گلزار عالم مین ہی کم ظالم کو عیش
پہول کتنی ہین ہیہ مین ایک پہل تلوار مین

گر دیا زندان کو گلشن مین وہ ہون رنگین خیال
آشیان بلبل نی باندہا روزن دیوار مین

اپنی پاؤنکی بہی ہم ای ضعف شرمندہ نہین
جب خود رفتہ ہوی جا پونہچی کوی یار مین

۹۵
وہ پری رو حور سی بہتر کہین ہی ای وزیر
ناز مین انداز مین رفتار مین گفتار مین
۲۹

اوٹہا اوٹہا کی جو پردہ نگاہ کرتی ہین
ہماری دل مین وہ در پردہ راہ کرتی ہین

ثواب جانکی زاہد گناہ کرتی ہین
ہی دل بہی کعبہ ہم اسکو سیاہ کرتی ہین

تو وہ ہی گل کبہو تجہپر نگاہ کرتی ہین
شکست رنگ سی گل واہ واہ کرتی ہین

حسین غسل مین جسدم نگاہ کرتی ہین
ہر ایک داغ کو ماہی کی ماہ کرتی ہین

اگر ہلال کی جانب نگاہ کرتی ہین
تجہی کو یاد ہم ای کج کلاہ کرتی ہین

لگا کی سرمہ وہ جسدم نگاہ کرتی ہین
فلک پہ برق کو ابر سیاہ کرتی ہین

دکھاتا ہی جو ہمین کاٹ تیغ قاتل کا
دہان زخم سی ہم واہ واہ کرتی ہین

بنایا مثل صبا ہمکو ناتوانی نے
گذار باغ سی روزن کی راہ کرتی ہین

نگیون ہو سُرمی پہ گرد سپاہ کا دہوکا
مژہ پہ فوج کا سب اشتباہ کرتی ہین

چمک رہا ہی ستارہ سا کیا یہ ای دربان
نگر وہ روزن در سی نگاہ کرتی ہین

یہ کسکی منہ سی جہڑی پہول باتین کہنی ہین
چمن کا غنچی پہ سب اشتباہ کرتی ہین

نہ آؤ خوش رہو جسجا رہو مری صاحب
ملو دیا نہ ملو ہم نباہ کرتے ہین

لکہی ہی حسن نی فارغخطی یہ خطا نہ سمجہ
جو تل نکلتی ہین مہرین گواہ کرتی ہین

برنگ اشک نہین خوف دوری منزل
کہ ایک گام مین ہم قطع راہ کرتی ہین

دلا دلا کی کسی بت کی یاد کرتی ہین قتل
مدام راہ زنی سنگ راہ کرتی ہین

وہ عندلیب ہین فریاد میری سُن سُنکر
چٹک کی غنچہ گل آہ آہ کرتے ہین

ہماری خون کی گواہی کو جاتی ہین جو وہان
قبول اپنی شہادت گواہ کرتی ہین

جو دیکہی سرو تو ای گل ہوا ابھی ثابت
تری فراق مین گلشن بہی آہ کرتی ہین

مزا فرشتون سی پوچہ آدمی کی چاہنی کا
کنوین مین آج تلک چاہ چاہ کرتی ہین

نہین ہی تجہسی ہمین کچہ بہی ای فلک شکوہ
ستم جو کرتی ہین یہ رشک ماہ کرتی ہین

ذرا سی جرم پہ چہانکی کنوین فرشتون نے
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتی ہین

جنون ہی سینی سی آنکہو نمین آمد آمد دل
مژہ کی خار کو اب فرش راہ کرتی ہین

وہ عندلیب ہین گلشن قفس کو ہم کر دین
کہ پہول جہڑتی ہین جسوقت آہ کرتی ہین

کسی پری کی جدائی مین ہم ان یہ کاہیدہ — کہ لوگ شبہۂ مردم گیاہ کرتے ہین
سیاہ کار وہ ہین مثل خامہ چلتی ہین جب — زمین کو نقش قدم سی سیاہ کرتی ہین
جو کبھی جاتی ہین تہخانی سی کبھی اوٹھکر — تو سنگسار ہمین سنگ راہ کرتی ہین
لکھین سمجھکی گناہون کو کاتب اعمال — بشر تو کیا ہین فرشتی گناہ کرتی ہین
ذرا ہماری وفاؤن پہ بیوفا تو نہ بھول — کہ ہفتہ دوست سی دو دنکی چاہ کرتی ہین

بجای تاج تو رکہ اپنی سر پہ داغ جنون
وزیر آج تجھی بادشاہ کرتے ہین

۹۶ — ۳۷

تماشا دیکھنا ہی وہ اثر اوس چشم جادو مین — دشاری ہی کری گی رقص پتلی چشم آہو مین
اسیرونکی لیی دانی تو ہین زنجیر گیسو مین — اری بیداد گر کچہ آب بھی ہی تیغ ابرو مین
بجا ہی ہتی ہین تھیوری سی بل جو اوسکی ابرو مین — ہی آہو چشم کیونکر بل نہو تین شاخ آہو مین
وضو کرنا ہی مجکو آج آب تیغ براں سی — کرونگا سجدہ ہی ای قاتل تری محراب ابرو مین
تجھی کیا طعن ہی اہدیہ اپنی اپنی قسمت ہے — کوئی سجدہ کری محراب مین اور کوئی ابرو مین
نہ سمجھو ماہ نو مضمون نیا جو ہاتہ آتا ہی — تیھلنے مین کہا کرتا ہون مصرع وصف ابرو مین
الجھنی سی مری تو پیچتاب اتنا نہ کھایا کر — کرون کیا دل مرا الجھا ہوا ہی تیرے گیسو مین
حنائی ہاتہ سی شانہ تجھی پیچ ہی اس مین — کف پہ نگین کے مچھلی پہنس نجائی دام گیسو مین
تجھی جب دیکھتی تہی شانہ مین جہتین ہین کہتی تہی — دل صد چاک سی ہو نیگا شانہ اسکی گیسو مین
گری قلمون پہ جھنبری اور دکھائی شبنم آئینہ — کری کنگھی چمن سی لپکی سنبل تیری گیسو مین

بغل مین یار ہی اور جام مے بہر بہر کے پیتے ہین
ہماری ہاتہ مین ہے آفتاب اور ماہ پہلو مین

مین وہ ہون دشت پیما ذکر میرا اگر کری کوئی
پڑین کانٹی زبانمین آبلی پڑ جائین تالو مین

سمجہ کر دام تڑپی کیون نہ مچہلی میری بازو کے
گئی ہین بال زلف یار کی تعویذ بازو مین

تو وہ خوش چشم ہی طفلی مین تیرا دل لبہانی کو
کیا کرتی تہی اکثر رقص پتلی چشم آہو مین

تسلسل اشک کا ہو جای تسبیح سلیمانی
اگر روؤن مین یاد سرمۂ چشم سیہ پیرو مین

اگر کعبہ بہی تم ہوتی کبہی سجدہ نکرتی ہم
بتو واللہ دل ہوتا جو اپنا اپنی قابو مین

جو خال چشم جانان دیدۂ انصاف سی دیکہی
ندامت کش یہ ہو ٹہہری نہ پتلی چشم آہو مین

صفائی جسقدر رخ مین ہی اتنی پیچ ہین گیسو مین
پہسل کر تیری چہرے سی نگہ پہنسے ہی گیسو مین

جبین والفجر ہی والیل گیسوی معنبر ہی
خط رخ سورۂ یوسف ہی اونکی مصحف رو مین

تلین اعمال جسدم ای خدا ہم بت پرستون کی
برای وزن ہون سنگ صنم اک سو ترازو مین

یہ سمجہا منجم برج میزان مین قمر آیا
جو تل کی واسطی بیٹہا کبہی وہ مہ ترازو مین

مین وہ ہون آبلہ پا روز محشر بہی یہ خواہش ہے
مری اعمال کانٹی مین تلین سبکی ترازو مین

زمین جمع مین نکالون آسمان سمجہین اوسی شاعر
کہین سب ماہ نو مصرع کہون گر وصف ابرو مین

تری پاپوش گلگشت چمن کو ای صنم جائی
کہ تیری نقش کی گل ہین فزون پہولونسی خوشبو مین

چہری ہونگی ہی تلوار تری دست گلگونکی
ہر اک گل سی زیادہ ہین سپر کی پہول خوشبو مین

کہین مکتوب میرا اوس بت مغرور تک پہونچی
خدا کا نام لیکر نامہ باندہا بال یاہو مین

جو ہین خوش چشم انکو نہین کیا احتیاج زیب و زینت ہے
کوئی سرمہ لگاتا ہی بہلا کب چشم آہو مین

دکھاؤن دیدۂ حیران کا اوس خجہ بین کو آئینہ | دل صد چاک سی شانہ کرون اون اوسکی گیسو مین
مری تار کفن نالان رہینگے بعد مرنی کی | کہ بیتابی سہی ہی مضراب کا عالم ہر اک مو مین

۹۷ — ۱۵

وزیر آغوش یان فرقت مین بہی خالی نہین ہی تی
نہین ہی یار اگر تو درد ہی مدت سی پہلو مین

ہاتہ مین سلسلۂ زلف گرہ گیر نہین | زور دیوانہ ہون مین بستۂ زنجیر نہین
فاختہ کی تری دیوانون مین توقیر نہین | طوق گردن مین ہی پر پاؤن مین زنجیر نہین
قتل ہون گا مین تری تیغ سی لکہا ہی | خط تقدیر ہی یہ جوہر شمشیر نہین
دیکہ اَی چشم مری نقش تصور کا اثر | کون سی اشک مین اوس طفل کی تصویر نہین
دہن یار کو دیکہا ہی یہ کس منہ سی کہون | ہی یہ وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہین
ہون وہ دیوانہ کرون مثل گریبان ٹکڑی | صورت فاختہ یان طوق گلوگیر نہین
سیکڑون سلسلۂ زلف مین ہین جسکی مرید | نوجوان ہی وہ ابہی جان جہان پیر نہین
قتل کو شمع صفت مین ہون سراپا گردن | پر وہ کہتا ہی مری تیغ تو گلگیر نہین
گالیان دیکی وہ قائل ہوئی مین چپ جو رہا | خامشے سی کبہی بہتر کوئی تقریر نہین
سامنا کیا کری دل اوس مژۂ و ابرو کا | صاحب فوج نہین صاحب شمشیر نہین
تو جو ہو گرم سخن کیون نہ تکی منہ بلبل | دہن غنچۂ گل قابل تقریر نہین
کونسا طائر مضمون ہی نہین ہی جو ہدف | اپنا ہر مصرع برجستہ کم از تیر نہین
استخوان کا مری جو کا نہ نشانہ اک بار | اَی کماندار ہما ہی یہ ترا تیر نہین

خط عاشق سی جو نفرت تہی نکل آیا خط
کونسا جرم ہی جسکی لبی تعزیر نہین

۹۸

برش تیغ کا کچہ وصف بیان کرتی وزیر
دہن زخم مگر قابل تقریر نہین

۱۴

اسقدر ہم ناتوان وزار ہین
باز وا اپنی پھپھولون کی خار ہین

چاک چاک اپنا گریبان ہو چکا
اندنون دست جنون بیکار ہین

روتی ہین اشکون کی بدلی خون گرم
ابر ہین ہم لیکن آتشبار ہین

جاتی ہین گلشن سی لی او باغبان
ہم اگر تیری نظر مین خار ہین

آستین سی پونچہی کاہی کو اشک
اینتو منہ پر زخم دامندار ہین

دیکہ کر تجکو مگر حیران ہوی
آئینی جو پشت بر دیوار ہین

لی اوڑای وحشت کہ اپنی پاؤن کی
منتظر خار سر دیوار ہین

آنکہین ہین خونخوار تیری ای مسیح
کیا ہی بی پرہیز یہ بیمار ہین

خود بخود اپنا جنازہ ہی روان
ہم یہ کسکی کشتہ رفتار ہین

سایۂ خنجر مین آیا خواب مرگ
واہ کیا طالع مری بیدار ہین

ہم ہین رنجور اپنی اشک و آہ سی
ہی بُری آب و ہوا بیمار ہین

اینتو ہی منہ کا برسنا اپنی ہاتہ
آستینین ابر دریا بار ہین

سرو و شمشاد و صنوبر باغ مین
نقشہ ہای قامت دلدار ہین

۹۹ کون ہی بیزار ان روزون وزیر
ہم جو اپنی زیست سی بیزار ہین ۴۴

خواب مین دست تصور سی کبھی محرم نہین
ای پری عنقا سی کچھ انگیا کی چڑیا کم نہین

بید باغ ایسا ہون بزم می مین بھی خرم نہین
دور ساغر ساقیا دوران سی کم نہین

ہاتھ مین اب اک پری کی کاکل پرخم نہین
وہ سلیمان ہون کہ جسکی قبضی مین خاتم نہین

ہو چکی تم سی مسیحائی دل بیمار کی
دیکھو تو بالی کی مچھلی کو کہ اسمین دم نہین

اوسکی صورت کو سلیمان دیکھکر کہنی لگا
سچ تو یہ ہی آدمی بھی کچھ پری سی کم نہین

کیا کرون گلگشت گلشن بیٹھون فرقت مین مین
خار ہی یہ گل نہین ہی آبلہ شبنم نہین

ہی مری بزم عزا مین وہ مہ تابان شریک
ہالہ مہتاب ہی یہ حلقۂ ماتم نہین

مثل گوہر ہی مہیا آب و دانہ غیب سی
مین قناعت پیشہ ہون منت کش حاتم نہین

اپنی آگی سرفرازی ہی دلا سرگشتگی
گر زمین پھرنی لگی تو آسمان سی کم نہین

تب مزا ہی یار ہر اک زخم پر چھڑکی نمک
لطف کیا ہو پھول آئی ہین قطرہ شبنم نہین

سیل بھی آئی تو آئینہ بنے دیوار کا
گھر مرا معمورہ حیرت ہی مجھی کچھ غم نہین

منعمون نی صرف کی تعمیر مین عمر عزیز
یہ نہ سمجھی خانہ تن کی بنا محکم نہین

گل جو ہنستے ہین تو کیون روتی ہی شبنم باغ مین
گلشن عالم مین گر شادی و غم توام نہین

طور سنگ آستان ہی ہر شرر ہی برق طور
لن ترانی سی صدا زنجیر در کی کم نہین

آب خنجر بھی گوارا ہی پلائے خود جو وہ
یار قاتل ہو تو زہر غم ایدل کم از مرہم نہین

اک پری پیکر کی گردن مین پڑی ہتی ہین ہاتھ
دست خم گشتہ ہین خاتم کب سلیمان ہم نہین

دیدۂ تر سی نہ دیکھون سو ہی آب زندگی
سامنی مجھ خشک لب کی قدر جام جم نہین

راستی سی ہیری کیا کیا لونٹین گھٹتی ہین جلی وو
ورنہ کاٹا وس تیغ مین کم ہی کہ جسمین خم نہین

ہون وہ سرگشتہ کہ میری نام کی تاثیر سی
مُہر مین سنگ فلاخن سی نگین کچہ کم نہین

خشک آنسو ہوگئی گرنی لگی لخت جگر
نکلی ہین جگنو مگر برسات ای ہمدم نہین

ہمکو اس حیرت سرا مین ہی کہ گریان ای فلک
گلشن تصویر کو آتش سی کم شبنم نہین

بوٹی بوٹی ہی پہڑکتی واہ ری شوخی تری
دست نگین کی بہی مچہلی کو قرار اکدم نہین

تیری آنکہون کی تصور کا ہجوم ایسا ہوا
آہوونکو بہی مری صحرا مین جا ئی رم نہین

۶۹ کہاتی کہاتی غم بہی ہوجائی گا راحت ای **وزیر**
سم اگر کہانی کی عادت ہوگئی تو سم نہین ۲۸

ای پری مرنی کا مجہ وحشی کی کسکو غم نہین
حلقۂ ماتم سی زنجیرون کی حلقی کم نہین

یار تہا گہر مین ہی افسوس لیکن ہم نہین
حور تو ہی گلشن فردوس مین آدم نہین

کب ہمیشہ دیو کی قبضی مین انگشتر رہی
حلقۂ گیسو جو دست غیر مین ہی غم نہین

گردش چشم سیہ نی یہ بہلائی چوکڑی
آہوونکو روبرو تیری مجال رم نہین

شور قلقل ساقیا ہی صاف نالہ صور کا
گر یہی ہی بید ماغی دیکہنا پہر ہم نہین

آتش حسن اور بہڑکی منہ پہ جو آیا عرق
منہ چراغ برق کو روغن سی ہرگز کم نہین

بی زبانی سی مین دعوای سلیمانی کرون
مہر خاموشی لب ہرگز کم از خاتم نہین

اوس ہوکی نی چمن مین جا کی کہین ہین گریان
آگیا ہی عارض گل پہ عرق شبنم نہین

دور چلی ساقی لبا لب ہی پہ یہ موج شراب
بزم جم ہی اب ہجر مین کسکو خیال رم نہین

خاک گرد اوسکی رہا کرتی ہی بنکر گرد باد
بعد مردن بھی ہماری بدگمانی کم نہین

دیکھکر تیری گل عارض کو ایسی ہین خجل
پانی پانی ہین گل تر اسی پر ہی شبنم نہین

پرتو افگن ہی جو تیرا خندۂ دندان نما
ہین صدف یہ گل نہین گوہر ہین یہ شبنم نہین

ہون وہ مشتاق شہادت ہوگا پیدا کٹ کی سی
تیغ اگر گلگیر ہی تو شمع سی مین کم نہین

آتی ہی اوس مہروش کی یہ ہوا رنگ چمن
ہی گل تصویر ہر گل نام کو شبنم نہین

چہرہ ہی ملک سلیمان مودہ ہی زیر نگین
اوس پری کا حلقۂ گیسو کم از خاتم نہین

دیکھا اوسر گشتہ نہین کستی ہی تیغ خانہ ساز
فرق اصالت مین ہی جوہر تو افضع خم نہین

جام کو گردش فراق یار مین دشوار ہی
ساقیا یہ جام کی قطری آبلون سی کم نہین

تیغ رہتی ہی گلی پر فرقت دلدار مین
جز دم شمشیر بُرّان اب کوئی ہمدم نہین

دیکھتا ہون جسکو مین دلگیر آتا ہی نظر
گلشن تصویر ہی یہ گلشن عالم نہین

وہ گلابی ہی کٹوری جیب گل جسمین ہی چاک
دیکھکر انگیا کی چڑیا بلبلونمین دم نہین

اہی گلو شادی زیادہ مورد اندوہ ہی
نکلی ہین آنسو بہت ہنستی سی یہ شبنم نہین

تو نہ آیا ہوگئین فرقت مین یان آنکھین سفید
صبح تو ظاہر ہوی پر نیر اعظم نہین

اوسکی گلتنکیی کو رکہ دو سینۂ مجروح پر
مرہم کافور کی بہا ہی سی مجکو کم نہین

کانکی پردی مین آواز اوسکی اکر چھپ گئی
یار سی شرم و حیائی گفتگو بھی کم نہین

کشتۂ تیغ تبسم ہون کہو جراح سے
میری زخمونکی لیی غیر از نمک مرہم نہین

شرم سی ہی پانی پانی روی گلگون دیکھکر
آئینہ بھی روبرو تیری کم از شبنم نہین

| | |
|---|---|
| دونو آنکھونکا تری شاید پڑا ہی سپہ عکس | مغز بادام ای پریرو بی سبب توام نہین |

۱۰۰

بوسہ شمشیر قاتل کی تمنا ہین وزیر
عمر گذری ہی لب زخم جگر باہم نہین

۱۵

| | |
|---|---|
| تیغ وہ آبدار لاتے ہین | دیکھیی پیاس کب بجھاتے ہین |
| پاؤن پڑتی ہی اپنی جب زنجیر | طوق کو ہم گلی لگاتے ہین |
| زخم پر میری کیون نہ چہڑکین نمک | عشق کا وہ مزا چکھاتے ہین |
| زلف پرخم کو کب چہوا ہین نے | آپ کیون پیچ تاب کہاتے ہین |
| شکل آئینہ اون سی صاف ہین ہم | جو ہمین خاک مین ملاتے ہین |
| حشر برپا ہوا خرام نکہ | مردی قبرون سی نکلی آتی ہین |
| ہی کبوتر جو نامہ بر میرا | چٹکیون مین اوسی اوڑاتی ہین |
| عشق چاہ ذقن کیا تو ہی دل | دیکہنا کیا کنوین جہنکاتی ہین |
| خنجر آبدار سے قاتل | میری دل کی لگی بجہاتی ہین |
| ہم خریدار تو ہین مژگان کے | کیون وہ خنجر گلی لگاتی ہین |
| گل زخم اب بچین گی تیر سی کب | بلبلون کی وہ پر لگاتے ہین |
| وعدہ دیدار کا کیا ہے اگر | لن ترانے کسی سناتی ہین |
| تو بہی دکہلا دہی کعبہ ابرو | ہم بہی دست دعا اوٹہاتی ہین |
| جو کبوتر گیا ہوا وہ گلے | اوس پہ گل نامہ بر بہی کہاتی ہین |

خط میں لکھتے ہین شوق دید قریب
آج ہم قسمت آزماتے ہین

قوت بازو ہوی ہین ای سیمبر اونگلیان
بار گذرین دلکی جب رکھدین جگر پر اونگلیان
کیا ہی نشو و رون پر چڑہی ہین ای ستمگر اونگلیان
گر تواضع غم جو ہو پست و بلند دہر کا
ہون بلائین ہین تو وہ گل کہلا کر ہنس پڑے
او جوانی آمد پیری کی ہیبت دیکھنا
ہاتہہ مین لیجا تن لاغر مرا نامی کی ساتہ
دل بی مستی می چٹکتی ہی پسینی کی طرح
دست وحشت نی کیا نکڑی گریبان قرار
ہوگا صحبت کا اثر دزد حنا سی ربط ہی
جام خالی پر رکہا کیون دست گلگون ساقیا
طوق قمری کا گمان ہوتا ہی چہلون پر ترے
رکھدی کیا پاؤن گستاخی سی دست سرخ پر
واہ یا استاد کیا لکہا مخمس آپ نی
کم کسی سمجھین تری دست حنائی کی شہید

طائر رنگ حنا کو بنگئین پر اونگلیان
تیر دستی بنگئی ہین ای ستمگر اونگلیان
پہیرتی ہین پنجہ خورشید محشر اونگلیان
جب ملین جہک کر ہوین پانچون برابر اونگلیان
گل کہلائین صورت غنچہ چٹک کر اونگلیان
کانپتی ہین کسقدر رعشی سی تہر تہر اونگلیان
ڈر ہی ای قاصد کہ چہہ ہوتی ہین اکثر اونگلیان
گردن مینا سی ای ساقی ہین بہتر اونگلیان
جہانکنی مین کسکی تہین پردی سے باہر اونگلیان
دل چرا لیجائینگے اب جو رنگکر اونگلیان
کیا گلابی کیطرح بہر دینگی ساغر اونگلیان
کیا ہین ای شمشاد قد شاخ صنوبر اونگلیان
لال اسدرجہ کہان تہین ای کبوتر اونگلیان
دست و پا مین پانچ پانچ اک جا بنا کر اونگلیان
سب مین انگشت شہادت کی برابر اونگلیان

ہو نہ ذوق میکشی یا ساقی کوثر اوسی
شیشے نازک ہین بہت نہ ایدکی تہپر او انگلیان

آئینہ عارض نہین یوسف ہی کہلائین نہ آپ
کاٹ ڈالینگے ابہی حضرت سکندر او انگلیان

خط نہین اوپر قیامت کا ہی کچہ تحریر حال
پاس نہ کہتی ہین بیاض صبح محشر او انگلیان

کوف پہاڑی گا گریبان آئی گر فصل بہار
تل ہتیلی کی نہین ای ضعف گہلکر او انگلیان

مشورت کچہ قاتلو تمین ہی ہماری قتل کے
بیطرح اوٹہنی لگین ہین جانب سر او انگلیان

ہر رگ تار گریبان سی ہوا جاری لہو
کرتی ہین ای دست وحشت کار نشتر او انگلیان

چل رہی ہین پاؤن کی پہوری اجی ہنگام رقص
کرتی ہین خونریزیان ہر نہ ہر قدم پر او انگلیان

ایک ہم تو کہتی ہین یہ سبکی سب مشتاق قتل
ہاتہ بازو پاؤن سینہ دل جگر سر او انگلیان

اپنی یوسف کو مری یوسف سی تو نسبت نہ دے
ای زلیخا اسپہ سر کٹتی ہین وہ سچ او انگلیان

۱۰۳
شعر یہ لکہی ہین وصف ساقی کوثر مین آج
ای وزیر اب تو ہین موج آب کوثر او انگلیان
۱۰

بہری ہی تونی جو ساقی شراب شیشی مین
پری اوتاری ہی اپنی حساب شیشی مین

نہین نمود یہ دُردِ شراب شیشی مین
ہوا ہی صرف کسوف آفتاب شیشی مین

ہی پاس ساقی مہوش شراب شیشی مین
بغل مین ماہ ہی اور آفتاب شیشی مین

سوای شیش محل وہ کہین نہین سوتا
پری کی طرح سی کرتا ہی خواب شیشی مین

غروب چار پہر آفتاب رہتا ہے
نہان ہی آٹہ پہر کیون شراب شیشی مین

گر آدمی ہی تو ہو زیر آسمان غافل
پری کی طرح نہو مست خواب شیشی مین

کسیلکے آتی ہی ساقی کی یہ حواس گئی … شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشی مین
مرون تو شیشہ ساعت مین میری خاک بہرے … فلک دکہای مجہی انقلاب شیشی مین
وہ مست ہین کہ دم مرگ بہی دعا ہی یہی … ہماری روح پہ ہوئی عذاب شیشی مین
سوای روز مری میکدی مین رات کہان … فلک کی طرح سی ہی آفتاب شیشی مین

۱۰۴ ولہ ۹

میری نالونسی تہ و بالا ہوی اکثر زمین … زیر پا آیا فلک اور بار رہا سر زیر زمین
ہی دیار ماہ رو کا بس یہی قاصد نشان … آسمان تجکو نظر آئیگی وا انکی سبز زمین
کس طرف جاؤن کہ ہو ان دو بلاؤنسی نجات … آسمان گہر گہر یہی ہی اور یہی گہر گہر زمین
باری باری یہ مجہی پیسین بر رنگ آسیا … آسمان دن بہر ہی گردش مین تو شب بہر زمین
مثل خورشید آسمان جلتا ہی آہ گرم سی … کانپتی ہی ٹہنڈی سانسونسی مری تہر تہر زمین
جس جگہ ہین دفن قاتل تیری مژگانکی شہید … وان عوض سبزی کی پیدا کرتی ہی نشتر زمین
سیکڑون اس مین گئی محبوب جامی رشک مہے … رکہتی ہی آغوش مین کیا کیا پری پیکر زمین
آتش فرقت سی عالم کورہ آتش ہوا … آسمان ہی دود ہم اخگر ہین اور مجمر زمین
عشق خال یار نی ایسا کیا زار و نحیف … بیٹہہ رہنی کو مری کافی ہی اب تل بہر زمین

۱۰۵ ولہ ۸

مین سراپا مظہر اسم خدا واللہ ہون … ہمصفیر و اس چمن مین مرغ بسم اللہ ہون
کس طرف جاؤن دکہا دو یا محمد راہ حق … یان ہر اک گمراہ کہتا ہی مین خضر راہ ہون

اے مسیحا تیری زلفوں کی درازی دیکھکر — کہتی ہے عمر خضر میں گیسو کوتاہ ہوں
آسمان پر بھی سیہ بختی میں ہے میرا داغ — خال روی مہر ہوں داغ جبین ماہ ہوں
کہہ رہی ہے آسمان سے یار کی گھر کی زمین — طور ہوں صحرا ہے ایمن ہوں تجلی گاہ ہوں
بیٹھنا کیسا ادھر آیا ادھر راہی ہوا — دن جو ہوں تو مختصر ہوں شب جو ہوں کوتاہ ہوں
اللہ اللہ کیا ہے اوسکی پاؤں کی ٹھوکر کا لطف — ہے ہر اک بت کی تمنا کاش سنگ راہ ہوں

۱۰۶ — ۷

روز محشر سے وزیر افزوں ہے اس کا فرکا طول
اب بھی کہتی ہے شب فرقت بہت کوتاہ ہوں

گوہر اشک سے لبریز ہے سارا دامن — آج کل دامن دولت ہے ہمارا دامن
اے جنوں باد بہاری سے نہیں جنبش میں — کچھ گریباں سے کرتا ہے اشارا دامن
وصل کی رات ہے بگڑو نہ برا بر تو رہے — پھٹ گیا میرا گریباں تمہارا دامن
جامہ چین فی نہیں یہ پھول چنے نرگس کے — سیکڑوں آنکھوں سے کرتا ہے نظارا دامن
بہت اے دست جنوں تنگ نظر آتا ہے — باندھ دے دامن صحرا سے ہمارا دامن
خوب پہنچا دیا اے دست جنوں ہاتھوں ہاتھ — مل گیا آج گریباں سے سارا دامن
آمد آمد مری اشکوں کی مگر سن لی ہے — جھاڑ کر گرد جبہ صحرا نے سنوارا دامن

۱۰۷ — ۹

ولہ

مثل اشک آے وزدل ہوگا نثار آستین — تیر دستی ہے ترا ہر ایک تار آستین
اے صبا پہنچا دے ہاتھوں ہاتھ دست یار تک — خاک دامنگیر میری ہو غبار آستین

ہاتہ میرا ای گل تر سو کہکر کانٹا ہوا — ہی تری دامن سی بڑہجانی نہی خار آستین

ضعف نی ایسا گہلایا فاصلہ جاتا رہا — خار دامنگیر انروزون ہی خار آستین

دو نوا پنی کام مین ایجان جان مصروف ہین — روح دامن کی تصدق دل نثار آستین

دوش پر رکہا او لٹکر گسنی دامان قبا — ہوگیتی دامن کی کلیو نسی بہار آستین

تہمگئے آنکہونمین آنسو آتی ہی بل بے دماغ — دیکہتا کیا کر رہی ہین انتظار آستین

اونکی زلفون کیطرح ہر عضو دشمن ہوگیا — بنگیا ہی آستین مین ہاتہ مار آستین

١٠٨ — دامن گلزار ہاتہ آیا ہی اپنی ای وزیر
اشک گلگون سی ہی انروزون بہار آستین — ١٦

جو خاص بندی ہین وہ بندۂ عوام نہین — ہزار بار جو یوسف بکی غلام نہین

بہلا ہو کیا دل زاہد مین سوز الفت حق — کبہی جلانی کی قابل چراغ خام نہین

کہلا ہی چشم سخن گوسی خامشی کا ہمین — دہن کی ہونی نہونی مین کچہ کلام نہین

تو آفتاب ہی زلف سیہ نہین تو نہو — چراغ روز کو کچہ احتیاج شام نہین

عزیز عاشق گمنام کا ہی دل اوسکو — نگین وہ ہاتہ مین رکہتا ہی جسمین نام نہین

بس ایک ہاتہ مین دو ہو گی پڑہ دوگانۂ عشق — جو بی نماز ہی وہ قابل سلام نہین

یہ سر جہکانا یہ منہ پہیرنا ہی مانع دید — مری نماز مین سجدہ نہین سلام نہین

وہ مجہ پہ مرنی لگی جو ہی میری درپی قتل — الٓہی اسکی سوا اور انتقام نہین

فراق یار مین دست سبو اوڑاتی ہین خاک — یہ گردباد ہی گردش مین اپنا جام نہین

نہ ہنس رولائیگا تجھکو خندۂ عیش
مے نشاط تو اس بزم میں مدام نہیں

پہنسے نہ قید تعلق میں جو کہ ہی آزاد
چمن میں طائر نکہت اسیر دام نہیں

وہ دل ہو چاک نہیں عشق کا نشان جسمیں
نگین وہ ٹوٹی محبت کا جسمیں نام نہیں

رہیگا ہجر کا دن کب کٹی اگر شب وصل
مدام روز قیامت کو بھی قیام نہیں

بنی جو بال کا پھندا تمہاری تیغ کا بال
تو مرغ جان کی لیے بہتر اس سے دام نہیں

مے دو آتشۂ کفر و دین سے خلق ہی مست
مگر شراب یہ ہم مشرب و حرام نہیں

۱۰۹
پکارا اپنا گدا کہکی مجھکو اے شہ حسن
فقیر ہوں تیری درکا وزیر نام نہیں
۱۸

عذار یار یہ زلف سیاہ فام نہیں
مگر یہ حشر کا دن ہی کہ جسکی شام نہیں

فراق یار میں دونوں سے ہمکو کام نہیں
ہوس سحر کی نہیں آرزوی شام نہیں

ولای کعبۂ ابرو سے منہ کو کیا پھیرون
نماز ختم نہو جب تلک سلام نہیں

یہ سیرت آپکی مثل پری سے ہی قدسی
مگر یہ عیب ہی چلتی نہیں خرام نہیں

کہو نہ سرو کو اک زر خرید ہے اپنا
کیا جو بندی کو آزاد پھر غلام نہیں

نہیں اعادۂ طاعت کو پیشوا درکار
قضا نماز کو کچھ حاجت امام نہیں

کسی طرح شب فرقت بسر نہیں ہوتی
کچھ اسکو گردش ایام سی بھی کام نہیں

جو اونسی بات نکلی ہو گیا مجھی اثبات
دہن وہ تنگ ہی گنجایش کلام نہیں

بجھی ہی آب سی کیا تیری تیغ تیز کی آنچ
کہ خون فشان مری دلکا کباب خام نہیں

پہری ہی فرقت جانان مین چشم تر نمناک — یہ گردش آنکہ کی ساقی ہی دور جام نہین
ندیکھا نقش قدم کا صدای پا نہ سنی — سمند عمر سا کوئی سبک خرام نہین
برہنہ رہتی ہی شمشیر ابرو قاتل — مثال تیغ اجل حاجت نیام نہین
بندہین وہ ہاتہ حنا سی کیا ہی جن سی شہید — کچہ اور یار سے منظور انتقام نہین
نہ داغ دو شب فرقت کا دنکو نام نہ لو — ابہی چراغ نہ روشن کرو کہ شام نہین
جگر سی سینی سی دل سی گذر گئی دم مین — تری طرح تری تلوار کو قیام نہین
ستارۂ فلک حسن جو کہہی کم سن ہی — ابہی وہ چاند کا ٹکڑا مہ تمام نہین
پہری طلب مین جو دنیا کی وہ نہین دیندار — مثال دانہ جو گردش مین ہی امام نہین

١١٠ نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر
حروف جس مین ہون اللہ کا کلام نہین ١٦

ہی غلط گر تری دانتونکو کہون تارے ہین — کہ دہن مصحف ناطق ہی یہ سیپارے ہین
اپنی ہستی مین تو آثار فنا سارے ہین — شام کو ذرے ہین اور صبح کو ہم تارے ہین
کیا ہی ہرجائی حسینان جہان سارے ہین — یہ وہ اختر ہین کہ ثابت نہین سیارے ہین
ذائقہ ہونٹون کا بدلیگا نہ مستی ملیگی — ہونگی یہ قند سیہ ابتو شکر پارے ہین
بادشاہونکی طرح پہرتی ہین ڈنکے دیتی — خار پا چوب ہین اور آبلے نقارے ہین
چہپ چلی ہین خط شبرنگ سی رخسار صبیح — دن ہی کم شام کی آثار عیان سارے ہین
ساغر چشم کی سو دینی پڑینگے بوسی — شیشۂ دل کبہی توڑا تو یہ کفارے ہین

خط پہ خط روز سہا کر او سی پونہچاتی ہین
اشک کا ہیکو ہین یہ ڈاک کی ہرکارے ہین

آب جاری کیا اعجاز سی ای بحر کرم
او نگلیان کا ہیکو ہین نور کی فوارے ہین

مصحف رخ کو وہ دکہلائین اگر تیسون دن
نئی پہبتی مجہی سوجہی کہون سیپارے ہین

ہاتہ اگر چہونی سی جل جای ید بیضا ہو
لعل لب وس بت کافر کی وہ انگارے ہین

رونگٹی کب ہین ان آئینون مین ہین پڑ گئی بال
ہاتہ زانو پہ کبہی یار نے دی مارے ہین

پشت پر ہی جو سپر خم ہوی ہو تیغ کی طرح
چار پہول اوسکی تمہین پہولونکی پشتارے ہین

روبرو رہتی ہی تصویر تصور شب و روز
ابتو بی ہست خلق آپ کی نظارے ہین

دیکہکر تجکو حسین کٹتی ہین بہولی ہین بناو
انگہیان کرتی نہین سر پہ روان آرے ہین

۱۱۱

دل پہ جو گذری خبر اشکون نے دی آ کی ومیر
لائق خلعت رومال یہ ہرکارے ہین

۱۵

سب کو رخسار خط یہ تری پیارے ہین
بیلہ ہندو کو مسلمان کو سیپارے ہین

منہ نظر آتا ہی آئینی وہ رخسارے ہین
اپنی بہی دیدہ ہی اور اونکی بہی نظارے ہین

زہر ان کالو مین ایسا ہی جو دیکہی مرجائے
سیکڑون سانپ تری گیسوؤن نے مارے ہین

شاد ہون وصل مین کیا شام کی نوبت سنکر
کوس رحلت یہی بس صبح کو نقارے ہین

صورت چشم ہر اک عضو بدن گریان ہی
رونگٹی جسم مین کا ہیکو ہین فوارے ہین

آہ مین دلکا غبار اشکو مین ہین لخت جگر
باد مین خاک ہی اور آب مین انگارے ہین

منہ چہپائی ہوی ہین نار سی طفلان حسین
ای معلم ابہی جزدان مین سیپارے ہین

پانی پانی ہین تری آگی حسینان جہان — دست و پا تنگ عرق شرم سی فوّاری ہین
اب بہی کہتا ہی اوسی کچہ بلکہا شوق وصال — پشت قاصد پہ دلانا مونکی شیتاری ہین
چشم جانانکی اگر دشت مین ہم بہولی ہین پاؤ — ڈہیلی آنکہونکی ہمین آہوون نی ماری ہین
مسی آلودہ نہین تیری لب آتش رنگ — اپنی نظرون مین دہوان دہار یہ انگاری ہین
مُتّصف دو صفتون سی ہین وہ دونو عارض — پہول خوشبو ہین جلا دیتی ہین انگاری ہین
کہینچکر اوسکی تصاویر کبہی صورت گر — یہ کسی مصحف رخسار کی سیپاری ہین
لکہ دیا ہی مری سینی پہ شہادت نامہ — صنعتین کین ہین یہ تیر اوسنی نہین ماری ہین

۱۱۲

الفت چاہ زنخدان مین یہ لاغر ہون وزیر
روزن نور مری نظرون مین اندہاری ہین

۳۱

عاشق زلف و رخ دلدار آنکہین ہوگئین — مبتلای کافر و دیندار آنکہین ہوگئین
سرخ پلکین ہوگئین خونبار آنکہین ہوگئین — دیکہ لو اب زخم دامندار آنکہین ہوگئین
دیکہکر محو جمال یار آنکہین ہوگئین — جامہای شربت دیدار آنکہین ہوگئین
آئینو ای اشک اب بہنی لگا ہی خون گرم — بہہ چلا پانی کہ آتشبار آنکہین ہوگئین
لڑ گئین تمسی جو آنکہین ہوگئی اکبار صلح — کیجیے دو تین باتین چار آنکہین ہوگئین
کشتی می بلی کی ای ساقی پونہچ بہر خدا — بی تری محفل مین دریابار آنکہین ہوگئین
ہی تصور بسکہ آنکہون مین خط رخسار کا — آئینی کی طرح جوہردار آنکہین ہوگئین
ای بت کافر ہی بس بی عیب ذات اللہ کی — لب تری عیسی ہوی بیمار آنکہین ہوگئین

بہ گئین پلکین بہ رنگ خس مری اشکونکی ساتہ — اتہو نظرومین گل بیجار آنکہین ہوگئین
چشم بد دور انکو گردش ہی عجب اندازہی — ای پری آہوی خوش رفتار آنکہین ہوگئین
میری پاؤنکی طرح ہیہات اب گردشمین ہین — کسکی یہ وارفتہ رفتار آنکہین ہوگئین
عین نادانی ہی اب انسی جو رکہی چشم داشت — شکل مژگان پہر گئین بیزار آنکہین ہوگئین
لخت دل یاقوت ہین آنسو ہین موتی آبدار — آؤ دیکہو جوہری بازار آنکہین ہوگئین
دو تو ہین چشم سخنگو گر نہین ہی اک دہن — چپ نہ رہیی قابل گفتار آنکہین ہوگئین
عشق پنہان دیدۂ گریان نی ظاہر کر دیا — ہنسنے کی جاہی لب اظہار آنکہین ہوگئین
ابلق چشم صنم کس نازسی گردش مین ہی — خوب کاوی ہوتی ہین رہوار آنکہین ہوگئین
ہر کسی نی آنکہ جب ڈالی گلوی صاف پر — ہنس کی فرمایا گلی کا ہار آنکہین ہوگئین
تول لیتی ہین سدا نظرومین جنس حسن کو — پلۂ میزان مری ای یار آنکہین ہوگئین
ہی تصور روز و شب کسکی طلائی رنگ کا — چشم نرگس کیطرح زردار آنکہین ہوگئین
کہتی ہو سب دیکہتی ہین تیری آنکہونسی تجہی — سچ کہو اغیار کی بیکار آنکہین ہوگئین
چلیی اب صحرا سی کومی یار انہین دکہلائیی — آبلون سی پاؤن مین دو چار آنکہین ہوگئین
پہول نرگس کی بنائی کب وہان معمار نی — یہ ہماری نقش بر دیوار آنکہین ہوگئین
ای خدا شاہد ہمارا ثم وجہ اللہ ہی — جب نگہ کی بت پہ تجہسی چار آنکہین ہوگئین
آپسا انکو بنایا عشق تیر یار نی — ہی سری تار نگہ سوفار آنکہین ہوگئین
پیش نرگس ہاتہ پہیلائی ہین شاخونسی درخت — کسکو دیکہینگی جواب درکار آنکہین ہوگئین

چپ کھڑی ہین بنگئی ہین نقش بر دیوار ہم — آؤ دیکھو روزن دیوار آنکھین ہوگئین
ساقی و مینا و ساغر ایک آتی ہین نظر — بادۂ وحدت سے کیا سرشار آنکھین ہوگئین
روتی روتی ہجر مین سوجی ہین یہ چشمان تر — جسم لاغر ہوگیا طیار آنکھین ہوگئین
عاشق ابرو ہون کرنا دیدۂ و دانستہ قتل — جوہرون سے تجھمین اے تلوار آنکھین ہوگئین
آنکھ کی ڈورون نے تیری کچھ تو ہین ڈالی ہی — اے صنم جو مائل زنار آنکھین ہوگئین

١١٣ پھر گیا وہ آگیا اب جاگی تو کیا حاصل وزیر
سوگئی جب بخت تب بیدار آنکھین ہوگئین

اوس چشم کی ابلق کو کہان پاتی ہین آنکھین — کیون گھوڑی تصور کی یہ دوڑاتی ہین آنکھین
جب آنکھ لڑاؤن تو وہ شرماتی ہین آنکھین — بس دامن مژگان مین چھپی جاتی ہین آنکھین
ہوتی ہین شب وصل تری دید کو پیدا — تارون کیطرح صبح کو چھپ جاتی ہین آنکھین
وحشی ہون دم نزع ہی ٹھہراؤ کی حسرت — اطفال سرشک آؤ کہ ٹھہراتی ہین آنکھین
جاتا ہی طلب کرنی ہر اک نوح سی کشتی — دریا کو اگر دیکھ کی لہراتی ہین آنکھین

## ولہ

مین کیا جہان تنگ ہی اس اختلاف مین — عارض نقاب مین ہی کہ قرآن غلاف مین
شبہے سی جسکو موی کمر خلق کہتی ہے — بس ایک رونگٹا ہی وہی جسم صاف مین
کیونکر نہ مردمک کا ہو شک اسکی خال پہ — موی کمر بنا ہی شرہ چشم ناف مین
انگشت سرخ کب مسی آلود لب پہ ہی — بیٹھا ہوا ہی مرکز شنجرف کاف مین

## ١١٤ غزل فارسی ٦

ببین در وقت رفتن حسرت دیدای نگارین
کہ از نقش قدم پیداست چشم انتظار من

نگہ اندیدن ملو چون بر پروانہ می سوزد
نگردار و چراغ از داغ دل شبهای تار من

فلک را کرد از فرط حرارت کورۂ آتش
معاذ اللہ فتد گر بر زمین مشت غبار من

بغیر از روی حسرت شکل دیگر در نظر ناید
بہ بیند گر کسی آئینۂ لوح مزار من

اگر از سستی بختم سمند او نمی آید
بپای او رسد ای کاش این مشت غبار من

مبادا پای تو در لغزش آید گر قدم بنہی
صفا ہا صورت آئینہ می دارد غبار من

## متفرقات

کیا ترا ای غیرت لیلی مین سودائی نہین
موج بوی زلف کی تیری جو پہنائی نہین

شوق میخواری مین ساقی یہ چلا دریائی شک
کشتی می اب بہی لینی لگہری آئی نہین

## ولہ

نظارون سی دور رہنی کا پیاری گلہ نہین
دل سی قریب ایسی ہو کچہ فاصلہ نہین

ولہ
چلن انفاس کی ہین اندنون کچہ نکہت گل مین
کہ آمد شد ہی اسکی کوچۂ منقار بلبل مین

ولہ
برنگ بو ہی سبکروحی ایسی بلبل مین
بہری چمن کی روش کوچۂ رگ گل مین

ولہ
صدا نیکی آئی گر اوسی چہیڑی تو ای مطرب
جو میری آنسو نکی تا دہن تیری ستار مین

ولہ
خدا کو مان نہ ای شور حشر ہمکو جگا
لحد سی اوٹہکی کہین ہم سبو سبو نکرین

جگا دیا مجہی سوتی مین ہیدماغ ہون مین
ابہی لحد مین نکیرین گفتگو نکرین

نوجوانون سی تہی پایا کنارہ پیر کو
ترچہی نظرون سی نہ دیکہو عاشق دلگیر کو
مار ڈالا ڈہونڈہ کر ظالم نی مجہ نخچیر کو
ہون مین دیوانہ مری تصویر بہی تنکی چینی
تو نہ بوسہ دی سکا لیکن تری دیوانی نے
پڑتی ہی تیری کمان پہ یار جو ہر اک کی آنکہ
ہی زبان کی صاف جنبش مصرع برجستہ مین
حال اس غفلت کدہ کا تہا عیان روز الست
پڑ گئی ہین سیکڑون چہالی جو ای [illegible]
تو وہ ہی قاتل کہ تیرا وصف کرتیکی لیی
ہم وہ ہین فرہاد ای شیرین اگر کہین قسم
دامن اوس گل کا جو اٹکا بہر کی دیکہا نازسے
جا کی ٹہہری استخوان پہ جب لگائی تونی تیغ
ہاتہ مین جتنی نہین آتا تو اطفال حسین
پاؤن پر دشمن گری تو جان فکر سر مین ہے
بارہا بجلی گرائی شعلہ آوازنے

اس کمان مین عمر بہر ہمنی نہ دیکہا تیر کو
کیسی تیر انداز ہو سیدہا تو کر تو تیر کو
چشم کیا سوفار کی بدلی ملی تہی تیر کو
کہربا کی رنگ سی کہینچو مری تصویر کو
سر دیا شمشیر کو اور دست و پا زنجیر کو
گرد دامان نگہہ منگوائی تہی تعمیر کو
یار خوش تقریر کہتی ہین مری تحریر کو
خواب دیکہا بعد پہلی سن لیا تعبیر کو
کسکی خون گرم سی تونی بہرا شمشیر کو
منہ ملا زخمونکو میری اور زبان شمشیر کو
دودہ پیا تہر سی جاری کردین جوی شیر کو
دی اب ای بلبل دعائین خار دامنگیر کو
کیون نہ ای قاتل ہما کہیی تری شمشیر کو
کہینچتی پہرتی ہین تہر پر مری تصویر کو
مت سمجہ یہ جو حباب ہی شمع پر گلگیر کو
لن ترانی کی صدا کہیی تری تقریر کو

پستی ہی مہندی چمن مین دیکھنا رفتار یار
پھول منہ سی جھڑتی ہین سنتا ذرا تقریر کو

اپنی اشکون کی سبب دریا روان ہر گھر مین ہی
ہاتہ آئین مچھلیان گھر بیٹھے ماہی گیر کو

آسمان کی پار گذری دل نی ایسی آہ کے
اپنی ترکش نی کمان کیطرح پھینکا تیر کو

گو ہنکن تجہسی نہ پنہان ہو سکا اسرار عشق
ہم چھپاتی استخوان کیطرح جوئی شیر کو

پھر استقبال جاؤن مین کئی تیر آپ سی
وہ نشانہ ہون جو آتی دیکھون اوسکی تیر کو

۱۱۶

ہو کی لاغر تیر کی مانند چھوٹی ای **وزیر**
کبھی اب خانہ کمان کا خانہ زنجیر کو ·

۱۹

دیکھہ او ناوک فگن جذب دل نخچیر کو
ہی ٹھہرنا مشکل اب ترکش مین تیری تیر کو

خواب مین دیکھا در جانان سی اوٹھ سکتی نہین
پا ہی خفتہ چاہیی اس خواب کی تعبیر کو

ای پری تو نی ہمین وحشی کہا اچھا کیا
اب کو ہی ہم چھوڑتے ہین زلف کی زنجیر کو

ہوی آتش دیدہ دم مین بال ہو تلوار کا
شعلہ رو دست حنائی مین جو لی شمشیر کو

دامن جانان جو چھوٹا دامن صحرا لیا
دیکھہ ای وحشت ہماری خاک دامنگیر کو

گر مرقع مین مری خورشید رو کی ہو شبیہ
روز روشن دم مین وہ کر دی شب تصویر کو

رو دون زیر تیغ قاتل اسقدر دریا بہی
صورت کشتی بنا دون مین خم شمشیر کو

اوس بھبھوکی سی بھلا ای شمع کیا نسبت تجھی
مثل پروانہ جلا دی جب چھوی گلگیر کو

ہاتہ اوس انگیا کی چڑیا تک پہنچ سکتا نہین
دام مین لاؤن دکھا کر دانہ زنجیر کو

جرم کیا کیا کر رہا ہی خواب غفلت مین ہی تو
روز محشر سنیو ہر ہر عضو سے تعبیر کو

خط سنبل مین لکھینگے زلف جاناں کی صفت
سنبل تر کی سیاہی چاہیے تحریر کو

اے گل زخم جگر تیرا انشا نہ کیا بچے
بلبلون نے اپنی پر بخشی ہین اوسکی تیر کو

جو گیا تیری مکان مین پھر نہ نکلا عمر بھر
نقش حب کا گھر ہی گویا گھر ترا تسخیر کو

پرورش طفلی سے پائی دامن کہسار مین
کوہ کو پستان ہین سمجھا شیر جوے شیر کو

گر بیابان وہ غیر سے کرتا ہی مین مرتا نہین
آگ لگجائی الٰہی موت کی تاخیر کو

بندہ گیا ہی غیر سے مضمون غزال چشم کا
اوس مین اب شاخین نکالی کہدو آہو گیر کو

ضعف سے مذکور خال لب گران ایسا ہوا
مہر خاموشی ہوا سیری لب تقریر کو

بیقراری دیکھکر میری کہا بہزاد نے
چاہیے رنگ پریدہ آپ کی تصویر کو

۱۱۷ شکل ابرو منہ پہ کہائین یار کی تیغ اے وزیر ۱۳۱
صورت مژگان جگہ آنکھون پہ دین ہم تیر کو

بے چین ہی یہ دیکہ کی مجھ بیقرار کو
ہی انتظار صبح شب انتظار کو

رسوا جنون مین بھی نکرونگا مین یار کو
مچھلی کی طرح تلوے چھپائین گی خار کو

دل مین جگہ دی یار نے مجھ خاکسار کو
شیشے مین اک پری نے اوتارا غبار کو

چوٹی مین وہ لپیٹی ہین پھولون کی ہار کو
پھولی ہی شام کہدو یہ صبح بہار کو

حسرت نہ تا گلون کی ہو بعد فنا مجھے
گل کر دیا صبا نے چراغ مزار کو

اوس گلعذار سے کھو سر کا ہی منہ سے بال
پھولون مین کیون بساتا ہی مشک تتار کو

مانند شمع بس مری آنسو نکل پڑے
دیکھا جو بیچراغ کسیکے مزار کو

ای گل کہان نہین مری رونی کا تذکرہ
سن لی صدا اے گریۂ ابر بہار کو

شاخین نکالون سیکڑون شاخ غزال مین
دیکہون جو تیری سرمۂ دنبالہ دار کو

ہی مجہ شکستہ بال کو پرواز کی ہوس
مرجاؤن مین صبا تو اوڑا تا غبار کو

گلبن کو رخ دکہا کی کیا اوسنی عندلیب
منقار عندلیب کہون نوک خار کو

اوڑ کر مرا غبار پڑی اوسکی آنکہ مین
دیکہی نگاہ بد سے جو آئینہ یار کو

بی گنتی اوس قمر کی لیی بوسی رات بہر
دیکہو تو میری آرزوی بیشمار کو

گل ہنستے ہنستے لوٹ گئی میری قبر پر
یون روئی شمع دیکہ کی میری مزار کو

ہستی نی تیری دانتون کی برباد کر دیا
گر دے یتیمی گہر آبدار کو

میری طرح جو غیر سی وہ آنکہ پہیر لے
دون مین دعائین گردش لیل و نہار کو

چہوکر حنائی ہاتہ سی اوس گل نی باغ مین
روشن برنگ شمع کیا شاخسار کو

ہم مرگئی مگر وہی نازک مزاج ہین
کوہ الم سمجہتے ہین سنگ مزار کو

وحدت اوٹہای پردۂ کثرت جو آنکہ سی
پہر ایک اس چمن مین کہی تو ہزار کو

دست طمع دراز ابہی شاخ گل کری
دیکہی اگر چمن مین گل کفش یار کو

بولا ہوا کی گہوڑی پہ اب بہی سوار ہی
دوش صبا پہ دیکہ کی میری غبار کو

برگشتہ بخت وہ ہون جو دانہ مرا گری
گردش ہو آسیا کی طرح کوہسار کو

ہون بیدماغ خواب عدم سی نہ چونک اوٹہون
خاموش کر صبا مرے شمع مزار کو

وہ نی ہون تیری دوری لب سی فغان کرون
چپ ہون جو منہ لگا ہی تو مجہ دلفگار کو

گر تو نہو بغل مین اوٹہاؤن یہ ہین مزا
لاؤن زبان پہ قصۂ بوس و کنار کو

پہنا جو تو نی یار گیا یہ خوشی سی پہول
پہولو نکا ہار کر دیا موتی کے ہار کو

تربت پہ میری کون یہ گرم خرام ہے
نقش قدم چراغ بنی ہین مزار کو

گر تو نہ آئی نوبت کا مین منتظر رہون
آنکہین خدا نی دی ہین مجہی انتظار کو

تر دامن اسقدر ہون کہ ای آفتاب حشر
سایہ مرا خجل کرے ابر بہار کو

پہر سوال آئین یہ جو مجہ ناتوان کی پاس
ڈہونڈہین فرشتی لیکی چراغ مزار کو

۱۱۸ ۲۴

آئی ہین میری ہاتہ وہ مضمون آبدار
نسبت نہین وزیر دُرِ شاہوار کو

مر مر گئے بلبل جو کیا یاد چمن کو
غربت مین خدا یاد دلائی نہ وطن کو

لب پر تو نہ لا وعدہ خلافی کی سخن کو
جہوٹا نہ کہین جوہری اس لعل یمن کو

باتون مین لگا لون گا غزالان ختن کو
آنکہون سی تری سیکہ لیا طرز سخن کو

مین مر گیا ہون دیکہ کی اعجاز سخن کو
اب سوزن عیسی سی سیو میری کفن کو

دکہلایا تری تیغ نی جوہر کی چمن کو
پہر تازہ دیا داغ اسیران کہن کو

اندہا ہی وہ جس نی ترا دیدار نہ دیکہا
بہرا ہی وہ جس نی نہ سنا تیری سخن کو

نقش قدم یار کی دیکہو تو صفا تی
آئینہ دکہاتا ہی عروس چمن کو

ای بت دیا اللہ نی نعم البدل اس کا
دی چشم سخن گو تہ بنایا جو دہن کو

بجلی کی طرح لاش تڑپتی ہی ہماری
کہنا ہی بجا ابر سفید اپنی کفن کو

منہ میں چہ کنعان کیطرح پانی بھر آئی
دیکھی کبھی یوسف جو تری چاہ ذقن کو

کرباتین لڑائی کی لب لال سی ظالم
دہی لال کی ہاتھہ لڑا لعل یمن کو

دل چاہ ذقن مین تری زلفون کو نہ بھولا
افتادہ چہ یاد کری جیسی رسن کو

مرتا ہی جہان تجہ پہ یہ ای قاتل عالم
اب زندی بھی پہنی ہوی پھرتے ہین کفن کو

بلبل کی بھلا پوچھتا کاہیکو کوئی بات
صد شکر دیا نطق نہ غنچی کی دہن کو

قمری کو اوسی دن سی ملا طوق اسیری
جس روز کہ آزاد کیا سرو چمن کو

یوسف کیطرح گر پڑی ای ماہ کنوین مین
دیکھی مہ نخشب جو تری چاہ ذقن کو

خوش چشمون کی مضمون کبھی مینی قلم بند
تیزی سی کیا صید غزالان ختن کو

بت کہتی ہین کیا کیا مجھی اس بید نہی پر
اللہ نی صد شکر بنایا نہ دہن کو

آنکھون کو تری مرمی کی دنبالی گران ہین
شاخین ہین وبال اپنی غزالان ختن کو

تربت پہ مری آب دہن یار نے پھینکا
بھولا نہ پس مرگ وہ تجہ تشنہ دہن کو

مرنی پہ بھی خوش چشمونکو جیسی وہی کاوش
سبزہ مری تربت کا چرائی ہین ہرن کو

یارون نے پس مرگ مری باندہ دئی ہاتھہ
تہا خوف کہ ٹکڑی نکری جیب کفن کو

مرنی پہ رہی ساتھ زمانی کی دو رنگی
دکھلایا شب گور کو اور صبح کفن کو

۱۱۹

جنبش نہ زبان کو ہو تو پھر بات نہ نکلی .
گویائی ہی گردش سی وزیر اہل سخن کو

۱۴

دوست سب کہتی ہین سرو قامت جلاد کو
نکلی قمری توڑ کی گر بیضہ فولاد کو

پرپہنچی گر فریاد سی دست زلیخا داد کو
آ ہی چاک دامن یوسف مبارکباد کو

کیا اوڑا لیجاؤگی گلزار کی بنیاد کو
گل کو بلبل کر دیا ہی فاختہ شمشاد کو

نقشہ ہوی کمر کہینچا تو بہولا تہا لچک
ہو گئی لغزش یکایک خامۂ بہزاد کو

ہمصفیرو ڈہانپ دیتا ہی قفس گلدام سی
رحم آجاتا ہی مجہ بلبل پہ جب صیاد کو

پہنک رہا ہون کسقدر اللہ ری سوز فراق
موم بنجائی اگر لون ہاتہ مین فولاد کو

لکہنے بیٹہو گی تو لا کہون سر قلم ہوجائینگے
پہلی بسم اللہ مین بسمل کیا اوستاد کو

صدقی کرکی سرو کو آزاد اوس نی کر دیا
کہدو قمری سی کہ آج آئی مبارکباد کو

کتنگی سر حاصل ہوئی کیا ہی سبکدوشی مجہی
سر گرانی کی دوا معلوم تہے جلاد کو

ضعف کی تاثیر نی کہنچنے ندی میری شبیہ
رنگ رخ اوڑنی نی عاجز کردیا بہزاد کو

پای مجنون جب کہنچی زنجیر سی اک بن گئی
خود بخود لغزش ہوی یہ خامۂ بہزاد کو

جسم کیا او طفل جہروچوٹ دلپر لگ گئی
تازیانہ زلف کا کہلنا ہوا اوستاد کو

ہو چلی وحشت صریر کلک کی تحریر سے
لگا بہار او طفل جہنگلا ہو نصیب اوستاد کو

سبزۂ خط دیکہکر ہاتہونکی طوطی اوڑ گئے
جانو صدقی ہین چہوٹی دوکہہ اب جہیاد کو

۱۲۰ — ولہ — ۴۳

اس ہنی سی پوچہتا قاصد مکان یار کو
چاندنی کہتی ہین کسکی سایۂ دیوار کو

طوف رہتا ہی سدا گردش سی چشم یار کو
شوق سی کعبہ کہون مین ابرو خمدار کو

جب صبا لائی اودہر سی بوی زلف یار کو
نافۂ مشکین بنایا روزن دیوار کو

کرنہ پامال خرام نازاب گلزار کو — پاؤن پڑتی ہی حنا موقوف کر رفتار کو

یاد جب کرتا ہون لطف سایۂ دیوار کو — ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین جنت مین کوی یار کو

دوسرا مصرع ہی سایہ قد اگر مصرع ہی ایک — مطلع ایجاد ہم کہتی ہین اپنی یار کو

دیجیی بندش صفائی کی جو کیجی وصف رخ — باندھیی سوچ سمجھ سی مضمون زلف یار کو

پھول جب جھڑنی لگی رنگین بیانی سی مری — رہ گئی حیرت سی بلبل کھول کر منقار کو

آج ہی فرقت کی شب ای بخت خفتہ المدد — نیند آجاتی ہماری دیدۂ بیدار کو

رازدار ایسا ترا مجنون صحرا گرد ہون — مثل ماہی عمر بھر رکھون چھپا کر خار کو

مثل خاتم قمریون نی طوق بیچی میری ہاتھ — لکھدی اب خط غلامی سرو قد یار کو

جس بیابان مین ہوا مین گرم رو ای شعلہ خو — کردیا روشن برنگ شمع ہر اک خار کو

پاؤن کیون پڑتی ہین میری کیا ہوا سرزد گناہ — پوچھتا ہوتی جو گویائی زبان خار کو

کیون نہو ثابت مجھی ظالم کی قسمت مین لکھی شش — دیکھتا ہون راتدن خندان لب سوفار کو

چشم جانان مین نکیون ہو سرمۂ دنبالہ دار — ناتوان ہی چاہیی رکھنا عصا بیمار کو

سب منجم کہتی ہین اب ہی برابر راتدن — سر سی پاتک دیکھکر زلف دراز یار کو

خاک بازی واقعی لڑکونکو بھاتی ہی بہت — اشک نکلی دیکھتی ہی خاک کوی یار کو

بند ہی دروازہ اوس گل کا مدد ای بال شوق — عندلیبون کی طرح اوڑ جایئی دیوار کو

غنچۂ نرگس ہی ہین یا آنکھین ہین نرگس کے پھول — برگ نرگس کہیی ای گل ابرو خمدار کو

ای تبو در پردہ تم سی زاہدونکو بھی ہی عشق — صورت تسبیح پنہان رکھتی ہین زنار کو

مثل سایہ سروہی پامال دیکھو تو خرام — پھول منہ سی جھڑتی ہین سنیو ذرا گفتار کو
خاک مین ملجاؤن پر اوٹھون نہ مثل نقش پا — جی مین ہی دکھلاؤن زور ناتوانی یار کو
میری نالونکا اثر باقی ہی بعد مرگ بھی — ہو رہی تن مضراب ہین ہر اک کفن کی تار کو
یاد آجاتا ہی بس اپنا سیہ خانہ مجھی — بھاگتا ہون دیکھکر مین سایۂ دیوار کو
وصل کی شب آج ہی گر صبح ہوگی تا بہ حشر — خوب سا سیدھا کرونگا چرخ کجرفتار کو
دل مین اپنی اب تصور اسکا رکھیی رات دن — عرش مین لٹکاتی زنجیر زلف یار کو
دلکو سینی سی مری آنکھو نمین لایا جوش اشک — چاہیی نقل مکان کرنا ہر اک بیمار کو
ہاتھ آتا ہی مری مضمون دہان یار کا — توڑتا ہون غنچۂ نارستہ گلزار کو
جوش گریہ سی نہ خط لکھنی کی جب فرصت ملے — کاغذ ابری عوض نامی کی بھیجا یار کو
خانۂ زنجیر سی نکلا صدا کی طرح مین — ناتوانی نی کیا آزاد جسم زار کو
ٹکڑی ٹکڑی طوق کو کردین گریبان کیطرح — تیری وحشی جب سنین زنجیر کی جھنکار کو
آمی ہی وحشت مین اب یاد بتان سنگ دل — خوب روؤن منہ پہ لیکر دامن کہسار کو
باندھی ہین مضمون جو مین نی قامت دلدار کے — عالم بالا مین پڑہتی ہین مری اشعار کو

١٢١

پڑ گیا یہ غل کہ یوسف بکنی آیا ہی وزیر
سیر کی خاطر گیا وہ ماہ جب بازار کو

٣٧

دوست دشمن ہین برابر چرخ کجرفتار کو — پھول دیتا ہی سپر کو اور پھل تلوار کو
زیر ابرو دیکھکر گردش مین چشم یار کو — ماہ نو نی بھی چڑھایا چرخ پر تلوار کو

راحت جان کہتی ہین عشاق زلف یار کو
یہ وہ شب ہی جو نہین بہاری کسی بیمار کو

باغ سی تشبیہ دیتی ہین گل رخسار کو
اب عوض طوطی کی بلبل کہی خط یار کو

دیکھکر خورشید کا پتا ابرو خمدار کو
بس اوٹہا رکہ طاق پر ایماء اب تلوار کا

گر کرون روشن چراغ آہِ آتشبار کو
شل پروانہ جلادون مرغ آتشخوار کو

حلقۂ گیسو کا مضمون ہاتہ آیا فکر سی
زور افسون سی کیا خاتم دہان مار کو

کیون نہو ہمکو ادب اوس ابروِ خمدار کا
چوم کر لیتی ہین اکثر ہاتہ مین تلوار کو

غیر دیکھین جلوہ تیرا ہم جلین ای برقِ حسن
آگ لگجائی تری اس گرمی بازار کو

برچھیان ماریں نگہ نی ہر مژہ نی لاکہ تیر
ابروِ خونریز تو بہی کہینچ لی تلوار کو

اس مری دیوانگی پر ای جنون تہر پڑین
کر دیا ہی ٹکڑی ٹکڑی دامن کہسار کو

کون غیر از آبلہ اوس دم سپرداری کری
ای جنون صحرا جو کہینچی مجہ پہ تیغ خار کو

لاغری سی آج ہم دوش ہوا پر پہرتی ہین
ای گلو ہنستی تہی کل خار سر دیوار کو

اسقدر ہی کانٹی چہبنی کی کف پا کو ہوس
آبلہ پروانہ ہو دیکہی جو شمع خار کو

رنج دل افزون ہوا ہی میری اشک و آہ سے
ہی بہت ناساز یہ آب و ہوا بیمار کو

توڑ کر سو بار دی ہی ای جنون ہمنی گرہ
کر دیا ہی شکل سبحہ رشتۂ زنار کو

کون کہتا ہی نہین آتا ہی عنقا دام مین
باندہتا ہون مین تو مضمون دہان یار کو

داغ گل پالی ہین بلبل ڈہونڈہی سا نشیمن ہین نسیم
یا الٰہی رکہیو سرسبز اس مری گلزار کو

پاؤنگی چہالی انہین دیتی ہین آنکھون پر جگہ
دیدۂ ہر آبلہ سمجہا ہی مژگان خار کو

شکل قمری اوسکی وحشی طوق مین پہنی ہوئی
اس لیی کہتی ہین شاعر سرو قامت یار کو

دیکھتی ہی میری چشم یار کو ہے احتراز
کس نی بتلایا ہی یہ پرہیز اس بیمار کو

داغ سہ کو دیجیی تمثیل دل کی داغ سی
باندہتی اشک روان ہر کوکب سیار کو

ساغری ہنستی ہین ساقی بہکنی پر مری
قلقل مینا جو کہتا ہون تری گفتار کو

اپنی کوچی مین مجھی رونی تو دی اے رشک گل
باغبان پانی ہمیشہ دیتی ہین گلزار کو

غنچۂ گل مشک نافہ بنگئی ای عندلیب
جب صبا لائی چمن مین بوی زلف یار کو

ان بتون کی ظلم سی دشمن ہوا مین کفر کا
ہوگیا ہر موی تن نشتر رگ زنار کو

اسقدر مستی مین بھی ساقی رہا پاس ادب
سجدی کرتی جاتی ہین ہم خانۂ خمار کو

ای بت کافر تجھی دیتا ہون مین گل سی مثال
باندہتا ہون مین رگ گل رشتۂ زنار کو

میری ہر اک زخم تن کو اس نی خندان کردیا
زعفران کا کہیت کہیی تیغ جوہر دار کو

دیکھکر تیری مریض عشق کو بولی طبیب
ہم پیام مرگ کہتی ہین اسی آزار کو

زیر دیوار صنم بیتاب ہون بجلی کی طرح
ای مژہ تو ابر کردی سایۂ دیوار کو

بن کے ہم وحشیونکی آگی ای شاخ غزال
پیچ مین لائی ہین اپنی ہمتو زلف یار کو

مثل قمری دار پر منصور حق کہتا رہا
عاشق قامت تہا سمجھا سرو چوب دار کو

حال بیتابی گریہ سی ہی مثل برق خط
نامہ بر اپنا بناؤن ابر دریا بار کو

ہم وہ ہین دیوانۂ برق تجلی ای کلیم
طور کردین آہ آتشبار سی کہسار کو

ہون مسلمان بوسہ لیلونگا ابھی ہو اندمین
ای بتو مصحف کہوگی تم اگر رخسار کو

۱۲۲ — ۳۱

**وصف ان شیرین بانونکا لکہون گر ای وزیر**
**نیشکر دم مین بنا دون کلک گوہر بار کو**

بنی گلخن جلادون آہ سوزان سی جو گلشن کو
کہین سب خوشہای سوختہ پہولونکی خرمن کو

وہ بلبل ہون جلادون آہ سوزانسی جو گلشن کو
شرف ہو شاخ نخل طور پر شاخ نشیمن کو

جلینگے رشک سی گل ہنستے جاتی ہو جو گلشن کو
جلائیگی یہ بجلی دیکہنا پہولون کی خرمن کو

یہین بیکس سمجہکر پہول اگر لاتا نہین کوئی
صبا سی کہدو گل کر دی ہماری شمع مدفن کو

جنون نالونسی میری کیا وہ غفلت پیشہ آگہ ہو
نہ جاگا پای خفتہ سنکی زنجیرونکی شیون کو

ولا نا جنس کی صحبت سی طرفہ گل کہلاتی ہے
کری نیرنگیان ڈالین اگر پانی پہ روغن کو

غبار دل عوض اشکونکی آنکہونسی جو گرتا ہی
جنون نی دامن صحرا بنایا میری دامن کو

بہی سیلاب اشک ایسا گلی تک پانی آپہونچی
بنادون حلقہ گرداب دریا طوق گردن کو

مجہے دیوانگی نی جذب مقناطیس بخشا ہی
گلی سی خود لپٹ جائی جو لائین طوق آہن کو

مسی آلودہ لب مین واہ کیا ہی جلوہ دندان
بہرا ہی ابر نیسان نی گہر سی اپنی دامن کو

بتاتی ہین جو مجہ وحشی کو اونگلی کی اشارہ سے
مہ نو الجنون سمجہی ہین لڑکی طوق گردنکو

نہو چہٹک سحر کب آفتاب ای ماہرو نکلی
اولٹ دون جام می گر تو چہپائی روی روشنکو

کہا قصہ جو قاتل کی لباس زعفرانی کا
ہنسایا خوب سا ہمنے دہان زخم سوزن کو

سیہ خانہ مرا شمع فلک سی خاک روشن ہو
کہ جالا پر تو مہ بنگیا ہے چشم روزن کو

بہار آتی ہی ای وحشت یہان تک پہر آئین آنکہین
بہرا مژگان نی میری تہرونسی اپنی دامن کو

جو ہین خونریز ظالم آبرو انکی نہین جاتی
مزا کشتہ تیغ جفا معلوم تا ہو نئے
پس از مردن مری سر گشتگی کا ہی اثر باقی
صدا آنی لگی ای زاہد واللہ اکبر کے
چمن مین دیکھکر جوبن گلو ہی شیشہ رمی کا
ہمین یہ سینگ طفلان کم نتہا پارس ہی ای وحشت
یہ کسکی گوہر دندان سی اسنی ہمسری کی تہی
پہن لو ای بتو زنار تسبیح سلیمانی
ہر اک پروانہ بہی محفل مین مستونکی طرح لوٹی
ہی نالان صورت ناقوس ہر اک گنبد مدفن
کیا اثر تندہ سبکو لطافت دکہلا دی اب عارض
برنگ ساغر لبریز روتا ہے جو سنتا ہے
عوض پروانونکی تربت پہ شور عندلیبان ہے
نکل جائی وہین گر ہاتہ مین لون سنگ ای وحشت
یہ کون آیا تہا گہر مین جو دماغ اپنا فلک تہا

کبہی ہوتی نہ دیکہا خشک ہمنی آب آہن کو
سپر کی بہول بالازم ہین چرہانا میری دشمن کو
جو رکہین سنگ مدفن آپ گردش ہو فلاخن کو
بجائین کافر الفت جو ناقوس برہمن کو
خجالت سی جہکا لیتی ہین طاؤس اپنی گردن کو
طلائی کر دیا خون گلو نی طوق آہن کو
ملایا جو خدا نی خاک مین ہیری کی معدن کو
رکہو راضی اسی پردی مین ہر شیخ و برہمن کو
نگاہ مست ساقی کر دی مینا شمع روشن کو
نہ بہولا خاک ہوکر بہی مین اوس طفل برہمن کو
بنا پروانہ ای مہر دہر چراغ صبح روشن کو
بجا ہی قلقل مینا کہون گر اپنی شیون کو
یہ کس نی پہونکدی سینہ سی کیا گل شمع مدفن کو
تڑپ نی میری نبضون کی کیا نادم فلاخن کو
سمجہتی تہی چراغ خانہ شب بہر ماہ روشن کو

۱۲۳

کرون گر مین خیال گیسو شبرنگ مین آہن
وزیر اکدم مین گل کر دون چراغ صبح روشنکو

۶

حسد سے سمجھے ہین کج فہم دشمن مجھ سخنور کو / بسان تیغ قاتل جانتے ہین اہل جوہر کو

کسیکی نرگس مخمور کی گردش جو یاد آئی / برنگ شیشۂ مے رو کی دیکھا دور ساغر کو

مجھے وہ طفل بازیگر قیامت یاد آئیگا / سوا نیزے پہ جب دیکھونگا مین خورشید محشر کو

گلا کاٹا جو اوسنے کیا ہی خوش ہو ہو کی دم نکلا / ہمارا مرغ جان سمجھا پر پرواز خنجر کو

سدا قائم مزاجون کو ہے نفرت ہرزہ گردی سے / روان ہوتی نہین دیکھا کسی نے آب گوہر کو

نکل جاتا ہون اپنی پیرہن سے زار ایسا ہون / ہوی تشبیہ بوی گل سے میرے جسم لاغر کو

۱۲۴ — وله — ۲۶

دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہو / نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو

صد چاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو / پہوٹی وہ آنکھ جس سے کہ آنسو گرا نہو

وہ صید ہون کہ پر بھی ہون اور اڑ سکا نہو / یارب مجھے کہین یہ ہما ہے ملا نہو

بعد از فنا زمین سے نہ اوٹھا مرا غبار / ایسا کوئی کسیکی نظر سے گرا نہو

کرتی ہے اب تلک جو لگاوٹ تمہاری تیغ / تسمہ کوئی گلی مین لگا رہ گیا نہو

مرکر بھی اس گلی مین نہ ہم پونہچین یا نصیب / خاک اپنی جب اوڑی تو ادہر کی ہوا نہو

قطعه

پی یار ذوق کب ہے شراب و کباب سے / پروا نہین ہے اب مجھے ساقی ہوا نہو

خون جگر پیا نہو جس نے وہ مے پیے / کہائے وہی کباب کہ جو دل جلا نہو

ہم خاک مین ملے تو ملے غم مگر یہ ہے / دل مین ترے غبار کہین آگیا نہو

رسوائی کا بھی چاہیے وحشت مین کچھ خیال / دامن جو چاک ہو تو گریبان پھٹا نہو

بیجرم و بیگناہ نہ عاشق کو قتل کر
کعبہ تری گلی نہ ہے کہین کربلا نہو

کھینچے تھی تیغ پر نہ نزاکت سی کھینچ سکے
قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہو

مرہم جو سبز تمنے لگایا تو فائدہ
بی آب تیغ زخم ہمارا ہرا نہو

بانگ درا تو ہوتی نہین ایسی دلخراش
ہمراہ قافلہ دل نالان مرا نہو

جو ہو سکین وہ مجھ سی کرو بیوفائیان
تا پہر کسیکو تم سی امید وفا نہو

جز کہربا اوٹھا بی کسینی نہ میری لاش
کاہیدہ اسقدر کوئی یا رب ہوا نہو

حسرت سی کیون تڑپتے ہین صیاد اسیر دام
ہاتہون مین تیری طائر رنگ حنا نہو

کہا کہائی یان ہیک جو پہینکے مزار پر
اوسکی شہید لب کا یہی خون بہا نہو

اسد رحم کیون ہی چرخ جفاجو کو اضطراب
دلکو مرے قرار کہین آگیا نہو

خاموش اپنی در پہ مجھی دیکہکر وہ شوخ
کہتا ہے یہ فقیر کہین بینوا نہو

ہی درمیان مین تفرقہ پرداز گفتگو
خاموش ہو تو لب سی کبہی لب جدا نہو

بہر جواب خط مین جگہ چہوڑ دی تہی کچہ
قاصد نی اوسپہ خط غلامی لکہا نہو

پہر روح کو ہی جسم مین آنی کا اشتیاق
اوس نی مری جنازی کو کاندہا دیا نہو

بیچین ہو نہ جائین سب آسودگان خاک
وہ چال چل کہ جس سی قیامت بپا نہو

تو مجھ سیاہ بخت کی جانب نگاہ کر
دیکہون تو کیونکر آنکہ تری سرمہ سا نہو

١٢٥ تاریک ہو گیا ہی نظر مین جہان وزیر
آنکہون مین اوسکی غیر نی سرمہ دیا نہو ٣٤

کیفیت اوس مین بہی ہی جو ہم سی گناہ ہو
بوتل ہو میکشی سی اگر دل سیاہ ہو

مصروف دید افعی زلف سیاہ ہو
ای جان ناگ دون نہ تیغ نگاہ ہو

کاہیدہ مجکو دیکہ کی وہ غیرت پری
کہتا ہی آدمی ہو کہ مردم گیاہ ہو

گرتا ہو پوست جسم برہنہ کا ضعف سی
بگڑی کا پیچ ہوی سر بے کلاہ ہو

جہک کر غم برہنہ سری کو مٹا ئیے
جو آبلہ ہی پاؤن کا سر کے کلاہ ہو

کیا ہین ہی ٹہنی ہوین مژگان کی پتلنین
سرمہ جو دو تو شبہ گرد سپاہ ہو

مرجاؤن مین ذرا جو مکدر ہو مجہ سی یار
تشنگی مین ای خضر مری کشتی تباہ ہو

احسان سی ابہی عرق شرم مین ہون غرق
آئی جو ناخدا مری کشتی تباہ ہو

موج و حباب وار جو عریان رہون کبہی
تن پیرہن جو ہو تو مرا سر کلاہ ہو

فرما رہا ہی حق کہ مین رب غفور ہون
اب مین ہون بی قصور جو مجسی گناہ ہو

سوجہی ہی اولٹی دشت نوردی مین ای جنون
پاؤن مین آبلی کی طرح سے کلاہ ہو

پیدا ہو تن سی جامہ تن مثل موج آب
سر سی حباب وار پیدا کلاہ ہو

قطرہ نہین ہون سبک تر مین جو چڑہ جاؤن بام پر
مجکو کمند یار کا تار نگاہ ہو

بیتاب روح ہی تری نظاری کی لیے
مثل نگہ روان کہین آنکہو نکی راہ ہو

جیسی بیاض چشم مین ہی جلوہ گر بصر
یون استخوان مین یار کا تیر نگاہ ہو

کہتی ہی اونکی پہ تو رخ سی حیا ٹہہر
جبتک کہ آئنی سے نہ باہر نگاہ ہو

دیکہین جو آنکہ اوٹہا کی وہ مجہ ناتوان کو
خم ہون مری طرح سے یہ باز نگاہ ہو

آتی ہی اپنی شکل نظر کیا گلا کرون
دیکھون تو نازکی سی اوڑی وہ غبارہ خط
دیوانی ہو گئی ہین تری شاہدان بلغ
بل بی صفا کہ چشمۂ عینک ہی گرد ہی
لو بنگیا ہی سایۂ قاصد سواد خط
پانی ہی سفید ہو ساقی شراب سرخ

تم آئینی کی طرح سے پیش نگاہ ہو
اسد رجہ رخ پہ صدمۂ گرد نگاہ ہو
گل پہاڑ کر قبا انکھین دادخواہ ہو
دیکہون شکم تو پشت کی باہر نگاہ ہو
جائی جدہر وہ ساتہ یہ بی اشتباہ ہو
بوتل فراق مین رگ ابر سیاہ ہو

۱۲۶

ساقی چلی وزیر ابہی توبہ توڑ کر
گلشن مین بوتلون ہی جو ابر سیاہ ہو

۲۹۱

نہ بنی مثل حباب اب ہو سے گوہر آنسو
کیا ہوا ضبط سی لو آ گئی منہ پر آنسو
صورت طفل پری زاد بنا ہر آنسو
تو نی ڈہکا کی ہین غیر کو ساغر جو دیا
پوچھتی پہرتی ہین ہر ایک سی ہم فرقت مین
پانی پانی ہوی ہم جہر کیونسی دربان کی
چل کی تلوار تری رک گئی کیون روئی ہم
رو دیا دیکہ کی تجکو تو نہو آزردہ
حسرت بادہ کشی رکہتی ہی گریان ساقی

اپنی قیمت نہ گہٹا دی کہین بڑہ کر آنسو
نکل آیا ہی پسینی کی طرح ہر آنسو
ہین عرق آب جبہی آنکہونکی برابر آنسو
ساقیا پی گئی ہم آنکہ مین بہر کر آنسو
ضبط کہتی ہین کسی تہمتی ہین کیونکر آنسو
چشم روزن ہی نکل جائین گی بنکر آنسو
بنگیا کشتی شمشیر کا لنگر آنسو
پیش خورشید نکل آتی ہین اکثر آنسو
جام مے ہو جو گری دست سبو پر آنسو

جستجو ضعف مین بہی ہی کسی ہر جائیکے
لیی پہرتی ہین تن زار کو گہر گہر آنسو

منہ ہی کیا آئینی کا ہو جو حجاب رخ یار
توڑ ڈالین یہ ابہی سدِ سکندر آنسو

اوٹہ گیا کون جو کی آہ لب ساغر نے
گر پڑی چشم بطا می سی زمین پر آنسو

آگئی یاد دم گریہ یہ کن آنکھون کی
ہو گئی شیرۂ بادام سی بہتر آنسو

آبرو گوشہ نشینی ہی تو پہرنا ذلت
تہا گہر یہ کی بنا رشتۂ گوہر آنسو

چاہیی آتش تر جام بنی پانی سے
کہ حبابون کی طرح ہو گئی ساغر آنسو

پتلیان حسرت دیدار مین یون آئین نکل
جسطرح آنکہ سی ہو جاتی ہین باہر آنسو

عشق خال مژۂ یار نی لی جان آخر
تیر ہی آہ تو گولی ہے مرا ہر آنسو

لاکہہ دریان ہون رکتی نہین جانی والے
اوتنگی دیوار کو دم بہر مین گرین در آنسو

جو ہو رسوا کن عاشق وہ چڑہی سولی ہے
آئی مژگان پہ جو ہو آنکہ سی باہر آنسو

نقد دل دی لب خندانسی جو مانگی کوئی
صورت غنچہ ہی مٹہی مین سی لیی زر آنسو

پانی پانی کیا ہی بی اثر ہی نی اس کو
کیا تعجب ہی اگر آہ ہو لب پر آنسو

پہیر دی گی مری گردن پہ چہری موج سرشک
آگئی لہر تو دکہلا ئے گا جوہر آنسو

رو رہا ہون نہ پلا ہجر کی شب می ساقی
ابہی آنکہون سی نکل جائیگی بنکر آنسو

کوہی قائل ہین اگر چاہی دل پیر و پا
ابہی دیتی ہی اوسی پاؤن نگہ بہر آنسو

پانی پانی ہوا کیا دیکہکی تیرا رخ سرخ
مثل شبنم نظر آتا ہے گل تر آنسو

اگر دش چشم جو گہوارہ بنی فرقت مین
طفل نادان کی طرح سوتی ہین پل بہر آنسو

١٢٧ **ولہ** ٢٠

آہ کہینچون تو بہائی ابہی پتہر آنسو — نکل آئین شرر سنگ بہی بنکر آنسو
ای جنون بنگئی طفلان ستمگر آنسو — ڈہیلی آنکہون کی لگایا کیی شب بہر آنسو
دم گریہ ہی یہ کس بحر لطافت کا خیال — گرد دامان نگہ سے ہی مکدر آنسو
صدمۂ گرد یتیمی کب اوٹہائین یہ گہر — کیون نہون سرمی سی ایجان مکدر آنسو
دونو آنکہین تری بلیو آئین تو ہم رونی لگی — صاف بادام دو مغز اپنا ہوا ہر آنسو
آب اوس تیغ ہلالی کی جو شامل ہوجای — تو ابہی صورت جوزا ہو دو پیکر آنسو
ہی رگ ابر جنون خیز کو نشتر درکار — آہ کہینچون تو بہاتے مژۂ تر آنسو
ہجر مین آتی ہی قلقل کی صدا نالون سے — ہین جو شیشے دل بیتاب تو ساغر آنسو
مین وہ میکش ہون نظر آئین جو شیشی خالی — روؤن ایسا کہ بہرین عمر کا ساغر آنسو
باعث لغزش پا ہی اثر ضعف بصر — مانگتا ہی مری مژگان سی عصا ہر آنسو
کیا پسند اہل صفا کو ہو بہلا آرایش — دیکہ لو سرمی سی ہوتی ہین مکدر آنسو
مثل ابرو نہین چلتی تری شمشیر نگہ — سر بکف پنجۂ مژگان سی ہی ہر ہر آنسو
روتی ہین یاد رخ و زلف پر افشان ہین مدام — پہول ہین دنکو تو ہین رات کو اختر آنسو
رازداری سی بنا آب سرشک آب گہر — آستین خشک رہی کر نہ سکا تر آنسو
یار پوچہی جو مری اشک نہ رسوا ہو کبہی — دست گلرنگ مین بنجائین گل تر آنسو
کم نہین باد مخالف سی یہ پانی مجکو — مثل کشتی نہ ڈبو دین تن لاغر آنسو

متوکل ہون مجہی فکر نہیں روزی کی
آب و دانہ ہی مری واسطی ہر ہر آنسو

نہیں منظور ہی رو کر تمہیں رسوا کرنا
لو اوٹہا لیتی ہین اولی کیطرح ہر آنسو

تو بہی ای خار مژہ صورت نشتر ہو جا
وادی دل سی چلی آبلہ بنکر آنسو

کوچۂ زلف مین جانا ہی محال اسکو وزیر
بن گیا آبلۂ پاے نگہ ہر آنسو

کاٹ تلوار کا دکہلائیے جانا مجھکو
آب آہن سے ہی منظور نہانا مجکو

ہجر کی شب ہی جنون جوش مین لانا مجکو
صبح کا چاک گریبان دکہانا مجکو

ولہ

لیا جان و دل و تاب و توان کو
مری یوسف نے لوٹا کاروان کو

ولہ

کسی مومن کا دل نیک نہ یارب بد ہو
ہو گنا ہون سی سیہ تو حجر الاسود ہو

## ۱۲۸ ردیف ہای ہوز ۳۲

گرا ولٹ کر دیکہی تصویر پشت آئینہ
سیہ ہی ہو جائی ابہی تقدیر پشت آئینہ

دیکہتا ہی وہ پری تصویر پشت آئینہ
بخت اسکندر ہوی تقدیر پشت آئینہ

حکم ہو تو طپنچہ سی لپٹون مین چوٹی کیطرح
تم ہو آئینہ تو مین تصویر پشت آئینہ

ہاتہ کیا رکہا کرامت کی ید بیضا کیا
معجزہ ہی دکہلاے گی تنویر پشت آئینہ

کیجیی داخل دل بیتاب یار کی عوض
روز سینہ ہی نالۂ شبگیر پشت آئینہ

منہ پہ آئینی کی پڑتی ہی ادہر تیغ نگاہ
آہ اپنی بہی ادہر ہی تیر پشت آئینہ

یار کی منہ پر کرون مین آج وصف پشت یار
پیش آئینہ کرون تقریر پشت آئینہ

بنگیا ہی دستِ سیمین صنم چاندی کا گہر
دید کی قابل ہی یہ تعمیر پشت آئنہ

ایک دو روزن بناتا گر ترا تیز نگاہ
جہانکتی تجہکو ابہی تصویر پشت آئنہ

یار کی دست حنائی نی لگادی اوسمین آگ
آب آئینہ کرے تدبیر پشت آئنہ

عکس رخ سی تیری آئینہ سپہر حسن ہو
نسر طائر طوطے تصویر پشت آئنہ

لوکف رنگین جانان نی قیامت کیا
نور روی شمس سے تنویر پشت آئنہ

عکس روی آتشین نے صاف کشتہ کردیا
کہی اب سیماب کو اکسیر پشت آئنہ

تم اودہر منہ دیکہتی ہو اور ادہر مین ناتوان
ہون نگاہ دیدۂ تصویر پشت آئنہ

خط ترا دیکہا تو آواز شکست رنگ سی
بول اوٹہی گا طوطی تصویر پشت آئنہ

کیا در آئی ہین خدنگ عکس انگشتان یار
شکل جوہر یہ نہ نکلی تیر پشت آئنہ

سایہ سان ونکو پس دیوار ہے فرقت کی رات
بنگئی ظالم شب تصویر پشت آئنہ

جب حنائی ہاتہ اوس شک قمر نی رکہدیا
آفتاب آسا ہوی تنویر پشت آئنہ

سیکڑون شاخین نکالین اسمین بل دی عیب جو
ہی غزال چشم آہو گیر پشت آئنہ

پشت و رو یکسان نہین اوس آئنہ رو کی طرح
پیش اسکندر کرون تحقیر پشت آئنہ

تمنی انگشت حنائی رکہی جب ہنگام دید
بنگئی شمع شب تصویر پشت آئنہ

صاف سینہ یار کا صبح رخ آئینہ ہی
بیٹہہ پر چوٹی شب تصویر پشت آئنہ

روی آئینہ مقابل ہی رخ دلدار کی
دست کوتہ کیون ہی دامنگیر پشت آئنہ

بیٹہہ پر چوٹی تری دیکہی تو وحشت مین کہا
جوہر آئینہ ہی زنجیر پشت آئنہ

دل ہی میری وصف تم پوچہو صفای پشت کے
آج طوطی سی سنو تقریر پشت آئینہ

تیری نظارے کو عکس آسا ادہر آئی نکل
ہی برخ آئینہ پر تصویر پشت آئینہ

پشت لب سی مثل خط ظاہر ہوی حرف سخن
بنگئی تحریر اب تقریر پشت آئینہ

عکس روی صاف ادہر سے صاف جا نکلا ودہر
خود نمائی نی کیا تصویر پشت آئینہ

ابرو تصویر اگر چہو لو فلک پر ہو دماغ
چرخ پر چڑہ جاے یہ شمشیر پشت آئینہ

ہاتہ کیا رکہا لگائی تیر دستی آپ نی
بنگئی ہر ایک اونگلی تیر پشت آئینہ

تہا جو گہر چاندیکا اب وہ ہنگیا سونیکا گہر
دست رنگین مین پڑہی تو تغیر پشت آئینہ

۱۲۹

اپنی بیگانی ہوی ہین ای وزیر اب کیا عجب
روی آئینہ کری تحقیر پشت آئینہ

۱۷

ہر عضو مسافر ہی آنکھین کچھ سفر ہی آنکھ
ہی آخر شب عمر چراغ سحری آنکھ

کیا کرتی ہی دلکش سخن ای رشک پری آنکھ
لو سیکہ گئی طرز کلام بشری آنکھ

اون آنکہون مین صانع نی بہری کوٹ کی موتی
قسمت یہ ہماری ہی کہ اشکون سی بہری آنکھ

باتین جو کرو ناز سی تم منہ کو چہپا کر
سننیکی لیی کان ہوا ای رشک پری آنکھ

آیا ہی مری دل کا غبار آنسوؤنکی ساتہ
لو اب تو ہوی مالک خشکی و تری آنکھ

ابتک وہی رونا ہی وہی حسرت دیدار
ہم مر گئی اسپر بہی یہ کافر نہ مری آنکھ

تیار کیا خامہ بہزاد نے مژہ سی
کہینچے گی مگر نقشہ نازک کمری آنکھ

نرگس پہ نظر کیجی دوبارہ کہ وہ کٹجا ای
ہو جای نظر ثانی مین اسکی نظری آنکھ

صحبت کا اثر صاحب بینش کو ہو کیونکر
عینک ہوا گر سبز نہ ہو جای ہری آنکہ

باتون کو زبان مثل سخن منہ سی نکل جا ئے
نظارے کو ہو پای نگہ سی سفری آنکہ

تیر مژۂ یار کو مژگان ہے سمجھتے
کس آنکہ سی لڑتی ہی سدا ابلہی جری آنکہ

رفتار تو دکہلا کی ز خود رفتہ بنا دو
نرگس کیطرح ہی ہمہ تن کبک دری آنکہ

دامن کی طرح چاک ہوی آنکہ کی پردے
او دست جنون سیکہ گئی جامہ دری آنکہ

جو اہل نظر ہین کبہی خود بین نہین ہوتی
دیکہو کہ ہی اس عیب نمایان سی بری آنکہ

کیا قہر ہوا آیت ابرو ہوے نازل
ڈرتی نگری دعوی پیغامبرے آنکہ

کشتی وہ لیی نوح کی مانند چلے آئین
طوفان بپا کر شب فرقت مین اری آنکہ

۱۲

رہتی ہین و تیر اشک کی جا ٹکڑی جگر کی
انرو زون ہوی کان عقیق جگری آنکہ

۱۳

دم بہر جو نہ دیکہی تجہی ای شک پری آنکہ
مژگان کی زبانون سی کری نوحہ گری آنکہ

جم جای تصور جو تری بوٹا سے قد کا
تہرا کی نہی صاف عقیق شجرے آنکہ

لی لیجیی شیشی ہین سفید اشک نہین ہین
تم بادہ کشی سیکہ گئی شیشہ گری آنکہ

جاؤ جو چمن کو تو کری فرش رہ ناز
بلبل جگر و فاختہ دل کبک دری آنکہ

دیکہا جسی بسمل کیا تا کا جسنے مارا
اوس آنکہ سی ڈرتی جو خدا سی نڈری آنکہ

جنبش او دہر اوسکو ہی تو گردش ادہر اسکو
ابرو ہی کہ شمشیر سپہی کہ بہری آنکہ

کیا دید کی قابل تری کوچی کی زمین ہے
ہر گام ہی نقش قدم رہگذری آنکہ

تم جہان کہ ہی ہو تمہین تاک رہا ہی
کیون دیدۂ روزن پہ اچہی لگی دہری آنکہ

کہتی ہی تری ناف و شکم دیکہ کی بلبل
رخسار گل تر پہ ہی نرگس کی دہری آنکہ

اے ماہ یہ سبب چشم فلک کی ہین اشارے
ایسی تو نہ تہی مائل بیداد گری آنکہ

نرگس جو گلستان مین ہی تو دشت مین آہو
ہر رنگ مین وہ کہلانی لگی جلوہ گری آنکہ

کدکا کہین وہ سرمہ کا دنبالہ اوٹہائی
ہی دست مژہ مین لیے پتلی کی پہری آنکہ

دیکہی وہ اگر چشم سیہ اور یہ خط سبز
نرگس کی سیہ آنکہ ہو طوطی کی ہری آنکہ

۱۳۱ ۔ وله ۔ ۲۰

تیغ عریان پہ تمہاری جو پڑی میری آنکہ
چشم بر ہم سی اچہی خوب لڑی میری آنکہ

نہ ہٹی پیٹ پر اوسکی جو پڑی میری آنکہ
بن گئی ناف شکم ایسی اڑی میری آنکہ

اشک گلرنگ پرونی ہی مژہ مین کیا خوب
کیا بنانی ہی یہ پہولونکی چہڑی میری آنکہ

تم رہی بام پہ یان لگ گئین آنکہین چہت سے
رات گنتی رہی ہر ایک گہڑی میری آنکہ

اس خجالت نے ابد تک مجہے سونے نہ دیا
ہجر مین لگ گئی تہی ایک گہڑی میری آنکہ

دُر دندان کی بہلا آئنہ کیا جانے قدر
اسکو دکہلاؤ جو بصر ہی بڑی میری آنکہ

خط رخسار نہین پای نگہ کی ہین نشان
عارض صاف پہ سو بار پڑی میری آنکہ

یاد آئی جو تری تیغ کا مالا قاتل
رو کی پیدا کری موتی کی لڑی میری آنکہ

رخنہ دیوار مین معمار بنانا کیا تہا
تو نے روزنکی عوض کیون نہ جڑی میری آنکہ

زندگی مین تو کیا مردہ ہم آپ مجہکو
دیکہون اب کیا ہو مری ساتہ گڑی میری آنکہ

زلف کیطرح سی زنجیر ہوی جاتی ہی نرم
کیا اسی نی یہ کیا مطلع ابرو موزون
چشم مین سرمی کا دنبالہ بنا کر نوکلی
نخل نرگس نہین تربت پہ نظارے کیلیے
نظر آئی گی زمین کشتی دریای فنا
باغبان پھر نہین یاد مین اک کوچی کی
کرتی ہی ایک نگہ مین لب نازک کو کبود
آئی تیرا جو تصور رہی تو پھر تعظیم
دل پر داغ ہوا دفن تو لالہ نکلا

پڑ گئی ہی جوش جنون مین یہ کڑی میری آنکھ
تم جو کہتی ہو سخن گو ہی بڑی میری آنکھ
کیون عصا ٹیک کی ہو جای کھڑی میری آنکھ
آئنی دیکھتی ہی راہ کھڑی میری آنکھ
دیکھ لینا جو مری ساتھ گڑی میری آنکھ
رو رہی ہی یہ گلستان مین پڑی میری آنکھ
کیا بنا دیتی ہی بسی کی دھڑی میری آنکھ
کیا عجب پای نگہ سی ہو کھڑی میری آنکھ
ادو گی نرگس جو گلستان مین گڑی میری آنکھ

۱۳۴
یاد آتی ہین مجھی حضرت ناسخ جو وزیر
کیا لگا دیتی ہی اشکون کی جھڑی میری آنکھ
۱۶

جیتی جی بس وہ بت رہا ہمراہ
دل دیا اوسکو پر یہ ڈرتا ہون
نہین یاران رفتگان کا نشان
اس مین کیا آپ کی ہی رسوائی
تجھی دیکھا جدھر نگاہ گئے
رنج تنہائے لحد نہ رہا

ہاتھ بندے کی ہے خدا ہمراہ
دشمن اک دوست کی کیا ہمراہ
لی گئی کیا یہ نقش پا ہمراہ
رہے گر مجھ سا پارسا ہمراہ
تھا تصور زبس ترا ہمراہ
یار کے غم کو لے لیا ہمراہ

شب کو جاتے ہو ساتہ لو مشعل
کبھی تو ہو یہ دل جلا ہمراہ

ہوی بعد اپنے بیو فا عشاق
لی نہ گئے یان سی ہم وفا ہمراہ

تیری رفتار کا مین کشتہ ہون
قبر تک آئیو ذرا ہمراہ

یہ دل بدگمان نہ دیکہ سکے
اگر اوس بت کی ہو خدا ہمراہ

تا سلامت تو آئی اے قاصد
ٹہہر اتنا کرون دعا ہمراہ

اوسنی تنہا مجھے نہ جانے دیا
غم فرقت کو کر دیا ہمراہ

ناتوان ہے بہت غبار مرا
تو ذرا رہیو اے صبا ہمراہ

رہی یان گردش اور جامہ دری
کاش لاتی نہ دست و پا ہمراہ

گالیان جیسی دین ہین دل لیکر
جا ہی گا یہ دیا لیا ہمراہ

۱۳۳

جا نہ تنہا تو اے شہ خوبان
ہو وزیر برہنہ پا ہمراہ

۱۲

سائل کا ہاتہ چوم لی دست خدا کی ساتہ
آیا ہی بادشہ تری در پہ گدا کی ساتہ

قاتل تلک پونہچ ہی گیا مین قضا کی ساتہ
بہولی کبہی نہ راہ جو ہو رہنما کی ساتہ

رونی پہ میری رحم کیا پر جفا کی ساتہ
بجلی گرائی خندۂ دندان نما کی ساتہ

جی ڈر رہا ہی دل جو گیا دلربا کی ساتہ
نا آشنا کو ہمنے کیا آشنا کے ساتہ

ڈہونڈہا ہی جسنی اوسکو تو پایا ہی آپ مین
دیکہو کہ قرب بندی کو ہی کیا خدا کی ساتہ

ساقی کی آنی کی یہ تمنا ہے بزم مین
دست سبو بلند ہی دست دعا کی ساتہ

وہ ناتوان ہون ہو رجو لیجای اجنون
چپ رہ کہ گفتگو ہی سی پڑتا ہی تفرقہ
دربان کی ضد سی دل مین ہے مرکر ابہی ہون خاک
اپنی خطا ہی زلف کو ہو کیون نہ پیچ و تاب
ہم خاک ہو گئے نہ ہوا ختم خط شوق

کہنچ جاؤن مین بہی دانۂ زنجیر پا کی ساتہ
ہوتی ہین دو نو ٹوٹ کہ جدا اک صدا کی ساتہ
سو بار جاؤن روزن در سی ہوا کی ساتہ
نسبت نہ تہی ہمین مشک خطا کی ساتہ
آخر ہمین چلی گئے باد صبا کی ساتہ

۱۳۴ بیجا تلاش دولت دنیا ہی ای وزیر
غیر از کفن نجای گا شاہ و گدا کی ساتہ ۱۷

مرتبہ پاتا ہے دست سیمبر مین آئنہ
کون دیکہی گا الٰہی اپنی منہ کو وقت صبح
دیکی دل اوس سنگدل کو سخت پچتاتا ہون مین
جوہرون نی اسکی ای قاتل مجہی دہوکا دیا
ذوق ایسا خودنمائی کا ہی روی یار کو
میری قاتل کو ہوا ایسا ہی خود بینی کا ذوق
پرتو رخسار جانان جلوہ گر ہر شی مین ہی
گہر مین اوسکی جا بجا عاشق ہین حیران کہڑے
یون کیا آگاہ اوسکو حسرت دیدار ہی
صندل پیشانی جانان پہ کرتا ہی نگاہ

صاف آتا ہی نظر چاندکی گہر مین آئنہ
غام ہی سی ہی تمنّاے سحر مین آئنہ
کیون دیا تہی کت بیداد گر مین آئنہ
صاف مین سمجہا کہ ہی تیری سپر مین آئنہ
بنگیا مصحف رجب مین اور صفر مین آئنہ
اب عوض خنجر کی رکہتا ہی کمر مین آئنہ
آنکہ ہو تو دیکہ ہر برگ شجر مین آئنہ
نصب ہو جسطرح ہر دیوار و در مین آئنہ
جا کی رکہ آیا مین اوسکی رہگذر مین آئنہ
یا الٰہی مبتلا ہو درد سر مین آئنہ

پشت پر اوسکی لگی ہوتی اگر تصویر یار
دیکھتا روزن بنا کر اپنی گہر مین آئنہ

دیکھکر مجہ ناتوان کی شکل کیا رسوا ہوا
ناتوان ہین بن گیا سبکی نظر مین آئنہ

پڑ گیا گر پرتو آب دُر دندان یار
ڈوب جائیگا ابہی آب گہر مین آئنہ

پڑ گیا جو عکس ابرو اسپہ قاتل نی کہا
دیکہ لو رکہتا ہی تیغ اپنی سپر مین آئنہ

لکہ سکا خط مین نہ جب وصف صفاے روے یار
دی دیا آخر کو دست نامہ بر مین آئنہ

رکہ کی عارض اوسپہ سویا تہا جو وہ آئینہ رو
بنگیا گل تکیہ اوس کا رات بہر مین آئنہ

۱۳۵
خال رخسار صنم دیکہا تہا اک دن ای وزیر
آج تک رکہتا ہی داغ اپنی جگر مین آئنہ
۱۷

بنگیا اعجاز دست سیمبر مین آئنہ
اب ید بیضا ہوا سبکی نظر مین آئنہ

جوہر آئینہ آئیگا نظر ہوے کمر
امتحاناً آپ رکہ دیکہین کمر مین آئنہ

صاف جب اوسکا شکم دیکہا کمر کی متصل
ہو گیا دہوکا کہ ہی اوسکی کمر مین آئنہ

خوبرویونکی بہی یان ہوتی نہین یکسان نصیب
کاٹہ کی گہر مین کوئی چاندیکی گہر مین آئنہ

دیکہتا ہون اوسکو پہرتی دست خوبان مین سدا
گہر سی گو نکلا نہین پر ہی سفر مین آئنہ

دیکہکر قد رخ ترا دیکہا تو حیرت ہو گئی
ہی عوض گل کی نمایان اس شجر مین آئنہ

خوبرو ہوتی ہین ہرجائی گلہ اوسکا نکر
دیکہ لی ہوتا ہی ایدل سبکی گہر مین آئنہ

تو دکہائیگا اگر روے عرقناک ای صنم
اشک بہر لائیگا اپنی چشم تر مین آئنہ

جا نہین سکتی مری حیرت سرا سی چاندنی
نصب ہی گویا ہر اک دیوار و در مین آئنہ

ایکدم پہیرا جو مُنہ اپنا دکہا کر یار نی
بیقراری سنی نہ ٹہہرا اپنی گہر مین آئنہ

چرخ نیلی مین نظر آتا ہی جیسی آفتاب
بنگیا عکس رخ قاتل سپر مین آئنہ

چشم بد سی دیکہی گر سوی در دندان یار
ڈوب جائی ای خدا آب گہر مین آئنہ

جنس حسن یار کو ہرگز گران دیکہا نہین
تول لیتا ہی اوسی اپنی نظر مین آئنہ

ہوگیا پوشیدہ خط سبز سے رخسار یار
چہپ گیا ان طوطیونکی مشت پر مین آئنہ

ہاتہ مجہ بیخود کا سر کا دی نکیون عارض سی وہ
کوئی بہی دیتا ہی دست بیخبر مین آئنہ

ہاتہ وہ رخسار پر رکہی ہوی بیٹہا جو تہا
مین یہ سمجہا ہی کف رشک قمر مین آئنہ

۱۳۶

رکہیو وحشت مین قدم اپنا سنبہلکر ای وزیر
ہی یہان ہر ایک سنگ رہگذر مین آئنہ

۱۵

شوخی تو دیکہو کہتی ہین اپنی چہپا کی ہاتہ
ہین آج دست غیب تری آشنا کی ہاتہ

اس مین ہی کیا گناہ نہ پکڑو ہٹا کی ہاتہ
ہین مصحف عذار پہ مجہ پارسا کی ہاتہ

آپہونچی صبح اپنا گریبان پہاڑ کر
مانگون دعا جو مین شب فرقت اوٹہا کی ہاتہ

چہوتا ہی خط سبز کو کیا غیر زرد رو
قسمت سی کاہ لگ گئی ہی کہربا کی ہاتہ

پونہچا ہی ہڈیان سگ دلدار تک مری
لیجا ہی چونچ مین جو نہین ہین ہما کی ہاتہ

کہتا ہی دل مرا کف رنگین پہ رکہکی پانو
کیا مال مفت آیا ہی دزد حنا کی ہاتہ

صیاد پر اوڑاتا ہی بلبل کی نوچ کر
ای تیغ شاخ گل تو عوض لی اوڑا کی ہاتہ

محشر مین پہیر دیا ہاتہ گریبان سے آپ کا
دامن سی ابتو جاتی ہو پہیری چہوڑا کی ہاتہ

چاہی اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر
موسی کو دی دیا ید بیضا جلا کی ہاتہ

اوٹہین جو آستینین تو اک صف اولٹ گئی
تیغ برہنہ ہوگئی اوس دلربا کی ہاتہ

مین بادہ کش فقیر ہون محروم خم کی خیر
ساقی ادہر بہی ایک پیالہ بڑہا کی ہاتہ

ہی آرزو ہی قتل اجی دم ندو مجہی
چہوٹا ہی نیمچہ تو لگا و بڑہا کی ہاتہ

دیکہو تو کیا ہی دست نگر تجکو کردیا
کس نازسی وہ کہتی ہین مجکو دکہا کی ہاتہ

تیری دہن کی مجہسی مضامین نہ بندہ سکی
جاتی رہی ہین غیب کی مضمون آکی ہاتہ

۱۳۷ — ۶

دیندار ہم اوسی کو سمجہتی ہین ای وزیر
دنیا سی جو کہ بیٹہہ رہا ہی اوٹہا کی ہاتہ

خط کو جانبازونکی درکار ہی کب سرنامہ
میرا مکتوب ہی عطار کا بیسرنامہ

گم ہوا لکھتی ہے حال تن لاغر نامہ
بنگیا نقطۂ موہوم سمٹ کر نامہ

دیکہی خط یہ نہین چاند سی رخسارون پر
دونو آئینون پہ لکہا ہی سکندر نامہ

گم ہوا ضعف سی یہ بین کہین ڈہونڈہی تلا
قاصد یار لیی پہرتا ہی گہر گہر نامہ

ہی مزا اگر بطامی خط سوی ساقی لیجای
لطف ہی پڑہ کی سنادی لب ساغر نامہ

نہ اوٹہا ضعف کی مضمون سی زمین گیر ہوا
بنگیا سایۂ مژگان کبوتر نامہ

۱۳۸ — ردیف یا — ۱۷

وہ پریزاد منانی سی خفا ہوتا ہے
اب سلیمان بہی اگر آئین تو کیا ہوتا ہے

آنکہین وہ دیکہ کی دم اپنا فنا ہوتا ہے
آج پیمانہ سی پیمانہ جدا ہوتا ہے

آبلی روئی ہین خون برنج بڑا ہوتا ہی — کوئی کانٹا جو کف پاسی جدا ہوتا ہی

ترک مطلب ہی جو مطلب ہی مرا ہوتا ہے — ہاتہ اوٹہاتا ہی مجہی دست دعا ہوتا ہے

آئنی کی وہین کہل جاتی ہی صفائی قلعی — تیری چہری کی مقابل جو ذرا ہوتا ہے

قفس تن مین نہ گہبرائیو ای طائر روح — جو گرفتار ہی اک روز رہا ہوتا ہی

جان شیرین دم آخر جو لبون تک آئی — بولا فرہاد کہ مرنی مین مزا ہوتا ہی

نہین معشوق بہی آزاد گرفتاری سی — ہاتہ مہندی ہی کی چہلی مین بندہا ہوتا ہے

راتدن سجدۂ شکرانہ ہی واجب منعم — کہ خدا دیتا ہی اور نام ترا ہوتا ہے

کونسی جرم کی تعزیر نہین پاتا ہون — مجکو ہر روز یہان روز جزا ہوتا ہی

یا تو آتی ہی نہ تہی آئی تو کرنی لگی قتل — وصل مین بند سی یان بند جدا ہوتا ہی

ہون وہ لاغر کف جانان پہ جو کہتا ہون ہاتہ مین — طائر رنگ حنا رشتہ بہ پا ہوتا ہے

توڑ کر آئینہ دل کو بناتی ہو عبث — اب سکندر بہی اگر آئی تو کیا ہوتا ہی

دم بہی آتا ہی مری لب پہ تو بس رک رک کر — ایکدم بہی وہ اگر مجسی رکا ہوتا ہے

کوئی ہم چشم نہین میری سیہ بختی کا — مین وہ سرمہ ہون جو نظرون سی گرا ہوتا ہے

شاخ طوبی اسی کہتی تو بجا ہی مطرب — خود بخود ساز ترا نغمہ سرا ہوتا ہی

۱۳۹

بسکہ جان ہون نہ مرونگا شب فرقت مین وزیر
سیکڑون بار اجل آئی تو کیا ہوتا ہے

۱۱

جو کہ طائر تری صدقی مین رہا ہوتا ہے — ایضاً — ای شہ حسن وہ اوڑتی ہی ہما ہوتا ہے

چومتا ہون لب شیرین وہ خفا ہوتا ہے
کیا شکر رنجی جانان مین مزا ہوتا ہی

ہم اسیرونکو قفس مین بہی ذرا چین نہین
روز دہڑکا ہی کہ اب کون رہا ہوتا ہی

دونو عالم مجہی تاریک نظر آتے ہین
جب تصور ترا ای زلف دوتا ہوتا ہی

اوربہی صاف ہوئے چرخ ہم آئینہ خصال
خاک مین توجو ملائی ہمین کیا ہوتا ہی

پوچہ لی تو دہن زخم سی میری اکدن
پہل مین تلوار کی قاتل جو مزا ہوتا ہے

صورت ماہ نو آتا ہی مہینی پیچہے
انہین باتونسی تو انگشت نما ہوتا ہی

کیا تری تیغ مین ہی نہر چمن کا پانی
جب بہار آتی ہی یان زخم ہرا ہوتا ہی

ایک ذری کو نہین ہوتی ہی جنبش بحکم
بت جو پہر جاتی ہین اللہ پہرا ہوتا ہی

جان کر ہیر اتن زار وہ ٹہکراتے ہین
کوہی تنکا جو سر راہ پڑا ہوتا ہے

سبکے نظرون سی گراتا ہی دلا دست سوال
ہاتہ مین یان اثر لغزش پا ہوتا ہی

۴۱ ولہ ۱۹

ای خیال گیسو جانان تری تاثیر سی
کم نہین دود چراغ داغ دل زنجیر سی

ہم وہ پیاسی ہین کہ اپنی پیاس کی تاثیر سی
آب جاری ہوا بہی قاتل تری شمشیر سی

ہجر مین ہوگا وصال اپنا اسی تدبیر سی
کاٹ ڈالین گی گلی کو ایکدن شمشیر سی

کون خوش چشم اوسکی آنکہونکا بہلا وحشی نہین
بیشتر آہو بہی دیکہی ہین بندہی زنجیر سی

وصف گلرویان کیا کرتا ہون مین رنگین بیان
عندلیبو پہول جہڑتی ہین مری تقریر سی

پردہ حیرت اوٹہا دیتا اگر یہ جوش عشق
آتی آواز عنادل گلشن تصویر سے

ہون وہ دیوانہ اگر لون ہاتہ مین شمشیر تیز
ہوا ہہی زنجیر پیدا جوہر شمشیر سے

رشک عارض سی تری کہاتا ہی گلشن پیچ و تاب
نکہت گل کم نہین ہی ای پری زنجیر سی

مجہسے پیری مین وہ ہو جو نوجوانون سی نہو
ہون کمان لیکن فزون طاقت ہی مجہمین تیر سے

میری خاک قبر پر دامن اوٹہائی آئیی
تا نہو خاطر مکدر خاک دامنگیر سے

تیر مژگان یاد آجاتا ہی جب ہنگام فکر
طائر مضمون تڑپنی لگتی ہین نخچیر سے

رات بڑہ جائی جو یاد زلف مین نالان ہو ہمین
ہو شب ظلمات پیدا نالۂ شبگیر سے

بر جہان مارین نگہہ نی زلف نی پہینکی کمند
تیغ سی ابرو نی مارا او مژہ نی تیر سی

باندہتا ہون سیکڑون مضمون غزال چشم کے
فکر میری کم نہین صیاد آہو گیر سے

ابر سی پانی جو مانگی اپنی کشت آرزو
آگ برسانی لگی وہ برق کی شمشیر سے

یہ ہمین ہین جو تری تصویر پر بہی ہین نثار
انس بلبل کو بہلا کب ہی گل تصویر سے

جسکو جوہر کہتی ہین وہ ہی ہمارے سرنوشت
قتل ہونگی ایکدن ظالم تری شمشیر سی

ای ستمگر تیری ابرو کی ہزارون کشتی ہین
اس کمان کو دیجیی نسبت قضا کی تیر سی

۱۴۱

ہمسری کی تہی جو اوس ساق بلورین سی **وزیر**
شمع ہی پابند موج اشک کی زنجیر سے

۱۹

کی مری ہاتہون نی بیعت حلقۂ زنجیر سی
سلسلہ میرا ملا زلف بت بی پیر سے

چاہیی ای نشۂ وحشت تری تاثیر سی
دور ساغر ہوی پیدا حلقۂ زنجیر سے

محو حیرت ہی جہان ای گل تری تقریر سی
کم نہین منقار بلبل غنچۂ تصویر سے

ای جنون مجہ وحشی بدمست کی تاثیر سی
قلقل مینا کی آتی ہی صدا زنجیر سے

یار کی آنکہون مین یون ہی سرمۂ دنبالہ دار
جسطرح آہو کو کوئی باندہ دی زنجیر سی

طفلی مین لکہتا تہا تیرونکی بنا کر تو قلم
تہی عیان مشق ستمگاری تری تحریر سے

تیری چشم سرمگین کا وصف اگر کرنی لگون
شمع بہی خاموش ہوجاتی مری تقریر سے

تہک گئی ہین پاؤن او رجاتی نہین سرگشتگی
سر مرا پہرنی لگا ہی نالۂ زنجیر سے

رکہتی ہین آغوش حسرت وا کمان کیطرح ہم
دیکہیی کب ہم بغل ہوتی ہین اسکی تیر سے

جب صفت وحشت مین کے اوس شکل شمع طور کے
لن ترانی کی صدا آنی لگی زنجیر سے

ہاتہ مین لی گا کمان وتیر جب وہ شعلہ خو
شمع روشن ہوگی خاقی مین کمانگی تیر سی

منفعل ہوتا جو تیرا خال ابرو دیکہتا
مانگتا پروانہ کو زاغ کمان پہ تیر سی

گر نہ بد خلقی سی کچہ ہو مار رکہی خُلق سی
کم نہین تسلیم ظالم کی خم شمشیر سے

خط ہوا مژگان جانانکی تصور مین رقم
ڈر ہی مرغ نامہ بر مارا نجائی تیر سے

کشتہ ہوتی ہین عدو سنکر مری اشعار کو
خون ٹپکتا ہی برنگ تیغ یان تقریر سی

میری مشت خاک پہ آتی جو وہ جاتی نہ پای
آرزو اتنی ہی اپنی خاک دامنگیر سی

اسقدر تیر افگنی کر ای مری ناوک فگن
آشیانہ تا قفس بنجای چوب تیر سی

قصۂ فرہاد کی دعوی کی ہین حال او سنی سُنا
سرگذشت اپنی کہی ہمنی بہی کس تدبیر سے

۱۲۶۳

گیسوی پرپیچ کی پہر پیچ مین آیا وزیر
صاف ہم پر کہل گیا اوجہی ہوی تقریر سے

۱۲

حنا سی سرخ جو تیری کف پا ہی سرو رعنا ہے
عیان ہی پشت پا سی رنگ یہ لطف کف پا ہے

نگہ بیتاب ہو کر یون سو خال سیہ دوڑے
کہ مرغ گرسنہ جسطرح سی دانی پہ گرتا ہی

بہری ہین اشک چشم تر مین پر روتا نہین تہین
بچشم غور دیکہو بند اک کوزہی مین دریا ہے

اداسی نخچہ پر نور رہا تہی پر نہین رکہا
یہ اوسنی لوح پر قرآن کی اتنا لکہا ہی

زمین شعر مین بڑہ بڑہ کی تیری اپنی گڑتی ہین
قلم تی یہ دم فکر سخن میدان باندہا ہی

خجالت دی رہی ہی ہمسری عہد جوانی سے
قد خم گشتہ سی ہر پیر اپنی پاؤن پڑتا ہی

نکیون ہو سنبلستان ثبت دود آہ سوزان سے
تری زلف پریشان کا دل وحشی کو سودا ہے

نگہ دزدیدہ سوی غیر یون کرتی ہین وہ آنکہین
نہان جسطرح بد پرہیز یان بیمار کرتا ہی

قطعہ

صفای پشت لب کا وصف ہو کیونکر بیان مجہسے
ہر اک دانت اوس سے یون بیساختہ کہلائی دیتا ہے

عیان ہین صاف مروارید درج لعل ہی گویا
نمایان چشمہ حیوان مین یا عقد ثریا ہی

عرق آلود رخ ہی چاندنی مین یون تنہ اکثر سے
کہ گویا گوہر اک دریای نورانی مین ڈوبا ہے

۱۴۳

ہلال چرخ ہی میرا رکاب توسن وحشت
وزیر اب عالم وحشت مین بہی میرا یہ رتبا ہے

۱۱

کیا ہی گناہ جام مین گر یان شراب ہی
زاہد فلک کی شیشے مین بہی آفتاب ہی

آنکہون کو کب ہی تاب اوسی دیکہین بی نقاب
گویا کہ ہی حجاب جو وہ بی حجاب ہی

ریگ روان کی طرح نہین ایکدم قرار
ہم خاک ہو گئی پہ وہی اضطراب ہی

نقطی مثال قطرۂ باران ہین سطر برق
مضمون اشک چشم سی نامہ سحاب ہی

ای طفل نی سوار نجا اور ایکدم
رہتی جو رات ہی تو ستاری ہین اوسکی دانت

دنیا کو کچہ ثبات نہین مثل نقش آب
جنت مین جائین یا کہین دوزخ نصیب ہو

کرتی ہین جس سی بات وہ دیتا نہین جواب
بی عطر جامہ کیون نہ معطر ہو یار کا

یان شہسوار عمر بھی پا در رکاب ہی
سلیہ جو چاندنی ہی تو رخ ماہتاب ہی

چشم فنا سی دیکہ کہ دریا حباب ہی
یہ پرسش عمل تو ہمین اک عذاب ہی

ہر اک سخن ہمارا مگر لاجواب ہے
گل ہی اگر بدن تو پسینا گلاب ہی

۲۴

جس شی کو دیکہہ آنکہہ سی خواب و خیال جان
بیدار ہی ای وزیر یہان عین خواب ہی

۲۴

کیا دیوانہ سبکو اوس پری نی ہاتہ کی تل سے
لبون پر دم ہی اور عشق مزہ جاتا نہین دل سے

جو وہ لیلی منش آیا کدورت مٹ گئی دل سے
لب شیرین کو کہتا ہی نہین کم نقل محفل سے

پہونکا جاتا تہا میرا جسم سوز آتش دل سے
مری محفل مین پہر میکشی وہ آفتاب آیا

عیان ہی آتش رخسار لیلی صاف شعلی سے
رہین گرد و محبوب انس کچہ وحشی نہین ہوتا

بغل مین مارتی دیوانی کیا پہرتا ہی صحرا مین

مسخر کر لیا ہی عالمونکو ایک فلفل سی
چوائی آب خنجر منہ مین کہہ دو سیری قاتل سے

ہوا ہی صاف آئینہ ہمارا گرد محمل سی
شکر رنجی نہین باتو نپہ ہتی ہی مری دل سے

بجہی دل کی لگی صد شکر آب تیغ قاتل سی
فلک سی مانگون اب شیشہ تو ساغر ماہ کامل سے

چراغ قبر مجنون کیا بنا ہی گرد محمل سی
نہین پروانی کو الفت چراغ ماہ کامل سے

صدا یہ آ رہی ہی اپنی زنجیر در دل سی

بچھی ہی چادر مہتاب وس کی جہپر کہیت مین / بجا ہی مانگی گل تکیہ اگر وہ ماہ کامل سی

ہمین ہر طرح سی یاری ونکی ہی مد نظر خاطر / چمن مین دیکھتی ہین وی گل چشم عنادل سے

ہمیشہ چاہتی ہی یہ ہماری سنگ بدمن کو / مزا اسکا کوئی پوچھی زبان تیغ قاتل سی

نظر کی اے پری جسنی ہوا تیرا وہ دیوانہ / اثر مین نقش پا افزون کہین ہے نقش عامل سے

قسم قرآن کی اسبات پر اے طفل کہاتا ہون / ترا چہوٹا سا یہ گٹکا نہین ہی کم حمائل سی

ہماری سلسلے سی کوئی دیوانہ نہین باہر / ہی مجنونکو بہی بیعت اپنی ہاتہونکی سلاسل سے

سفر مین سچ ہی سب کی دوستی کا حال کہلتا ہی / پہر آئی آشنا سا ری ہماری پہلی منزل سے

عبث لکھوا رہا ہی اے پری تعویذ الفت تو / مکان تیرا نہین کم خانہا ے نقش عامل سے

نہایت میری اشکونکی جہڑی پر غیر ہنستی ہین / گرینی بجلی الہی اب مری بیتابی دل سی

زمین پر جب مین چلتا ہون قدم پڑتا ہی گردن پر / خدا جانی ہی الفت مجکو کس زہرہ شمائل سے

یقین یہ ہی مری تاثیر وحشت سی وہ مجنون ہو / کوئی لیلی بنائی گر دل دیوانہ کی گل سی

جنون ٹہیرین مرقی پہ بہی یہ بیدماغی ہی / دہر ہی پہول چہاتی پر تو وہ بہی کم نہین سل سے

ہوی بدنام ناحق یہ ہماری دل کی بیتابی / سپند آسا نکالا یار کی گرمی نی محفل سے

چراغونکی طرح جلتی ہین آنکہین ہجر کی شب مین / نکلتا ہی عوض اشکونکی روغن آنکہ کی تل سے

تصور جلوہ فرما ہی وزیر اوس ودی خندان کا
صدای خندہ گل آرہی ہی گلشن دل سے

مرنی پر بہی ساتہ رنج گردش افلاک ہی / خاک ہو آرام چرخ سفلہ پرور خاک ہی

سبزۂ خط جلوہ گاہ روی آتشناک ہی
بادہ خوارونکی لیے یہ گردش افلاک ہی
کسقدر مرغی یہ دل بیتاب زیر خاک ہی
خاکساری زیر کر دیتی ہی ہر مغرور کو
چہرۂ گلگون ہی گلشن آنکھین ہین نرگس کے پہول
ہجر مین تار شعاع مہر ہی اشکون کا تار

چشمۂ خورشید تابان مین خس و خاشاک ہی
مہر و مہ ساغر ہین اور یہ چرخ گردان چاک ہے
ہین فلک ساکن زمین مین گردش افلاک ہی
دیکہلوا ہی سرکشوکو گردونکو زیر خاک ہی
برگ نرگس ہین بہوین اور شاخ نرگس ناک ہے
چشمۂ خورشید تابان دیدہ نمناک ہی

۱۴۶ — وله — ۲۵

سولائی قصہ خوان فرقت کی شب سویہ کہانی ہے
ہوی پوشیدہ ہم نظر و نسی ایسی ناتوانی ہی
حنائی ہاتہ کی تاثیر سی کیا سرخ پانی ہی
کہون کیا سیم تن کندن سا تیرا جسم جانی ہی
کتابی رخ ترا ای جان جان قرآن ثانی ہی
مرا کچہ حال کہکر ذکر مجنون کرتی ہین عاشق
دلایا فاتحہ قاتل نی اکثر آب آہن پر
مین اب مچہلی کا چہلا یار کی اونگلی مین پہنا دون
عجب اوس غیرت خورشید کی ہی گرم رفتاری
ہنسی ہی رات اگر تو ہین ستارہ ہی دانت سب اچہے

تری زانو ہی کی تکیے پہ مجکو نیند آتی ہی
شکست رنگ کی آواز بانگ لن ترانی ہی
مری قاتل کو ہاتہو بکا بہی ہونا خون فشانی ہے
پسینا منہ پہ جو آیا ہی یہ سونی کا پانی ہی
تری یہ بیدہانی شرح لفظ لن ترانی ہی
کتاب عاشقی مین اپنا قصہ پیش خوانی ہی
پس مردن بہی یاد اوسکو مری تشنہ دہانی ہے
بہت بیتاب و مضطر ہون یہی میری نشانی ہے
زمین پر ہر نشان پا چراغ آسمانی ہی
جو مکہڑا چاند سا ہی تو دوپٹا آسمانی ہی

ہنسی دیتی ہین ساغر قہقہہ زن شیشۂ می ہین
گلی ہین آج جو ساقی کی جوڑا زعفرانی ہی

نہین آتا ہی ہیجانی ہین ای مینای می ساقی
مچادی شور قلقل اب یہ کیا نغمہ بانی ہی

وہ نالان ہون اڑی جب رنگ آواز آئی نالونکی
مرا رنگ پریدہ طائر روح فغانی ہے

رہی ہم بیخبر بیٹھی کنارے گور کی پہونچی
دلا عمر روان مین صاف کشتی کی روانی ہے

نفس دزدیدہ آتا ہی مسیحا میری بالین پر
نہین تاب نفس ہی مجکو ایسی ناتوانی ہی

لکہا ہی اوسکی گہر جانی کا مینی اشتیاق ایسا
صبا کی طرح از خود میری نامی مین روانی ہے

تمع یار کیون ہی اس تری مچہلی کی چھلّی پر
مگر چاندی کی مچہلی کی لیے سونی کا پانی ہے

توانائی کبہی نزدیک اپنی آ نہین سکتے
ہماری ضعف کو اندر وزون حکم پاسبانی ہے

کہین گل سے زیادہ سرخ ہی رنگ اوس مے نوش کا
اگر ساقی کو بہی دیکہو تو رنگت ارغوانی ہی

کریگا ذبح گر وہ ہم نہ تڑپین گی نہ تڑپین گی
ہمین بہی ناتوانی آج قاتل کو دکہانی ہے

مری حالت پہ چہوٹون بہی بت روئی تو سچ جانون
جو بارش مینہ کی ہو سمجہون خدا کی مہربانی ہے

جدائی درمیان مین لاتی ہین ظالم تری باتین
کہون کیونکر نہ منہ پر تیری ہونٹونکی زبانی ہے

حقیقت جو ہی میری نقش پاسے میری ظاہر ہے
مرا چلنا نہین قاصد قلم کی یہ روانی ہی

جو منہ سی منہ ملاتی ہو یہ منہ دیکہی کی الفت ہی
زبان منہ مین نہین دیتی فقط الفت زبانی ہے

۱۴۷

مین وہ طوطی نہین گویا کوی آئینہ جو مجکو
وزیر الطاف ایزد سی یہ میری خوش بیانی ہی

۲۴

آنکہین لڑائین ہمنی جو اک خانہ جنگ سی
آئی صدا شکست کی چہرے کی رنگ سی

گھبرا کی یون وہ اوٹھ گئی میری پلنگ سی
زاہد جہاد کرتا ہون مین زور رنگ سی
ہر صید کو ہی عشق مری خانہ جنگ سی
سمجھا ہون میل سرمہ اسی مجکو دیکھنا
اللہ ری ادب کبھی نام بتان نہ لون
بت بھی نہ بھولین یاد خدا کی بھی کیجیے
گو مر گیا مگر وہی نازک مزاج ہون
وہ مست ہون خیال اگر میکشی کا آئی
کاٹی گی خوب غیر کو ای یار دیکھنا
دیکھی جو اوسکو چہرۂ جانان نظر پڑی
ساقی سی ایک جام کی بس آرزو رہی
دل چین زلف یار سے نکلا نہ عمر بھر
باہم اگر ہون شیشی تو خوف شکست ہی
وحدت بچای غم سی اگر دین دوئی کو چھوڑ
چھوڑی جو اپنی ہاتہ سی وہ شوخ مستانہ
ہوتی ہین دانت گوش صدف چہرہ بحر حسن
مطرب بجای آب ہون گر مجہ حزین کی اشک

جیسی کوئی غزال کری رم پلنگ سی
آنکھین لڑا رہا ہون بتان فرنگ سے
اوڑتا نہین ہی دیکھ لو طوطا تفنگ سی
آنکھین گڑ رہا ہون تمہاری خدنگ سی
جبتک مین کلیان نکرون آب گنگ سی
پڑھیی نماز کر کی وضو آب گنگ سے
چھاتی پہ میری پہول زیادہ ہی سنگ سے
نکلی شراب تاک سی او شیشہ سنگ سی
تلوار تیز کر مری مرقد کی سنگ سی
آئینہ گر بنی مری مرقد کی سنگ سی
شیشے بنی بھی سنگ سی ٹوٹی بھی سنگ سے
کچھ قید چین بھی کم نہین قید فرنگ سی
نازک دلونکو صلح زیادہ ہی جنگ سی
سرگشتگی کو کام نہین پا ہی لنگ سی
آواز قلقل آئی صدا ئی تفنگ سی
کچھ کم نہین ہی گیسو پر خم نہنگ سے
آواز گریہ آئی تری جلترنگ سے

جا نکلون کوی یار مین سو بار گر ہون دفن
کنج مزار کم نہین مجکو سرنگ سی

مانند شمع پونہچی عدم کو کہڑی کہڑی
استادگی ہماری فرزون ہی شلنگ سی

سنگ مزار قیس کو لیلی بنا دے طور
بجلی گرا دی شعلۂ آواز زنگ سی

بلبل نکل قفس سی کہ آ پونہچی فصل گل
پروانہ سیکہہ لی مری جہری کی رنگ سی

وہ صید ہون اگر مین دکہاؤنگا اپنی زخم
چلائیگی کمان بہی زبان خدنگ سی

۱۴۸

اوس سرو خوش خرام کا قمری ہون ای وزیر
چلتی تہی جسکی سایۂ شجر پای لنگ سی

۲۹

ہرگز نہ بہر رزق پہری عار و ننگ سی
گر آسیا بنی مری مرقد کی سنگ سی

[illegible]

ساقی ہوا ہی عشق کسی خانہ جنگ سی
مانلون کا [illegible]

روشن چراغ دیکہ کی جا لپٹی چنگ سی
پروانون کو شب اوسنی اڑایا پتنگ سی

بہرو ہی حوض شراب کی ساغر کو بنگ سی
گاڑہی چہنی ہی ساقیا اک سبزہ رنگ سی

الفت جو ہی مژہ سی دکہا دون مین یار کو
سرمہ لگاؤن میل کی بدلی خدنگ سی

تیر افگنی مین ایک ہی وہ دور چشم بد
سرمہ لگا دی آنکہہ مین میل خدنگ سی

گرمی سی خال رخ پہ تمہاری عرق نہین
ہندو نہا رہا ہی کوئی آب گنگ سی

وہ رحم دل ہون دل ابہی پہلو مین چور ہو
شیشہ بہی ٹوٹی گر مری مرقد کی سنگ سی

صد چاک ہو وہ دل نہو جس مین کہ تیری یاد
یارب تہی جو شیشہ ہو ٹوٹی وہ سنگ سی

ٹوٹی نہ دانہ بہی اثر ضعف سی مری
بالفرض آسیا بنی تربت کی سنگ سی

بعد فنا خیال جو اوس بت کا آگیا
رو یا لپٹ لپٹ کی مین تربت کی سنگ سے

آیا ہی میکدی مین جو وہ طفل محتسب
از خود سر اپنا پھوڑتی ہین شیشی سنگ سے

پتھر پڑین جنون کہ نہ مینی شراب پے
شیشی نہ جب تلک بنی لڑکونکی سنگ سی

ان آئنہ رخونکا نظارہ کیا کرے
دیوانہ ہی بنائی جو آئینہ سنگ سی

موزون طبیعتونکو نہ کیون ہو نفیسی انس
کیا رابطہ ہی دیکھو ترازو کو سنگ سی

دیوانی ہونگی دیکہ کی بادام چشم یار
از خود سر اپنا پھوڑینگی بادام سنگ سی

کیونکر نہ چاک گل کی روش ہو قبا سی یار
غنچی کیطرح شوق ہی ملبوس تنگ سی

جس بزم مین ہی شیشہ فلک ساغر آفتاب
پونہچا وہان مین نشۂ می کی ترنگ سی

فرقت مین جام می ہی پیالا تفنگ کا
ساقی فزون ہی گردن مینا تفنگ سی

ہون وہ پتنگ شبکو نہ آؤن جو مین تو شمع
تا صبح جستجو مین پھری پای لنگ سی

اوس شمعرو کو پاس ہی عاشق کی نام کا
فانوس کا غلاف رنگا ہی پتنگ سی

ای موت جلد آکہ یہ قصہ کہین چکے
نفرت ہی اوسکو صلح سی اور مجکو جنگ سی

کسطرح سے بچین مری بازو کی مچھلیان
وہ تیغ آبدار نہین کم نہنگ سے

ای شام وصل ہون کہین آنکھین مری سفید
آپونہچی صبح مرگ تری اس درنگ سی

گرمی کی اوسنی ہی تجھی اللہ ری نازکی
جلنی لگین ہتیلیان مہندیکی رنگ سی

نکلا جو رخ پہ خط تو ہوا صاف ہمسی یار
صیقل ہا اس آئنی مین نظر آئی زنگ سی

کھولیگا دام زلف اگر تو دم شکار
صیاد اوڑ کی آئیگا طوطا تفنگ سی

تیرا ادا ادہر لب معشوق ہو گیا
منہ کو اودہر لگایا جو ٹونی تفنگ سی

١٤٩

ہر آن ضعف سی ہی دگرگون وزیر رنگ
تصویر نہی کہینچے گل رعنا کی رنگ سی

٢٠

مری تربت پہ شور بلبلان ہے
چراغ قبر شاید گلفشان ہے

سگ جانان کی خاطر استخوان ہی
ہما تو بے بلایا میہمان ہے

بدن وہ روح کا جسپر گمان ہی
گلی سی پان کی سرخی عیان ہے

بدن مین اوس سہی قد کی ہو گیا تل
الف مین دیکہ لو نقطہ کہان ہے

اگر دیکہی اودہر تنکی چہنے برق
ہمارا اوس چمن مین آشیان ہے

جہان ای ماہ تو ہے جلوہ فرما
زمین کا ہیکو ہے وہ آسمان ہی

بہا دریای خون زخمون سی ایسا
جنازہ خود بخود میرا روان ہے

چمن مین نوچے ہین صیادنی پر
بہار گل ہے اور اپنی خزان ہے

سبکروحی سی بوی گل بنا ہون
وہ بلبل ہون کہ غنچہ آشیان ہے

زبس رہتا ہے تیرا نام لب پر
دہن پر میری خاتم کا گمان ہے

عجب انداز سی بیٹہا ہی وہ ماہ
کہ کرسی پر گمان آسمان ہے

کوئی یوسف ہی اوس چاہ ذقن مین
نہین خط گرد اوسکی کاروان ہی

کوئی ڈرتی ہین سرکشی سی ہم مست
کہ سر شیشی کی گردن پر کہان ہی

کرون نالہ تو دم بلبل کا پہڑکے
برنگ برگ گل میری زبان ہے

ہی سایہ چاندنی اور چاند مکہڑا ‖ دوپٹا آسمانی آسمان ہے

ہین ایسی کفش پای یار مین گل ‖ جہان وہ پاؤن رکھی بوستان ہی

ہنسا دیتی ہی ہر اک زخم تن کو ‖ تری تلوار شاخ زعفران ہے

ہماری ہڈیان کہانا سمجہکر ‖ ہما آخر تری سے استخوان ہی

رہی ہم اس چمن مین خانہ بردوش ‖ وہ بلبل ہین پر و بال آشیان ہی

۱۵۰

وزیر اسنے نہ کی کچہ دستگیری
ہمارا ہاتہ ہے اور آسمان ہے

۱۷

دی مجہی خلعت شہادت کا خدا کی واسطی ‖ تیر کا دستہ منگا میری قبا کی واسطی

شاخ سی گل نکلی تیری کفش پا کیواسطے ‖ باغ مین کنگہی اوگی زلف دوتا کیواسطی

کی سگ جانانکی خاطر استخوانکی احتیاط ‖ قینچیان لگوائین تربت پر ہما کیواسطی

بعد مردن قبر مین بہی لائی بوی زلف یار ‖ ایک دروزن بنا دیتا صبا کی واسطی

ہم فقیرونکی نہ کہائی سگ بہی ہرگز استخوان ‖ ہڈیان ہین بادشاہونکی ہما کی واسطی

اوڑنی دین کسطرح ای ظالم لکیرین ہاتہ کی ‖ دام ہین یہ طائر رنگ حنا کی واسطی

چاندنی چہٹکی ہماری اشک کی سیلاب سے ‖ رات کو روئی جو ہم اک مہ لقا کیواسطے

ہون وہ میکش گر نہ آیا میکدہ مین ایکدن ‖ ہر سبو نی ہاتہ پہیلائی دعا کی واسطی

پیرہن بہی گر رنگی اپنا تو مٹی مین رنگی ‖ خاکساری چاہیئی اتنی گدا کی واسطی

کردیا ہی غم نی کاہیدہ مجہی کیا ہی عجب ‖ استخوان تن سی جو نکلین کہربا کیواسطی

اوسکا سنگ آستان کیونکر چہوٹی ہمسی جنون
سنگ مقناطیس ہی زنجیر پاکی واسطی

ہون وہ پیاسا اشک کہ اپنی آنکہونمین پہرا ہون
ہاتہ پہیلاون نہ مین آب بقاکی واسطی

آرزو بس یہ رہی ہرگز نہو کچہ آرزو
گر دعا مانگی تو ترک مدعا کی واسطی

ہو گوارا رنج اونہین جنکو ہو آرایش پسند
ہاتہ بندہوائین حسینین رنگ حنا کیواسطی

روون جب دریا پہ اوسکو خوف ہو طوفانکا
ناخدا دینی لگی مجکو خدا کی واسطی

ہوکی زخمی اپنی قاتل سی یہ مین راضی ہوا
سیکڑون منہ ہوگئی پیدا دعا کیواسطی

۱۵۱۰ بخشش دی اپنی کرم سی ای خدا جرم فرید
مصطفے کی واسطی اور مرتضیٰ کیواسطی ۲۵

کعبۂ ابرو دکہا او بت خدا کی واسطی
شکل مژگان ہاتہ اوٹہائی ہون دعا کیواسطے

یارب آئی باغ مین وہ گل حنا کی واسطی
ہاتہ پہیلائی ہین شاخون نی دعا کیواسطے

ضعف نی ایسا گہلایا ہی اوسی ملتی نہین
استخوان میری ہوی عنقا ہما کی واسطی

ماہ تابان تو ہی اور تیری قبا مہتاب ہی
چاہیی دستہ ستارونکا قبا کی واسطی

ہون وہ دیوانہ مرا چہلا جو لی تو ہاتہ مین
ای پری وہ طوق ہو دزد حنا کیواسطی

سیکڑون گل پس گئی اور بلبلونکا خون ہوا
جب گیا گلشن کو وہ ظالم حنا کی واسطے

کیا برابر میری سینی پر لگائی اوسنی تیر
بس یہی دستہ مناسب تہا قبا کیواسطے

لاکہ دروازہ کری تو بند خط بہیجین گے ہم
روزن دیوار ہی درہی صبا کی واسطی

تیری راہ شوق مین اسد رچہلا غر ہوگیا
بنگیا مژگان مین حشیم نقش پا کیواسطی

دستگیر و نکلانہ احسان ضعف نی ہونی دیا
ہاتہ اوٹہ سکتا نہین میرا عصا کیواسطی

جو کہ قانع ہو وہ بچ جائی فریب نفس سے
دام کب صیاد پہیلائی ہما کی واسطی

بار احسان ہو جو سر پر استخوان ہون چور
سنگ ہی سایہ ہما کا مجہ گدا کی واسطی

اسقدر تعظیم کا عادی ہون گر دیکہون کبہی
استخوان تن سی نکل آئین ہما کیواسطی

ای پری پیکر ہلادون عرش کی زنجیر کو
جب کرون نالی تری زلف دوتا کیواسطے

سچ تو یہ ہی آدمی سا کوئی خود مطلب نہین
کی عبادت بہی تو حور ومہ لقا کی واسطی

خرمن عالم مین جو دانہ مری قسمت کا ہی
برق کی خاطر ہی کب ہی آسیا کیواسطے

اوٹہ کی بتخانی سی کعبی کو اگر جانی لگون
برہمن دینی لگین مجکو خدا کی واسطی

ڈہانپتی ہین منہ کو اپنی چادر مہتاب سی
روتی ہین راتونکو ہم اوس مہ لقا کیواسطے

زندگی تک ہی یہان اہل سعادت کی بہی قدر
بعد مردن ہی مگس رانی ہما کی واسطی

اونکی آرایش یہان ہی جو کسی قابل نہین
ہی حنا اس باغ مین بیدست وپا کیواسطے

زخم کہاؤن یار کی تلوار کا پانی پیون
غیر کا احسان لون آب وغذا کیواسطی

ہجر کی شب صبح ہونی کی کرون گر آرزو
پنجہ خورشید پیدا ہو دعا کی واسطی

دینی گردنکو جہکائی ہی مہ نو دیکہ لے
خوب رو پیدا ہوی شرم وحیا کیواسطے

کفش نو گر تو پہن کر روندی قبر عاشقان
سر نکالین دوست دشمن زیر پا کیواسطی

اشک خونین سی ہی گلگون رخت عریانی وزیر
رو رہا ہون اک گل رنگین قبا کی واسطی

منزلت ہی مثل کعبہ ابروی خمدار کی
طوف گردش نہی کیا کرتی ہین آنکھین یار کے

بل بی گرمی آتش رنگ حنای یار کی
بن گئی نی ہاتہ مین منقار موسیقار کی

کرتی کچہ تعریف تیغ ابروی خمدار نے
گر دہان زخم مین ہوتی زبان تلوار کی

خوب روندا پای گلگون سی ہماری قبر کو
چادر گل نقش پای یار نی تیار کے

عکس دندان سی بنا موتی کا مالا تیغ مین
جوہری سی پوچہی قیمت تری تلوار کی

آستین سنی گر ہوی باہر مری دست جنون
دہجیان اوڑتی پہر ہنگی دامن کہسار کی

کفش زرین سی ستاری جہڑتی ہین وقت خرام
سیر دیکہو اب زمین پر کوکب سیار کی

دخل کیا ہی حشر تک چمکی جو تیغ آفتاب
تا بمشرق دہوم ہی اوس مغربی تلوار کے

روزن آتی ہین نظر اشکون مین موتی کی طرح
وقت گریہ یاد ہی کس روزن دیوار کی

آئی جب وہ شمع فانوس خیالی ہو مکان
صدقی ہون پہر پہر کی تصویرین در و دیوار کے

عندلیبین بلبلونکی طرح غرق آب ہین
بی تری روتی ہین یہ آنکہین نرگس بیمار کی

اپنی قد کا وہ لب جان بخش سی کرتا ہی وصف
آپ تعریفین مسیحا کر رہا ہی دار کی

روتی روتی سر سی گذرا ہجر مین سیلاب اشک
حالت اب مثل کف دریا ہی یان دستار کے

دیکہی دریا مین سکندر کی جو پتلی وہی وہ
پتلیان یاد آئین میری چشم دریا بار کی

ہون مین وہ عاصی کہ روز حشر ہر ہر عضو سے
آئی گی آواز یا غفار یا غفار کے

۱۵۳

بادشاہ شاعران ہون گو تخلص ہی **وزیر**
دہوم ہی ملک معانی مین مری اشعار کی

۱۵

کچھ حقیقت سنیئی میری دل سی چشم یار کی — پوچھیی بیمار سی حالت جو ہو بیمار کی

آنکھ کب ہو جبہ پڑتی ہی کسی میخوار کے — ہی صراحی دار گردن ساقی سرشار کی

کہا کی زخم نوک مژگان ہو نگا ابروسی شہید — تیزہ بازی ہو کی نوبت آئی گی تلوار کی

ہو گئی صیقل ہی ظالم بارہ ہی رکھی گئی — تو جو بگڑا ہمسی بن آئی تری تلوار کی

گھر ترا ہی گلشن فردوس رضوان پاسبان — حور تو غلمان ہین تصویرین در و دیوار کی

اوسکی رخ کو میری داغ دل کو باندہین آفتاب — لکھین تعریف ایک شاعر نور کی او ر نار کی

اوس بت بیدین پہ ہم دیندار ہی مرنی لگی — برہمن زنار پہنا دی کفن کی تار کے

چشم مین پتلی کی بدلی ہی کسی بت کا خیال — آنکھ کی ڈوری پہ اب پہنی کہون زنار تے

رات کو بھی چھپ کی اوسکی گھر مین جا سکتی نہین — چاندنی چھٹکی ہوی ہی سایہ دیوار کے

ہون مین وہ بلبل قفس مین بھی نہ بھولا یاد گل — جب اوڑی چہرہ سی رنگت راہ لی گلزار کے

مشکلون سی یار کی دیوار مین روزن ہی — کین ہین مین نی منتین ہی منتین معمار کی

ساز سی بی یار آئی کیون نہ رونیکی صدا — تار مین صورت ہی مطرب آنسوؤنکی تار کے

ہی وہ میر اکفر جسکی ہین مسلمان معتقد — ٹوٹی گر زنار آواز آہی استغفار کے

تب مزا ہی ہو ہماری منہ مین قاتل کی زبان — اور دہان زخم مین بھی ہو زبان تلوار کی

شعلہ آواز سی جھڑتی جو ہین چنگاریان — نی بنائی توتی کیا منقار مو سیقار کے

۱۵۴ — ولہ — ۲۲

یاد گیسو مین جو آتا ہی کبھی ہوش مجھی — سارا عالم نظر آتا ہی سیہ پوش مجھے

سر پٹکتا ہون پلا دی می سرجوش مجھی — ساقیا دیر کہ پہر آنی لگا ہوش مجھے
مثل شبنم چمن دہر مین بی سامان ہون — پہر اگر مجکو دیا تو نہ دیا دوش مجھی
نہ سنون کوئی بہی آواز سوا قلقل کی — ساقیا پنبۂ مینا دی پی گوش مجھے
اسقدر بہول سا کہڑا ہی ترا سرخ و سفید — گل تری آگی نظر آئی سیہ پوش مجھے
کاسۂ ماہ کو دی پٹکون خم گردون پر — ساقیا آئی جو مستی مین کبہی جوش مجھی
لن ترانی جو کہو گی تو سنو گی تم بہی — ایسا نظروں سی کیا ضعف نی روپوش مجھے
نہ سنون کوئی بہی آواز انا الحق کی سوا — چاہیی پنبۂ منصور پی گوش مجھے
ہجر مین مر نہ گیا منہ اوسی کیا دکہلاتا — شکر صد شکر کیا ضعف ہی روپوش مجھی
آج یہ ہجر کی شب رنج وہ دکہلاتی ہے — غم فردای قیامت ہی فراموش مجھی
صورت آبلہ بس زیر قدم ہو گردون — آئی اگر عالم وحشت مین ذرا جوش مجھی
گلفشان ہی جو چراغ سحری خوش ہونگا — یاد دکہلای گا پہر صبح بناگوش مجھے
شور قلقل وہین کچہ یاد دلا دیتا ہے — بہول جاتی ہین جو یاران قدح نوش مجھی
آگئی لغزش مستانہ کسی مست کی یاد — دور ساغر نی کیا بزم مین بیہوش مجھی
فرقت گیسوی ساقی مین جو غم کہاتا ہون — کہتی ہین ساری سیہ مست بلانوش مجھی
ڈر گیا مین کہ بس اب صبح کا تارا نکلا — نظر آیا جو شب وصل در گوش مجھے
جوہر تیغ کا آئینہ تن پر ہے عکس — آج قاتل نظر آتا ہی زرہ پوش مجھی
ساغر عمر تلک ہوا ہی لبریز شراب — صورت می اگر آجای ذرا جوش مجھی

نالی سنکر مری تنگ آ گئی وہ بت کہنی لگا
مثل گل کیون نہ کیا حق نی گرانگوش مجھے

اوٹھ گیا پہر مری پہلو سی وہ عیسی میرا
پہر لحد آج دکھانی لگی آغوش مجھے

ہون وہ نخچیر جو چلائی کمان دون تو آ
شکل سوفار ملی ہین لب خاموش مجھے

ساغر عمر کو اللہ نے لبریز کیا
جام تو نی نہ دیا ای بت مے نوش مجھے

۱۵۵ ولہ ۱۹

ایسا اک جام دی ای ساقی مینوش مجھے
دونون عالم نظر آنی لگین بیہوش مجھے

میری چپ رہنی سی ظاہر ہوا عشق نہان
لب اظہار ہوی ہین لب خاموش مجھے

دیکھکر بزم مین ساعد کو تری مرنی لگی
شمع فانوس نظر آتی کفن پوش مجھے

آ گئی نرگس مخمور کسی مست کی یاد
دیجیو جام اجل ساقی مے نوش مجھے

نالۂ مرغ سحر ہو گی صریر خامہ
لکھنے ہی اب صفت صبح بناگوش مجھے

بیخودی مین ہی جو اک نرگس مخمور کی یاد
گردش جام دکھاتی ہی رم ہوش مجھے

صاف باطن ہون نہین زینت ظاہر درکار
شکل آئینہ بنایا ہی نمد پوش مجھے

بار سر اوترا گئی یار ہوا پہر پیدا
شمع سان کر نسکا کوی سبکدوش مجھے

مر ہی جاؤن گا اگر صبح کا تارا نکلا
یاد آئی گا کسی مہ کا در گوش مجھے

لب اگر وا ہون تو نابود ہون مانند حباب
یہ نہی حکمت ہی بنایا ہی جو خاموش مجھے

بہر کی اشک آنکہونمین ساغر سی گرے آتی ہین شراب
یاد کرتی ہین لب مرگ جو مے نوش مجھے

ہی یقین چرخ کی اس تفرقہ پردازی سے
قبر سی دیکھ سکیگا نہ ہم آغوش مجھے

ہجر مین سر کو ہی پہوڑا تو نہ نکلی آواز
شرمگین چشم نی کسکی کیا خاموش مجھی

ہی ہر اک شام کی ای ماہ سحر آخر کار
زلف سرکا کی دکھا صبح بناگوش مجھی

کہتی ہی شمع زبان سی یہی ای رشک چمن
گل ہون مین تو جو کری بزم مین خاموش مجھے

ہون وہ بی سر پہری ہاتہون پہ سدا آتش ہے
شیشی کی طرح بنایا ہی سبکدوش مجھے

کرتی ہی سر کی دنبالی کا شکوہ تری آنکھ
دیکھو آہو سی بنایا ہی سیہ گوش مجھی

سنگ مرقد سی مری شیشی نو وہ بنوایا ہی
نہ کیا مرنی پہ ساقی نی فراموش مجھی

۱۵۶

گرچہ ہون اپنی زمانی کا فغانی مین وزیر
دو ہی باتون مین کیا یار نی خاموش مجھی

۴۷

برق و باران جسکو کہتی ہین مرا افسانہ ہے
کچھ حقیقت رونیکی کچھ حال ہنستا بانہ ہی

گنج ہوتا ہی وہان اگر جہان ویرانہ ہے
خانۂ ویران ہر درویش دولتخانہ ہی

نشہ ای نی ہر ہر قدم پر لغزش مستانہ ہی
نقش پای ساقی جہوش خط پیمانہ ہی

کسکی شمع حسن سی روشن مرا کاشانہ ہی
بنگیا ہی کرمک شب تاب جو پروانہ ہی

صاف کہ دیجی کہ دل مین جلوۂ جانانہ ہے
لامکان جو شوخ تہا اب وہی صاحبخانہ ہے

صورت قلقل نوای بلبل اب مستانہ ہے
ہی ہر اک غنچہ گلابی جو ہی گل پیمانہ ہی

گر سگ کوی بتان کہاتا نہین دیوانہ ہے
میری شمع استخوان کا ہر ہما پروانہ ہی

یان دم تحریر یاد نرگس مستانہ ہی
موج می ہی کلک خط میرا خط پیمانہ ہی

ایک عالم یار تیری حسن کا دیوانہ ہی
گل جو ہی بلبل ہی اور جو شمع ہی پروانہ ہے

دور ساغر کو جو ہی تیری حنائی ہاتہ سے
شعلۂ آواز قلقل کی جو دیکہین گر یہ مان

دیکہ لیتی ہین وہ دلمین جو نہین دیکہا کبہی
تاکتا ہی کسکی چشم مست زاہد وقت دور

توڑتا ہی شیشۂ خالی ریاض بزم مین
ہاتہ مین شمشیر بران رہتی ہی روز وغا

شمع عکس روی روشن آئنہ فانوس ہی
ای صدف تیری طرح محتاج نیسانکی نہین

ای صنم یکتائی اسلام کی ہی یہ دلیل
ملتی ہین ہر ہیت کی نقشی سی تری نقش قدم

برسون گذری ہین خیال یار ہی آیا ہین
یاد کرتی ہین کسیکا مصحف رو طفل اشک

کرمک شب تاب کی مانند اوڑتی ہین چراغ
خوشۂ پروین پہ ای دہقان چرخ اتنا نہ پہول

مین جو آنکہو نسی لگاتا ہون اولجہ پڑتا ہی
جو حسین ہی اوسکا ہر جائی بہی ہونا ہی ضرور

شیشہ و ساغر لگائین مجکو تیہر کی عوض
شعلۂ جوالہ ساقی گردش پیمانہ ہے

شمع مینا بنگیا ہی جام می پروانہ ہی
جام جم کہتی ہین جسکو کیا یہی پیمانہ ہی

مثل دور جام می گردشمین ہر اکدانہ ہے
باغبان ساقی ہی مینا سبزۂ بیگانہ ہی

دستگیری رنج مین کرتا ہی جو مردانہ ہے
جوہر آئینہ ہر اک صورت پروانہ ہی

صورت گوہر ہمارا اشک آب ودانہ ہی
دیکہلی ہی ایک کعبہ لاکہ جا بتخانہ ہی

پاؤن کا تیری نشان جسجا ہی وہ بتخانہ ہے
ہم ہین اور تنہائی مین کیا اندنون یارانہ ہے

دیدۂ گریان مرا ہم چشم مکتب خانہ ہے
تیری دیوانی کا وحشت خیز یہ کاشانہ ہی

برق خرمن ہی ہماری کشت کا جو دانہ ہے
پنجۂ مژگان تری گیسو کو مثل شانہ ہے

شمع ماہ و مہر سی روشن ہر اک کاشانہ ہے
کہدو لڑکون سی یہ دیوانہ تو کچہ مستانہ ہے

دل دہڑکتا ہی نہ قاصد پہ کہین بجلی گری — میری نامی مین رقم کچھ حال بیتابانہ ہی
داغ سوزانسی ہی مثل شمع روشن دل مرا — کر یک شب تاب کی مانند یہ پروانہ ہی
لی اوڑی ہی حسرت دیدار روی یار کے — شمع کو شعلہ برنگ شہپر پروانہ ہی

۱۵۷

ہین عصا بردار آہین اور ہجوم اشک فوج
ای وزیر اس مفلسی مین شوکت شاہانہ ہی

۲۰

ایسی مری یوسف کی ہی رخسار مین گرمی — جلتی ہین خریدار ہی بازار مین گرمی
تم آہی نہین داغ دل زار مین گرمی — ای میری خلیل اب نہ رہی نار مین گرمی
کانٹا جو چبھی پاؤن مین ہو آبلہ پیدا — ایسی ہی مری وادی پرخار مین گرمی
موسی کی طرح مردم چشم آئین غش مین — بیطرح ہی برق نگہ یار مین گرمے
سردی نفس سرد مین ہی آنکھونمین ستا — رہتی ہی سدا داغ دل زار مین گرمی
قد صاف ہی سانچی مین ڈہلا شمع کیصورت — ہی شعلہ صفت آتش رخسار مین گرمی
مچھلی مری بازو کی بنی شکل سمندر — ایسی تب غم سی ہی تن زار مین گرمی
غیرون پہ گری شعلۂ آواز سی بجلے — اللہ ہی کیا ہی تری گفتار مین گرمی
حمام کرو خانۂ دل سوختگان مین — آہو نسی ہی سقف و در و دیوار مین گرمی
قسمت مین ہی جلنا نہ وہان بھی ملی آرام — پیدا ہو تری سایۂ دیوار مین گرمے
تبخالی پڑی پیتی ہی خون تہا یہ مرا گرم — پیدا ہوی ظالم لب سوفار مین گرمی
پھل برق ہی اور قبضی مین سم کی گرہ ہے — قاتل ہی سراپا تری تلوار مین گرمے

پہنکتا ہی مرا جسم تپ ہجر بتان سی — ہی نبض کی صورت مری زنار مین گرمی
ڈرتا ہون کہ جوہر کی چمن مین نہ لگی آگ — بجلی کی طرح ہی تری تلوار مین گرمی
زاہد جو کری سامنا ہو جای سیہ رو — خورشید سی ہی تیری سیہ کار مین گرمی
خلخال پہ ہی شعلۂ جوالہ کا دہوکا — اُن شعلہ رخونکی ہی یہ رفتار مین گرمی
دیکہی تو ابہی جلنی لگی خرمن مہ بہی — بجلی سی فزون ہی نگہ یار مین گرمی
ای چرخ تجہی صورت تبخالہ بنایا — ایسی ہی مری آہ شرربار مین گرمی
دون شمع سی تشبیہ تو اکدم مین پگہل جای — گیا آتش غم سی ہی تن زار مین گرمی

۱۵۸
تا سو مین نہ تہی صفت شمع ہی سوزان
ایسی ہی وہ زیبا مین دل افگار مین گرمی
۱۴

آہو نسی ہی اب کوچۂ دلدار مین گرمی — چلتی ہی ہوا گرم ہی گلزار مین گرمی
بیٹہا تہا مین دل سوختہ تکیہ جو لگا کر — ابتک ہی تمہاری در و دیوار مین گرمی
منہ پہیر لی مژگان کی طرح ابر جو دیکہی — ای برق ہی ایسی نگہ یار مین گرمی
جلتی ہین یہ آنکہین مری جہانکون جو کبہی مین — پیدا ہو تری روزن دیوار مین گرمی
ہر سنگ ہوا موم رگ سنگ سے بنی شمع — نالون سی مری زور ہی کہسار مین گرمی
بلبل وہ ہون نالون سی جلادون مین چمن کو — ققنس کی طرح ہی مری منقار مین گرمی
ہوتا ہی بہت گرم مری آہ وہ سنکر — اب میری سبب سی ہی مری یار مین گرمی
یون جسکی گرمی سی تری جلتی ہین آنکہین — جسطرح ہو تپ سی تن بیمار مین گرمی

بل کہائی نہ کس طرح سی موی کمر یار | شعلہ ہی قد گرم ہی رفتار مین گرمی
مہتابی مین کوٹہی کی ہی خورشید کا عالم | کیونکر نہو تیری در و دیوار مین گرمی
ای جان تری نقش قدم سی ہی چراغان | ایسی ہی کہان کبک کی رفتار مین گرمی
جاتی ہی تری پڑ گئی اوس ایسی گلون پر | سرد آتش گل ہی نہین گلزار مین گرمی
زلفین ہین دہوان شعلی ہین وہ دست حنائی | نسہی کف پا تک ہی مری یار مین گرمی
ہر شعر مرا مطلع خورشید سی ہے گرم | ہون برق زبان ہے مری اشعار مین گرمی

۱۵۹ ولہ ۱۷

آنکہین کہلی ہوی ہین عجب خواب ناز ہی | فتنہ تو سو گیا ہی در فتنہ باز ہے
کچہ حال اپنی زلف کی دیوانی کا نپوچہ | بس مختصر ہی کر کہ یہ قصہ دراز ہے
دل خانۂ خدا ہی نہ دی ان بتون کو جا | اوبی تمیز کچہ بہی تجہے امتیاز ہے
محراب تیغ یار سی پہیرا نہ منہ کبہی | جسکا نہین سلام وہ اپنی نماز ہے
کہتی ہین صبح پرتو رخسار یار کو | مشہور شام سایۂ زلف دراز ہے
پتہر گداز ہونی سے بنتا ہے آئنہ | روشن ضمیر ہی تو اگر دل گداز ہے
گردون سی ایک عقدۂ دل وا نہو سکا | بیفائدہ ہلال کا ناخن دراز ہے
دانی ہین دانہ رشتۂ تسبیح دام صید | زاہد ہر ایک بستۂ صد حرص و آز ہے
مستونکو کیون نہ قلقل مینا پہ حال آئی | ساقی ہی مطرب اور ہر اک شیشہ ساز ہے
شیشہ ہی مثل شمع یہان جام می تنک | ہم دل جلون کی بزم مین سوز و گداز ہے

ٹپکی جو میری زخم کی انگور سی شراب
گرم نظارہ کیا وہ مرا مست ناز ہی

پونہچا دیا ہی عشق بتان نی خدا تلک
کیا نردبان بام حقیقت مجاز ہے

دیکھو ذرا زمانۂ الفت کا انقلاب
محمود ہی غلام تو صاحب ایاز ہی

محراب کعبہ سمجھے ہم ابروے یار کو
مژگان پہ صاف شبہہ ہوا جانماز ہی

ہم وہ شراب خوار ہین خمیازہ کش جو ہون
آنی لگی صدا کہ در توبہ باز ہے

موتی صدف مین دانۂ انگور کیون نہ ہون
دریا مین جلوہ گر وہ مرا مست ناز ہی

١٦٠

جھک جای کیون نہ شاخ ثمردار ای **وزیر**
افتادہ جو کوی ہی وہی سرفراز ہی

١٠

ابروی یار کعبۂ اہل نیاز ہے
آنکھین کھلے نہین ہین در توبہ باز ہی

قلقل ہر ایک شیشہ ہی کہ رہا ہی کیون
ساقی خموش کیا وہ مرا مست ناز ہی

آئینۂ عذار بتان کیا بنا ہے صاف
ہاتہ اوسکی جو مہی عجب آئینہ ساز ہے

کیا کیا نہ ہمکو اپنے عبادت پہ ناز تہا
بس دم نکل گیا جو سنا بی نیاز ہے

آیا ہزار پیچ سی بحر طویل مین
مضمون زلف یار قیامت دراز ہی

جاکر چمن مین سرو کو آزاد کر دیا
کیونکر نہ کہیی یار کو بندہ نواز ہے

لگتی ہین ایک جنبش مژگان سی لاکہ زخم
کیا ترک چشم نام خدا نیزہ باز ہے

ہی صرف نالہ ہر رگ تن مثل تار ساز
یارب ہمارا جسم ہی یا کوہی ساز ہے

رونی لگین چلی جو پتنگ اپنی بزم مین
مانند شمع دل یہ ہمارا گداز ہے

١٦١ ذکر اوس دہن کا سبکی زبان پہ ہی ہی فوریہ ١٩
یہ لفظ مختصر تو نہایت دراز ہے

تری سر میکی دنبالی پہ جسینی آنکھ ڈالی ہی
فراق یار مین جو گل ہی رنگ و بو سی خالی ہی
چمن مین آج نرگس پر جو تو نی آنکھ ڈالی ہی
ہمیشہ ٹھوکرین کھاتا ہی صرف پائمالی ہی
تری جاتی ہی مطرب نعرہ زن تصویر عالی ہے
کہلایا اسقدر اوسکو تری ابرو کی الفت نی
تری زخمی کو ای مہر و نکیہو نکر چاندنی مارے
تجہے دیکہا جو چشم بد سی دی تعزیر گلچین نی
بچہائین بلبلون نی آنکہین آیا تو جو گلشن مین
نہین بیوجہ رونا زار زار ابر بہاری کا
تصدق ہوتی ہین پہر پہر کے دیوارونکی تصویرین
یہ تو برنہ کر اتنا غرور ای آسمان ہم سی
وہ میکش ہون نلے کہون رات بہر اوسکی طرف ہی گر
یہ کس میکش نی دیکہا چشم کم سی اسکو ایسا کے
لگا مضمون ہاتہ اوس کان کی بالی کی مچہلی کا

تو پہر شاخ غزالا نمین بہی شاخ اوسنی نکالی ہے
چمن اپنی نظر مین گلشن تصویر قالی ہی
کہوی شاخ اوسمین شاید چشم بد دور انکالی ہے
تن بیجان ہمارا صورت تصویر قالی ہے
مثال تار شیون مین ہر اک تار نہالی ہی
کہ تیغ آفتاب ای ماہ انور دن ہلالی ہی
سپہر من بہی ہے چاند او تیغ بہی تیری ہلالی ہے
نہین توڑی یہ نرگس آنکہ گلشن کی نکالی ہے
زمین باغ بلبل چشم کی گویا جہالی ہے
تمہاری کانکی بجلی یہ ہم پر گرنی والی ہی
مکان اوس شمع رو کا شکل فانوس خیالی ہے
فقیر اک ماہ کی ہین اپنی کشتی بہی ہلالی ہے
فلک بی آفتاب آگی مری مینا ہی خالی ہی
پیالہ بادہ گلگونکا نظرون مین پیالی ہی
یہ ہمنی چشمہ خورشید سی مچہلی نکالی ہی

قطعہ

سبو و جام توڑیگا تو نقصان اپنا کیا ہوگا
سُنا او محتسب تو عقل اور دانش سی خالی ہے

سبو ہی می اگر ٹوٹی پیالہ می کا بنجائے
پیالہ ٹوٹ کر چھوٹا جو ہو جائی پیالی ہی

پڑی ہین شیشی خالی ایک دن ساقی نہ آ نکلا
مہینا با اس برس جو سی مری نظر و نہین جالی ہے

۱۶۲ غزل ہمیشہ کہتا ہون وہ زیر افضال ایزدی ۱۸
نہ میری طبع عالی ہی نہ میری فکر عالی ہے

لڑائی وصل مین اوس جنگجو سی ہونی والی ہی
اُتاری گلبدن کی پاجامی نی نکالی ہی

قدم رکھنی سی تیری نقش حب نقش نہالی ہی
گل افسون دمیدہ ہر گلی تصویر قالی ہی

مسلمانونکو تیرا روی روشن روی یوسف ہے
تری زلف سیہ آگی ہر اک ہندو کی کالی ہی

ہر اک معشوق یان ہی تشنہ خون اپنی عاشق کا
نہین شعلہ زبان شمع نی باہر نکالی ہی

می گلگون ہی ساغر مین گلابی دست ساقی مین
صنم پہلو مین ہی ایمان کا اللہ والی ہی

بنایا مجھکو شاخ زعفران کیا ناتوانی نے
قدم رکھنی سی میری خندہ زن تصویر قالی ہے

نہین ہی شمع یہ تربت پہ کہدو میری قاتل سے
امید قتل مین پھر قبر سی گردن نکالی ہی

نکالی مجھ پہ گر تلوار تو اے غیرت گلشن
وہ بلبل ہون کہون یہ شاخ گلبن نے نکالی ہے

پسینا ہی سنہرا رنگ اوس گل کا ہی کندن سا
چمن مین سرخ ہین گل ہم کہان شبنم مین لالی ہے

کمر کو بال سی تشبیہ دون مین یار گ جان سے
اگر وہ موشگافی ہی تو یہ نازک خیالی ہی

وہ عالی ظرف ہون ساقی کہ میری محفل می مین
فلک ہی اک سبو اور ماہ اک جام سفالی ہی

ہما کی سائی سی بہتر ہی کملی ہم فقیرون کی
ہماری چشم سی رومال اگر منعم کا شالی ہی

ادا سی گالیاں دینی پہ اپنا دم نکلتا ہے
ہمین میٹھی چھری یہ ای شکر لب تیری گالی ہے

بنائی آنکھ کا ای جان تل تیری کف پا کا
قدم رکھنی سی اپنا دیدۂ تصویر قالی ہی

گلی پھر چک ہی قاتل کی چٹکنا ہی صدا اسکی
ہی ٹہنی گل کی تلوار اور سپر پہولوں کی ڈالی ہے

برا ہو ناتوانی کا اوڑا دی نیند اوسکی بھی
تن زار اپنا خار دیدۂ تصویر قالی ہی

ملا دی لب سی لب ساقی لگا دی منہ سی شیشے سا
میں رند لاؤبالی ہون تو مست لاؤبالی ہے

۱۶۳
جبینوں پر وزیر اپنا ہمیشہ دم نکلتا ہے
مرینگی دیکہ کر تلوار اگر اوسکے ہلالی ہے
۱۶۴

نگہ کی چل سہی ہین تیر اور مژگان صف آرا ہے
جسی سب تیر باران کہتی ہین اوسکا نظارا ہے

نمایاں چین گیسو سی جو تیرا گوشوارا ہی
منجم کہتی ہین یہ برج عقرب مین ستارا ہے

برنگ گل مری زخم بدن جتنی ہین خندان ہین
مری قاتل نی ہنس ہنس کر جو تلوار سی مارا ہے

حجاب آتا ہی جراحوں کو زخم دل دکھانی سی
نگاہ شرمگین سی تیر کسنی دل پہ مارا ہی

ہمارا حال خفیہ لکھکی تو پہنچاتا ہی جانان کو
رقیب روسیہ اب اندنون قاصد ہمارا ہی

ہنسی جب برق چمکی جب ملی سی گھٹا چھائی
غرض ہر ایک عالم مین عجب عالم تمہارا ہے

کمال عشق تب ہو جب کنارے گور کی پہونچین
لحد کہتی ہین جسکو بحر الفت کا کنارا ہی

تمنا ہی عبث دلکو ہماری بات کرنی کی
دہان تنگ مین اوسکی سخن کا کب گذارا ہے

بلا سی ایچ پیچ تشبیہ کیون زلف چلیپا کو
تمہاری سر پہ ای رشک پری سایہ ہمارا ہے

تعجب کچھ نہین ہے تو جو آنکھین پھیر لین ہم سی
ہماری بخت کا ای ماہ گردش مین ستارا ہے

لکھا ہے کاغذ ابری پہ حال گریہ اے قاصد — زبانی کچھ جو پوچھے کہو خط سے آشکارا ہے
تری ہر عضو پر اے ماہ رو ہے نور کا عالم — قبا مہتاب اگر ہے اوسمین چھٹی چاند تارا ہے
دل پر خون ہے شیشہ داغ حسرت ساغر مے ہے — نہین ہے تو جو ساقی اب ترا غم مجلس آرا ہے

۱۶۴ — ۹
رولایا اے وزیر اس درجہ شوق ہمکناری نے
کہ دریا چشم ہے اور چشم کا گوشہ کنارا ہے

جو مجھ خم گشتہ کی جانب تری مژگان صف آرا ہے — کرے گی چاند ماری اے صنم فوج نصارا ہے
کیا واعظ کو محو دختر رز لا کہ افسون سے — پڑھے جن کو مرے ساقی نے شیشے مین اوتارا ہے
سر آنکھون سے کرین سجدہ جدھر ابرو ہلائے وہ — جدا کچھ کفر اور اسلام سے مذہب ہمارا ہے
تری قامت کی قمری سرو قد تعظیم کرتی ہے — مثال سایہ ہے وان سرو جسے جا تو خود آرا ہے
بیابان گرد ایسے ہین چھوڑا ساتھ گردش نے — پس از مردن بگولا گنبد مدفن ہمارا ہے
ہوا ہے اوس پری کا جلوہ گر دل لاکہ افسون سے — سلیمان کی قسم دیدے کی شیشے مین اوتارا ہے
کوئی شمشیر ابرو کا بھی قاتل وار ہو جائے — مژہ نے برچھی ماری ہے نگہ نے تیر مارا ہے
پر عنقا دہن کو کہیے خط کو سایہ عنقا — دہن کو باندھے عنقا نیا یہ استعارا ہے

۱۶۵ — ۱۶
ہزار افسوس سے اندرون وزیر اک ماہ تابان کو
برنگ آسمان ہمنے بھی شیشے مین اوتارا ہے

کون جیتا ہے اے صنم مر کے — آؤ تو دیکھ لین نظر بھر کے
شکر ہے ان بتون کی کوچے مین — پوچھتے ہین ہم خدا خدا کر کے

سر کو ٹکراتے ہین لحد مین ہم | لطف بہولی نہین ہین ٹہوکر کے
ساقیا چشم یار یاد آنے ئے | وہی مجہے ساغر اجل بہر کے
منہ دکہانی کا کسنی وعدہ کیا | منتظر ہین جو روز محشر کے
کیا بجہائی ہماری دل کی لگی | صدقی اوس آبدار خنجر کے
ای جنون آپ کاٹ ڈالون سر | کہین گردن سی بوجہ تو سر کے
دیکہی دنکو برخ سی کیا ٹہہرے | زلف کی میہمان ہین شب بہر کے
اُس خرابی سی کاٹی ہی شب ہجر | اب تلک ہم جیتی ہین مر مر کے
یاد آیا چمن مین جب قد یار | صدقی ہونے لگے صنوبر کے
خاکساری مین نقش پا کیطرح | رہنما ہین ہر ایک رہبر کے
نامہ اوس طفل کو مگر پونہچا | کہ کبوتر وہان اوڑے پر کے
ای صنم ایک تو ہی غیرت گل | بخدا ورنہ بت ہین پتہر کے
ہین جو ابروے یار پیوستہ | خوب مصرع ہین دو برابر کے
نقشۂ یار کہینچ یون ملنے | چاند کا منہ ہو دانت اختر کے

١٦٦

کرے طوفان بپا وزیر یہ بحر
لکہون مضمون جو دیدۂ تر کے

٢٠

ایک عالم نے جبہہ سائی کے | ای تو تمنے بہی خدائی کے
عاشقون کی لہو کے پیاسے ہین | پہلیان اوس کف حنائی کی

زلف پر پیچ سے جو دل اولجھا
بیچ مین رخ پڑا صفائی کے

مرغ بی بال و پر ہون اے صیاد
آرزو ہے کسی رہائی کے

ای جنون دشت کو چلین گی ہم
ہی قسم اس برہنہ پائی کے

سر جدا ہمنے اپنا کر ڈالا
آئی جب گفتگو جدائی کے

پھر گیا یار گھر کے پاس آکر
بخت برگشتہ نے برائی کے

سیکڑون جلے تجھ پہ پھٹتے ہین
دھوم ہے تیری ہرزائی کے

تجھ سے تو ہمکو اے خم ابرو
تھی نہ امید کج ادائی کے

کوے قاتل کے راہ بھولا تھا
ای اجل تو نے رہنمائی کے

دل کہین اور سے ہمنے انکایا
بیوفاؤن سے بیوفائی کے

نہ گئی زاہدون کی پاس کبھے
دختر رز نے پارسائی کے

شہر مین جاے گی مری پاپوش
قدردان کیا برہنہ پائی کے

صاف ہی آئنہ تن پر نور
ہی دلیل اسپہ خودنمائی کے

کاسہ ماہ کیون نہو پر نور
برسون اوس کوچے کی گدائی کے

کعبہ دل مین ہے مقام کیسا
ای بتو تمنے کیا رسائی کے

خط کے آنے پہ سب ملک رہے
صورت اب کون ہی صفائی کے

بال و پر بھی گئے بہار کے ساتھ
اب توقع نہین رہائی کے

کس کی کوچہ کے راہ بھولا ہون
خضر نے بھی نہ رہنمائی کے

۱۳ — ۱۶۷

شاہ کہلائی ہر طرح سے وزیر
بادشاہی نہ کے گدائی کے

ہمیشہ دل میں جو اپنے خیال زلف و کاکل ہے
تو سینے میں نفس ہر ایک پیچ بوئے سنبل ہے

فساں ہے سخت جانی میری تیغ ناز قاتل کو
کہ یاں جتنا ہے رنج تیغ اوتنا داں تغافل ہے

مجھے کو کچہ تو اپنے کوچے میں آنے نہیں دیتا
وگرنہ اے ستم ایجاد ہر گلشن میں بلبل ہے

تری مینای گردن کی صفت کی ہے جو اے ساقی
مری آواز کو کہتے ہیں سب آواز قلقل ہے

وہی دل ہے بھرا ہو نشاہ جس میں جام وحدت کا
کہ ہے چھاتی کا پتھر بزم میں شیشہ جو بے مل ہے

مری جو سوز غم سے جل گئی ہو وہ نیک نام آخر
چراغ مردہ کو اکثر یہی کہتے ہیں سب گل ہے

دیا سامان گلشن ہمکو ہجر رشک گلشن نے
پریشانی ہے سنبل نالہ بلبل داغ دل گل ہے

لکھی ہیں وصف یاں تک نرگس مخمور ساقی کے
ہے خامہ گردن مینا صریر خامہ قلقل ہے

بڑھا کر ربط کیونکر کم نہ منہ دکھلاے وہ مہرو
ہوا جب ماہ کامل دن پہ دن اوسکو تنزل ہے

بہاتی ہے کہیں بہی موج نقش بوریا خس کو
نہ دے گا ناتوانوں کو رنج جو صاحب تحمل ہے

قطعہ

کہا اوس گل نے کل سامان گلشن میں ہے رکھتا ہوں
جو عاشق ہے مرا نالوں سے وہ ہم چشم بلبل ہے

خط و رخسار و چشم و زلف دکھلا کر لگا کہنے
یہ ریحان ہے یہ گل ہے اور یہ نرگس ہے یہ سنبل ہے

۱۴ — ۱۶۸

خیال زلف جاناں میں جو رووں تو اوگی سنبل
وزیر آنسو مرا ہر ایک گویا تخم سنبل ہے

زلف سی ہم الجھتے اسے رخ یار
کیا کرین درمیان مین تو ہے

سیکڑون گہر ڈبو دیے پل مین
یہ وہ خانہ خراب آنسو ہے

کہینچے ہی جب سی ماہ نونی شبیہہ
آسمان پر دماغ ابرو ہے

رگ گل سے کمر ہے کچہ نازک
فرق دونو مین اک سر مو ہے

پہیر لیتا ہے دم مین وہ آنکہین
چشم بد دور کیا ہے بدخو ہے

دل ہے اک ماہ کے تجلے گاہ
اپنے غنچے مین یار کے بو ہے

صفحۂ چرخ پر ہلال نہین
مصرع انتخاب ابرو ہے

چہان ڈالا تمام کعبہ و دیر
اے ہمارے خدا کہان تو ہی

کہتے ہین حق بتون کو سب کافر
بت تجہی کہتے ہین خدا تو ہے

فکر رہتے ہے بیت ابرو کے
اندنون سر کو ربط زانو ہے

چمن رخ مین جانہ مرغ نگاہ
جی کا جنجال دام گیسو ہے

قطعہ

غم نہین پہیری گر وہ پریسی آنکہ
تو ہے خوش چشم کیا پری رو ہے

۱۶۹

رہے آباد دامن صحرا
وان لڑانے کو آنکہین آہو ہی

۱۱

ہماری اس وفا پر بہی دغا کے
قسم کہائی تہے او کافر خدا کی

وہ مشت استخوان ہون ای سگ یار
اگر کہلائے سعادت ہی ہما کے

لب شیرین کا جو بوسہ لیا تہا
مری اوسکی شکر رنجی رہا کے

وفا سے میں بھی اب ہاتھ اوٹھایا — قسم ہے مجکو اپنے بیوفا کے
ہوی گر صلح بھی تو بھی رہی جنگ — ملا جب دل تو آنکھ اوس سے لڑا کی
فقیروں کی قدم لیتے ہیں سلطان — یہ ہے تاثیر نقش بوریا کے
تصور بندہ گیا جب اوس مژہ کا — تو پہروں دل پہ برچھی سی لگا کی
خدا یوں جسکو چاہے دے سعادت — وگرنہ سگ میں خصلت ہے ہما کی
نہیں اوٹھتا ہے بس سجدے سے میرا — نگر ہے سجدہ گاہ اوس خاک پا کے
کہوں جب میں کہ بی تیری ہوں مرتا — تو کہتا ہے وہ بت مرضی خدا کے
نہ آیا منتوں سے یار جسدم — تو پہر کیا کیا اجل کے التجا کی

۱۷ ولہ ۱۵

ظاہر ہے شوق دید مری جسم زار سے — تار نگہ بنا ہوں غم انتظار سے
ہوں نخل شمع کام نہیں برگ و بار سے — نکلیں گی شعلے گل کی عوض شاخسار سے
ازبس ہے ہمکو عشق رخ و زلف یار سے — راحت اوٹھاتی ہیں غم لیل و نہار سے
افزوں برش مژہ میں ہے خنجر کی دھار سے — ابرو کی تیغ بھی نہیں کم ذوالفقار سے
آئی گا کون گل جو خوشی ہوگی ای صبا — جھڑتی ہیں پھول میری چراغ مزار سے
مرجائیں ہو وہ آہ اگر ضبط کرکے ہم — ہرگز دھواں نہ نکلی چراغ مزار سے
میکش وہ ہوں کہ شیشے سے پیدا ہو جام مے — رکہتا ہوں میں سند یہ دل داغدار سے
ہوتا نہ ذکر رخ تو نکلتا نہ آفتاب — شب ہوگئی تھی تذکرۂ زلف یار سے

گرم خرام یار ہی اور اوسمین پیچ و تاب
اوبھی کہین نہ موی کمر زلف یار سی

ٹکڑا پڑی ہی زلف سیہ سایۂ پری
خط ارخ کی گرد کم نہین ہرگز حصار سی

اوس گل بغیر سنگ پہ سر پٹکون کب تلک
آتی ہی یہ چمن مین صدا آبشار سی

مرنی پہ بہی نہ دیکھنی دین سوی یار ہم
ہو خاک چشم غیر مین اپنی غبار سی

ہو مرہم سیاہ کی حاجت نہ زخم کو
ٹانکی اگر لگین تری کاکل کی تار سی

کافی خرام ناز ہی تلوار تو نہ کھینچ
دو گام چلنا کم نہین کچہ ذوالفقار سی

۱۷۱ — شاداب رہتی ہین یہ گل زخم ای وزیر
تیغ اونکی کم نہین رگ ابر بہار سی — ۱۴

زائل بہار حسن ہوی خط یار سی
اس باغ مین خزان نظر آئی بہار سی

گرتی ہین لخت دل مژۂ اشکبار سی
یان بجلیان برستی ہین ابر بہار سی

زنجیر ہو قلم ہو جو تصویر بہی کہینچی
وحشت ہی مجکو سلسلۂ زلف یار سی

دریا کا گھاٹ ہجر مین تلوار کا ہی گھاٹ
پانی کی دہار کم نہین خنجر کی دہار سی

ٹکڑائین دل نہ اوس سی جہان رنج رشک ہو
وہ گل نہ ہم چہوین جسی ہو ربط خار سی

اس بوستان بزم مین ہم نخل شمع ہین
آتی ہی یان خزان بہی عجب اک بہار سی

رسوا وہی ہی جو کہ نہ رسوای عشق ہو
ہی عار مجکو ننگ سی اور ننگ عار سی

مژگان پہ اشک سرخ سی طرفہ بہار ہی
گل بہی کسی نی پہولتی دیکھی ہین خار سی

پاؤن کی بدلی آنکھونسی صحرا کو طی کرون
یا دمژہ فزون ہو اگر دیدہ خار سی

فردوس مین تو حضرت آدم نہ رہ سکے
کیونکر نکالی جائین نہ ہم کوی یار سی

کہتا ہون کس خوشی سی وہ آیا پیامبر
اوٹھا اگر غبار رہ انتظار سے

گل سی ہزار درجا ہی بہتر وہ رشک گل
اس بات مین تو بحث کرون مین ہزار سے

لکھی ہی کسنکی نرگس مخمور کی صفت
پڑہواؤن خط جام کسی بادہ خوار سے

مرجائین ہم جو تیرا ادا ہو نصیب غیر
صیاد ہم شکار ہون تیری شکار سی

۱۷۲ — ولہ — ۱۳

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

مجنون سی کہدو کہتی ہین جوش جنون اسے
آتی ہی فصل گل مری تصویر ہٹ گئی

کڑوی نہو مثال اگر انگبین سی می
فرہاد و شان کیا لب شیرین کی گھٹ گئی

تکلیف دست یار کو بار دگر ہوے
افسوس ایک ہاتہ مین گردن نہ کٹ گئی

وہ تو مری گلی نہ لگا لیکن ای جنون
زنجیر اوسکی میری گلی سی چمٹ گئی

اوسنی نگاہ کرتی ہی بس آنکہ پہیر لی
برچھی لگی تہی سینی پہ لیکن اوچٹ گئی

کرتا ہی کیا اشارہی یہ ابروی یار پر
یارب سنو نمین اونگلی مہ نو کی کٹ گئی

بولا وہ سنکی شب مری بیخوابیون کا حال
کیسی یہ داستان تہی مری نیند اوچٹ گئی

شرمندہ صبح ہو گئی عارض کی ذکر سی
گیسو کا تذکرہ جو بڑہا رات گھٹ گئی

جسپر نگاہ کی اوسے بس مار ہی رکہا
جنبش جو دی مژہ کو تو اک صف اولٹ گئی

مرتا ہون مین تو ہای اسی کہتی ہین حیا
تصویر یار سامنی سی میری ہٹ گئی

بیتابیوں سے تیری تعجب ہوا مجھے
اے دل شب فراق میں چھاتی نہ پھٹ گئے

۱۷۳
کہتے ہیں آسمان ہے تہ خاک اے **وزیر**
بیتابیوں سے میری زمین کیا اولٹ گئی
۱۹

چھانتا ہے خاک کیا تو گھر بنانے کے لیے
فکر رہنے کی نہ کر آیا ہے جانے کے لیے

اور کو کیا رنج دوں راحت اوٹھانے کے لیے
ایک تنکے کو نہ چھیڑوں آشیانے کے لیے

برق تھی بیتاب میرے آشیانے کے لیے
ابر سے بھی پیشتر آئی جلانے کے لیے

کام آئے مرغ گلشن کے مری کاہید گی
لے گیا تنکا سمجھکر آشیانے کے لیے

اس چمن سے گل چلے بلبل گریبان پھاڑ کر
ہے جنون تنکے جو چنے آشیانے کے لیے

ہمنے کیوں مانگی تھی گلشن میں دعاے جوش گل
اب جگہ ملتی نہیں ہے آشیانے کے لیے

خاک ہوں تو دانہ تسبیح ہوا ئے فلک
سو طرح کی گردشیں مجکو دکھانے کے لیے

پھر وہی ہم تھے وہی تم تھے محبت تھی وہی
صلح کر لیتے اگر آنکھیں لڑانے کے لیے

ہوں وہ غمدیدہ ہنسے کوئی تو میں رونے لگوں
کچھ بہانا چاہیے آنسو بہانے کے لیے

سایہ پڑجاے اگر زلف دراز یار کا
پھر کہوں میں بھی تسلسل ہے زمانے کے لیے

ہوں وہ دیوانہ کہ بنکر ہو وہ مجنوں کی شبیہ
میری ہٹی لیں اگر لیلی بنانے کے لیے

پونہچے ہے شانے تلک کیا یار کی زلف رسا
درد کیوں پیدا ہوا ہے میرے شانے کے لیے

جلملہ تن ہے چشم نرگس یار تیری دید کو
گل ہمہ تن گوش ہیں تیرے فسانے کے لیے

یوں مری قسمت میں تھا پرواز کرنا یا نصیب
نوچتے ہیں طفل پر میرے اوڑانے کے لیے

کون ہوگا تیری تیرونکا نشانہ میری بعد
خاک لیجانا مری تودہ بنانی کی لیے

بزم عالم مین کھڑا ہون پر چلا جاتا ہون مین
سیکھ لی ہی شمع سی رفتار جانی کی لیے

کیون دل بیتاب کو دکھلایا خال زیر زلف
دام مین مچھلی نہین آنی کی دانی کی لیے

ہو اگر سرگشتگی مین فکر تعمیر مکان
خاک اوڑا لائی بگولا گھر بنانی کی لیے

۱۷

اب کسی گلرو کی دل مین کیجیی گھر ای **وزیر**
کیا چمن مین تنکی چنیی آشیانی کی لیے

۲۱

پھر نکل آون لحد سے سر کٹانی کی لیے
بھیج دیکھو عمر رفتہ کو بلانی کی لیے

تنکی ای گل چن رہا ہون آشیانی کی لیے
آتو ابری تیغ سی بجلی گرانی کی لیے

انہو میری قتل پر بیڑا اوٹھایا چاہیی
نقد دل تمکو دیا ہی پان کھانی کی لیے

جسکو آتی دیکھتا ہون ای پری کہتا ہون مین
آدمی بھیجا نہو میری بلانی کی لیے

تا نہ میری استخوانونکا نشانہ چوک جاو
پر ہما کی لاؤ تیرون مین لگانی کی لیے

اوٹھ گئی بعد اپنی رسم نامہ و پیغام بھی
رہ گئی باد صبا یان خاک اوڑانی کی لیے

ہو کی کاہیدہ موا ہون سبزۂ رخسار پر
لاش میری کہربا آئی اوٹھانی کی لیے

ہو اگر جراح واقف میری شوق قتل سے
جای مرہم آی تلوارین لگانی کی لیے

دست جانان مین ہون مثل طائر رنگ حنا
شاخ گل کیا چاہیی اب آشیانی کی لیے

جا کی میری پاس پھر آیا نہ وہ جان جہان
سیکھ لی کیا عمر سی رفتار جانی کی لیے

چاہیی غم کی عوض شادی کرین اہل عزا
مار ڈالا مجکو قاتل نی جلانی کی لیے

روئی ہم فرقت مین دریا کیا ہی بر آئی مراد
یار آیا نا و منت کی چڑہانی کی لیے

میری تربت پر اگر دو پہول لانا خار تہا
انگلئی تم کبہی تیوری چڑہانی کی لیے

خواب آئی بستر مخمل پہ سو یہ ہی خیال
ہو کسی زانو کا تکیہ نیند آنی کی لیے

دی بہو ونکو اوسنی جنبش اب کوئی بچتا ہو نہین
ابری تلوارین چلین بجلی گرانی کی لیے

ہی ابہی جرّاح باقی زخم کہانی کی ہوس
باڑہ کا ڈورا منگا ٹانکی لگانی کی لیے

ہو بپا طوفان ای جلاد آب تیغ سے
میری آنسو لی جو تلوارین بجہانی کی لیی

لیکی میری دشت سی ہٹی کیا مجنونکو خلق
خاک کوہی یار لی لیلی بنانی کی لیے

کاسہ سر ہاتہ مین لیکر مین نکلون قبر سی
اب بہی گر ساقی بلائی می پلانی کی لیے

برق پہر چمکی گرونگا پہر تڑپ کر خاک پر
پہر اوٹہا ابر شب فرقت رولانی کی لیی

١٧٥

چشم تر مین یون خیال خال رخ ہی ای وزیر
آئی ہندو جیسی دریا مین نہانی کی لیے

١٣

تری رخ کا کسے سودا نہین ہی
گل لالہ تلک صحرا نشین ہے

پہرا ہے آپ وہ مہر وہمارا
ترا ای آسمان شکوہ نہین ہے

نہین ایسا نہوا و ٹہے نہ تلوار
یہی ڈر ہے کہ قاتل نازنین ہے

نہ پوچہو میرے آنسو تم نہ پوچہو
اٹہی گا کوئی تمکو خوشہ چین ہے

ادب سی پا برہنہ پہرتے ہین ہم
جنون فرش الٰہی یہ زمین ہے

ترا سب دشمنون کا چاٹتے ہین
مین خوش ہون جیسی دل اندوہگین ہے

رہی مضمون غم کی طرح اس مین — ہمارا گہر ہی یا بیت حزین ہے

جہان ہی جلوہ گر وہ غیرت ماہ — الٰہی آسمان ہے یا زمین ہے

بنایا تجکو ایسا خوب صورت — کہ نازان تجہ پہ صورت آفرین ہی

ہین عشق زلف مین اعضا بہی دشمن — ہمارا ہاتہ مار آستین ہے

نہ نکلا بی تری مین گہر سے باہر — نگہ تنگ چشم مین خلوت نشین ہی

فلک جو چاہی ہمپر ظلم کرلے — ابہی تو ضبط آہ آتشین ہے

١٧٦

پڑا ہی تفرقہ بیتابیون سے
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہے

١٩

شانی مین پیچ سی پاون نہ لٹکا جو بن دیکہی — پاؤن ہم چہو نہ سکین ہاتہ برہمن دیکہی

جیب صد چاک کری جو ترا دامن دیکہی — ہواب کم آئی جو کمخاب کی چپکن دیکہی

سمجہی خورشید جو تیرا رخ روشن دیکہی — ہو گمان خط شعاعی کا جو چلمن دیکہی

جان دی گال جو گوری وہ فرنگن دیکہی — آپنی قتل ہو مژگان کی جو پلٹن دیکہی

ٹوٹی ہین اوس بت بیدین پہ بہت تسبیحین — سیکڑون سبحۂ صد دانہ کی خرمن دیکہی

الٰہی انجیل مسیحا پہ ہوی ہے نازل — دیکہکر لب جو خط یار فرنگن دیکہی

گر تری پہولونکی خرمن پہ یکایک بجلی — ناز سی ہنسکی جو تو جانب گلشن دیکہی

داغ سوزان مرا آتا ہی نظر پہاہی ہی — آئی پروانہ چراغ تہ دامن دیکہی

بوی گل رہتی ہی پوشیدہ قبا ہی گل مین — کیا تن زار کو یہ پیرہن تن دیکہی

طائر رنگ ہون بلبل نہ سمجھ اے صیاد
مین جو اوڑ جاؤن نہ کوئی گلشن دیکھی

دہن یار مین مسی کی اوداہٹ دیکھی
چمن ملک عدم مین گل سوسن دیکھی

ترک خونریز ہین آنکھین تو نگہ ہی سفاک
ایک کیا آپ کو دیکھا کئی رہزن دیکھی

شاخ گل سیخ گل اخگر ہون عنادل ہین کباب
نگہ گرم سی گر تو سو گلشن دیکھی

سر کہین ہاتھ کہین پاؤن کہین دفن ہوے
ایک عاشق کی تمہاری کئی مدفن دیکھی

سینہ مرغ نگہ سونی کی چڑیا ہو جاے
آنکھ اوٹھا کر جو طلائی تیری جوشن دیکھی

رخ کو قرآن کہی زلف سیہ کو کالے
مکر سی شیخ تو چیلی نہ بنے برہمن دیکھی

چار نعل آپ کی شبدیز کی ہین چار ہلال
چاندنی سمجھی جو گرد سم توسن دیکھی

آنکھین نرگس تری گلگونکی ہین چوٹی سنبل
نظر آجاے چمن جو ترا توسن دیکھی

۱۷۷

چمن کوچہ دلدار مین رہتا ہون وزیر
دم پھڑک جاے جو بلبل مرا مسکن دیکھی

۲۴

ہو رہا ہے ضعف کی تاثیر سے
نکلین ہم مثل صدا زنجیر سے

گیا ہو چھوٹے تری شمشیر سے
جوہر اوسکی کم نہین زنجیر سے

دل نہ مانگو عاشقان پیر سے
مچھلی کب ہاتھ آئی جوی شیر سے

اٹھتی ہین وہ لی کی دل مجھ پیر سے
مچھلی ہاتھ آئی ہی جوی شیر سے

اے جنون بیتابی کی تاثیر سے
برق نکلے دانۂ زنجیر سے

ابرو پر خم عرق افشان ہوی
یہ چلا پانی تری شمشیر سے

کیا کہون قاصد لکھون کیا شوق وصل ... ہی فزون تقریر ہی تحریر سے

بندہ گیا ہین وحشی نازک مزاج ... موج بوے زلف کی زنجیر سے

گر نہین ساقی تو قاتل لائے گا ... جام طاق ابرو و شمشیر سے

نرم ہی کیا تیرے ابرو کی کمان ... کہنچ رہی ہے خامۂ تصویر سے

تشنہ لب ہون تیر باران سے کبھی ... پانی گر دیتے نہین شمشیر سے

باتین کرتا ہون کوئی سنتا نہین ... خامشی بہتر ہے اس تقریر سے

ماہ کی کیا قدر پیش آفتاب ... جام مے بدلون نہ جام شیر سے

یون کرینگے تیری ابرو کی صفت ... مانگ لین گی ہم زبان شمشیر سے

رزق چاہا چرخ سی نادان ہو نہین ... شیر مانگا دایۂ بے شیر سے

بل بی ذوق وصل و فرط اتحاد ... خون نہ چہوٹا یار کے شمشیر سے

بنگئی اونکی نگہ تیغ قضا ... تیر نے مارا ہمین شمشیر سے

آتش گل کے لکہون مضمون گرم ... پہول جہڑے خامہ ہی تحریر سی

اشتیاق سر ہین تڑپے اسقدر ... ہوگئے جوہر جدا شمشیر سے

قدر نعمت ہوتی ہی بعد زوال ... پوچہیے لطف جوانی پیر سے

زلف اگر رخ سی ہٹا دو تو کہون ... چہوٹی یوسف خانۂ زنجیر سے

کم نہین شب سے مرا روز سیاہ ... کیا ہو فرصت نالۂ شبگیر سے

کیونکر ارباب تعلق پہر سکتے ہین ... فیل چل سکتے نہین زنجیر سے

۱۷۸ ۱۶

**ہجر مین مرتا نہین ہین اے وزیر**
**منفعل ہون موت کی تاخیر سے**

بخت ہی تیرہ خط تقدیر سے
جیسی کاغذ ہو سیہ تحریر سے

گیا چھٹی وہ نوجوان مجہ پیر سے
مل کی شکر کب جدا ہو شیر سے

گوشہ گیرونکو کیا ابرو نے قتل
اس کمان نے توڑ سیکہا تیر سے

آہ آتش بار ہے تیر شہاب
شعلے بنکر نکلے پر اوس تیر سے

ایک کو دو کر دکہائے آئنہ
گر بنا تین آہن شمشیر سے

ہی لب رنگین سی برگ گل خجل
منفعل ہے بوی گل تقریر سی

چھٹ گیا ہی ہاتہ سے دامان یار
جیب پہاڑون دست دامنگیر سی

کیا عجب پیدا کرے وحشت مری
بید مجنون دانۂ زنجیر سے

قلقل مینا ہی ساقی کی صدا
مے ٹپکنے لگتی ہے تقریر سے

کھیل پڑا وس طفل کی مرتا ہون مین
قتل کرتا ہے گلے شمشیر سے

تمکو دکہلا کر تماشا دل لبہائے
نکلی پتلے دیدۂ تصویر سے

ہین دہکتی داغ انگارون کیطرح
پہاہی اوترین کیون نہ آتش گیر سی

لاسیے مرغ جنون کو دام مین
ٹیجیے دانے مری زنجیر سے

نام رکہا جسنے خط طوق ہالہ
لیکی اک حلقہ مری زنجیر سے

کیا رخ رنگین نے حیران کر دیا
کم نہین ہا گل بلبل تصویر سے

۱۷ جام سان چلتی جو وحشت مین وزیر ۱۷۹
آتی قلقل کی صدا زنجیر سی

لال ہین آپ ہی لب سرخی پان دور رہے
نازکی کہتی ہی یہ بار گران دور رہے

گہر کیا دلمین تری پر غم دوری نہ گیا
اب بہی کہتی ہین کہ ہم جا کی کہان دور رہے

ساقیا ہجر مین کب ہی ہوس گفت و شنید
ساغر گوش سی مینا کی زبان دور رہے

میری ہوتی تو ہٹا سکتی نہین غیر کو پاس
یہ خیال آپ کی دلسی مری جان دور رہے

پہول بہر بہر کی گلابی مین پلاتا ہی مجھے
چمن محفل ساقی سی خزان دور رہے

استخوان تک مری کیا آتی ہمای ناوک
جب خدنگ نگہ زاغ کمان دور رہے

یاد ابرو جو نہو آہ نہ منہ سے نکلے
تیر کسطرح لگاؤن جو کمان دور رہے

مژہ کج کیطرح سی رخ ناوک پہر جای
وہ نشانہ ہون کتی تیر کمان دور رہے

میری پہلو مین ہمیشہ رہی سفاک کا تیر
ایسی محبوب سی آغوش کمان دور رہے

ہو چکا صید مرے بعد اجی اور کوئی
شست سی تیر تو چلّی سی کمان دور رہے

شمع فانوس کی تصویر بنا دی ای ضعف
پیرہن جسم سی اور جسم سی جان دور رہے

چہوڑ کر کعبہ و بتخانہ گئی تا در دوست
منزلین قطع ہوین سنگ نشان دور رہے

شور محشر ہی بپا وعدۂ دیدار بہی ہی
نہ کری آج سبک خواب گران دور رہے

چوسنی مین مسی لب کی دعائین مانگین
کالی مرہم سی نہ یہ زخم دہان دور رہے

طوق قمری سی بہی ہی تنگ تر ای ضعف کنار
کیون نہ آغوش سی وہ سرو روان دور رہے

جنس دل وہ ہی نہ جاکر سر بازار بکی | مشتری راہ مین پیدا ہو دکان دور رہے

۱۸۹ جب کہون حال جدائی کوی سمجھی نہ وزیر
حرف سی حرف سخن وقت بیان دور رہے ۱۴

کانٹی پڑ جائین زبان سی جو زبان دو ہو گئے | خون تہوکی جو دہن سی وہ دہان دور گئے
عشق بازی کا حسینو نکو یہ لپکا ہو جائے | چاندنی خاک پہ لوٹی جو کتان دور رہے
جنبش لب سی کہی اونکی نزاکت بس بس | حرف مطلب سی ابہی نوک زبان دور رہے
لی اوڑا ایسا ہی مجہی اے مری بیتابی دل | گرد سان قافلہ تاب و توان دور رہے
یہ دماغی سی وہ گلگشت چمن کرتی ہین | غنچی منہ بند رکہین بوی دہان دور رہے
خط کی تائید سی دل چاہ ذقن سی نکلی | ابہی اس کانٹی سی یا رب کنوان دور رہے
چارا برو کا صفایا جو کرین ہم آزاد | چار جوہر سی بہی آئینہ جان دور رہے
دوست ہین ین کی عدو قتل کیا کرتی ہین | پنبہ ماہ سی بہی داغ کتان دور رہے
شب فرقت مین جلاؤن مین اگر ہجر نصیب | شمع سی شعلہ تو شعلی سی دہوان دور رہے
دست بی فیض سی ہو پیر و جوان کو نفرت | قبضہ شل سی سدا تیر و کمان دور رہے
عمر بہر کوچہ جانان مین پہونچنا ہی محال | جب تلک چلتی ہین گلزار جنان دور رہے
چور ہو جاؤ نگا مین نشای سی نازک دل ہون | ساقیا پہول سی ہی بار گران دور رہے

۱۸۱ دو خط یار کا قرآن کی سورہ ہی وزیر
نسخ مصحف عارض سی دخان دور رہے ۱۸

ہی نقش درم جو نقش پا ہے — آپ آئی تو گوہر درم سرا ہے
دل جلوہ ترا دکھا رہا ہے — شیشہ یہ مرا پری نما ہے
سلطان جہان ہی جو گدا ہے — تیمور رہا اک شکستہ پا ہے
انسان سے ہے قدرت خدا ہے — کیا سنگ کو بت بنا دیا ہے
شیرین ہی دہن کرو شکر خند — ہنسنے مین تمہارے اک مزا ہے
مضمون پروائے مبنکے آئین — شبدیز قلم چراغ پا ہے
یاران گذشتگان سی ہی انس — زندہ مردون پہ مر رہا ہے
آیا نہین خود فروش میرا — گویا مجھے مول لے لیا ہے

قطعہ

وہ رشک بہار و غیرت گل — گلگشت چمن کو جو گیا ہے
گلزار ہوا ہے پانے پانے — بلبل پانے کا بلبلا ہے
جو چلے ہیے عشق مین کیا وہ — ہم مر گئے کہیے مرحبا ہے
ہی جھوٹہ کہون جو راست ہی قد — یہ توسن حسن الف ہوا ہے
مُنہ جسنے دیا وہ رزق دیگا — گویا یہ دہان آسیا ہے
توبہ کا نہ در ہو بند یا رب — جب تک در میکدہ کھلا ہے
ہی شیشہ سبز گرم قلقل — طوطی ہستون کا بولتا ہے
کیا جسم ہی صاف اوس پری کا — گویا قد آدم آئنا ہے
بیگانہ کوسے نظر نہ آیا — آئینہ سے صورت آشنا ہے

۱۸۲ — ۱۱

کیا خوف گنہ وزیر کو ہو
حامی سلطان انبیا ہے

رنگین لب لال کی صدا ہے
سنبل گلشن مین کہہ رہا ہے
ہم وحشیون کا کبوتر اے سرو
آپونہچا ہی اوڑکی استخوان تک
دانے کی طرح سے پیس ڈالا
کیا آنکھون مین اوسکی مین سبک ہون
یوسف جو کہا اونہین تو بولے
آئی ہے بہار کیا جو ساقے
پونہچے مری ہاتہ تک تو جانون
نکلی نہین رات کو ستارے

کیا خوب یہ لال بولتا ہے
یکتا ہی وہ زلف گو دوتا ہے
قمری کی طرح سی طوقپا ہے
تاوک مین جگر پر صبا نہ ہے
کیا گردش بخت آسیا ہے
نظرون مین وہ مجھکو تولتا ہے
کیا آپ سے مول لی لیا ہے
شیشے مین پہول بھر رہا ہے
تم کہتے ہو زلف کو رسا ہے
شب ہجر فلک چراغ پا ہے

۱۸۳ — ۶

ایسا مین گھلا وزیر غم سے
خار کف پا مرا عصا ہے

کیا سنگ رزق خوش ہوا گر یا عیدہی
گھر پونہچی ہین لحد اسی کہنا بعید ہے
خط دیکھلو وزیر عبث شوق دید ہے

یان بستگی قفل کے باعث کلید ہی
یار وجواب نامہ نہین ہی رسید ہی
لکہا ہی پشت لب پہ دہن ناپدید ہی

دکھلا

دکھلاؤ زلف و رخ تو خوشی ہو گی ہین کہان
یہ شب شب برات یہ دن روز عید ہی

لب وا جو ہو گئی تو در خرمی کہلا
قفل دہن کو موج تبسم کلید ہی

قاتل بجای گل تو چڑہا دی حسین بند
یہ کربلاے عشق یہ قبر شہید ہے

۱۸۴ — وله — ۹

اوٹہتا ہی جای شعلہ دہوان و لگی داغ سے
تاریک ہو گیا ہے مرا گہر چراغ سے

پیدا اگر ہونگی داغ جگر دل کی داغ سی
گر لین گی ہم چراغ کو روشن چراغ سے

بلبل ادہر قفس سی جہٹی تو ادہر سے
گلدام موج نکہت گل لای باغ سی

ہو جای وجد دیکہی اگر استخوان مرے
پتلی نکل کی رقص کری چشم زاغ سی

ہی دم قدم کی ساتہ یہ گردونکی گہر دیا
اوترو مسیح ایسی خر بیدماغ سی

گیا ہجر مین ہی مونس و دلسوز داغ دل
دنکو فزون ہی پہول ہی شبکو چراغ سی

گریان تری گلی ہی ہم اے رشک گل چلی
جاتی ہین موتی جہیل لیی عیش باغ سی

وہ نالہ کش ہون بعد فنا استخوان مرے
مثل صدا نکل گئی منقار زاغ سی

دیکہا دہن کو خندۂ دندان نما سی رات
گم لعل تہا ملا گہر شب چراغ سی

۱۸۵ — وله — ۹

لذت درد سرا پا مجہی حاصل ہو جاے
آرزو ہی کہ ہر اک عضو بدن دل ہو جاے

وہی بیتابی وہی درد اوسی حاصل ہو جاے
ہاتہ جس عضو پہ رکہدو وہ ابہی دل ہو جاے

لطف پامالی دل یار کو حاصل ہو جاے
پاؤن رکہی وہ جہان نقش قدم دل ہو جاے

ہم اسیرون کی طرف آئی اگر نکہت گل | پیچ پڑ جائین کچھ ایسی کہ سلاسل ہوجائے
خون عشاق کی ہوتی جو لگائی مہندی | یار کا ہاتہ بہی بندہ جانی کی قابل ہوجائے
آئی بی پردہ جو لیلائی خیال جانان | دل یہ بالیدہ خوشی سی ہو کہ محمل ہوجائے
کوچۂ زلف ہی کچھ مصر کا بازار نہیں | آئی یوسف جو ادہر قید کی قابل ہوجائے
چال افتادگی اشک سی سیکھی ہے ہمنے | لغزش پا سی ابہی قطع منازل ہوجائے
فاتحہ کو جو وہ بت ہاتہ رکھی مرقد پہ | ہو یہ بالیدہ انگوٹہی کا نگین سل ہوجائے

١٨٦ **ولہ** ٥

کاکل جو اوسکی شعلۂ رخ سی سرک گئی | کالی گھٹا مین صاف یہ بجلی چمک گئی
پونہچی نہ اوسکی کان تلک آہ نارسا | کیا فائدہ زمین سی اگر تا فلک گئے
تکڑی ہوی ہماری گریبان صبر کے | انگڑائی مین جو یار کی چولی مسک گئی
بیٹھی جو آہ سرد بہری اونی ہنس دیا | گل کی کلی نسیم سحر سی چٹک گئی

١٨٧ — ٩

بعد از فنا جو قبر پہ آئے وہ ای **وزیر**
پونہچانی اونکو روح مری دور تک گئی

پردہ کدورتون سی کیا آج یار نی | دیوار گرد کہینچی ہی دل کی غبار نی
چہیڑا چمن مین یہ مژۂ اشکبار نی | آخر لہو دیا رگ ابر بہار نے
گلشن مین کیا اشارہ کیا خال یار نے | افیون باغبان کو دی کوکنار نے
دکھلائی تی سواری لڑکپن مین یار نی | دوڑایا اپنی پاؤن سی گھوڑا سوار نے

رفعت دکھای کوچۂ گیسوی یار نی
لی راہ آسمان کی زمین تتار نے

کانٹا چبھا جو پاؤن مین سمجھا یہ ضعف سے
سولی پہ مجکو کھینچ دیا نوک خار نی

پانی نہین یہ آپ کی عاشق کا ہی لہو
کیون خون پیکی گوڑہی دکھائی کٹار نے

پھینکا جو مینی اپنا گریبان پھاڑ کر
دامن لیا سمیٹ شب ہجر یار نی

۱۸۸

دیکھین جو ای وزیر مری بیقراریان
کی آرزوی صبح شب انتظار نے

۲۰

می دی کہ نہ دی بادۂ اطہر تو نہین ہی
کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہے

کچھ معجزۂ ختم آپ کی لب پر تو نہین ہی
عیسی ہی تو ہو اپنا پیمبر تو نہین ہے

جب میان سی نکلی تو مری دلمین سمائی
تلوار تری روح دو پیکر تو نہین ہے

قائل ہی گمان معجزۂ شق قمر کا
جوزا کی طرح تیغ دو پیکر تو نہین ہے

میخانی کو سجدہ کیا ہی کعبی نی جھک کر
اوس چشم پہ ابروی نگون سر تو نہین ہے

داغ اوس پہ کہان تھی یہ گلی ہو کی پھر آئی ہے
بھیجا تھا جسی یہ وہ کبوتر تو نہین ہی

پیری مین جوانون سی ہلون جھک کی مین کیونکر
قامت شجر خشک ہوا تر تو نہین ہی

ہی سرمی کا دنبالہ تری آنکھ مین سمائے
ساغر سی تری موج یہ باہر تو نہین ہی

مین آنکھین بچھاؤن وہ چشمۂ حسن اگر آئی
درویش ہون آزاد ہون بستر تو نہین ہے

منہ اوسکو دکھاؤ گی تو مین تکرمی کرونگا
آئینہ ہی کچھ سد سکندر تو نہین ہی

اوراق خلائق تجھی نظر آتی ہین پریشان
یہ دفتر عالم کہین ابتر تو نہین ہے

کیون دیکھتا ہون وصل مین خم اب شب فرقت — سرخاب کا تکیی مین کوئی پر تو نہین ہے
او طفل جو کہتا ہی بری آنچ ہی اسکی — چہوٹا سا ترا نیمچہ اخگر تو نہین ہے
کس شوق سی آیا ہی گل زخم کی جانب — اس تیر مین بلبل کا کوئی پر تو نہین ہے
قبضی کی کٹوری مین ہی تلوار کا پانی — اب بارہ پہ آب اسکی ستمگر تو نہین ہی
خالی ہو تو از خود عرق شرم سی بہر جائے — منت کش ساقی مرا ساغر تو نہین ہے
عریانی کی جامی کا گریبان بنا ہے — بیکار گلی پر ترا خنجر تو نہین ہے
کہتی ہو مجہی خواب مین معراج ہوی ہے — جبریل کا تکیی مین کوئی پر تو نہین ہے
کیون اوٹہ گئی پای صف مژگان کج ادای یار — فرمائیی بہاگا ہوا لشکر تو نہین ہی
رسوا نہ کریگا تمہین یہ دیدۂ حیران — پر آب ہی آئینہ صفت تر تو نہین ہی

١٨٩ — ولہ — ١٣

تم جو ٹہہرا و گرو کو رہی بینا ہو جای — منہ پہ ٹہہر جو گئی آنکہ کا ڈہیلا ہو جای
اگر میان کہیی جو بن یہ زیادا ہو جای — نکل آئی جو عرق حسن کا دریا ہو جای
گردش چشم کا تیری اثر ایسا ہو جای — گرد اوڑی پای نگہ سی تو بگولا ہو جائے
ذبح کرنی مین جو ہو ڈر تری رسوائی کا — رنگ اوڑ جای ابہی خون پسینا ہو جائے
سرمہ دینی مین نکل آئین جو تیری آنسو — ہر گل اشک ابہی نرگس شہلا ہو جائے
چشم مخمور سی دیکھی جو وہ بت کعبی کو — می سنی محرلب کا لبریز پیالا ہو جای
ٹہنک رہا ہی یہ مرا جسم اگر دیکھی نبض — الفت عیسی ابہی جل کر کفت سونا ہو جائے

نشانی ہین پاؤن جو تم سبزہ تر پر رکھو
حال کچھ اونکی تلوّن کا نہ مجھسے پوچھو
رنگ کندن سا تمہارا ہی عجب کیا ہی اگر
تم جو اک ہاتھ لگاؤ تو وہین ایسا خوش ہون
سرمگین آنکھ کی گرباد مین تہہرا جائی

ہو یہ بالیدہ ابہی صورت مینا ہو جاے
عکس جس گل پہ پڑی وہ گل حنا ہو جاے
طوطی سبزہ خط سوفی کی چڑیا ہو جای
ابہی دو ہاتھ کا ای جان کلیجا ہو جاے
سنگ سرمہ یہ مری آنکھ کا ڈھیلا ہو جاے

۱۹۰ — ۷

در دندان نبی کی جو رولائی الفت
ای وزیر اشک ہر اک عرش کا تارا ہو جاے

دیکھکر مجھ زار کا مردہ وہ بولی ناز سی
کیا نزاکت ہی ہوا صدمہ خرام ناز سی
دیکھنی والون مین تیری وہ بہت اچھی رہے
چاند کی ٹکڑی تری تلوی ہین او خورشید رو
درد دوری اوس دہن کیطرح پوشیدہ رہے
تیری دیوانی کو ایسا شور وشر سی ننگ ہے
بردی کانونکی پھٹی جاتی ہین بلبل فرط ضعف

غش نہ آیا ہو شکست رنگ کی آواز سی
آگیا غش یار کو خلخال کی آواز سی
قتل کر ڈالا جنہین تیغ نگاہ ناز سی
چاندنی نکلی نکیونکر فرش پا انداز سی
چاہیی ای دل جگر واقف نہو اس راز سی
پاؤن تک واقف نہین زنجیر کی آواز سی
ناک مین دم ہی شکست رنگ کی آواز سی

۱۹۱ — ۸

وله

ای جان تو ہو دور تو کسطرح نکل پڑی
کرتی ہو ذکر میری دل بیقرار کا

نزدیک ہی کہ منہ سی کلیجہ نکل پڑے
منہ سی کہین زبان نہ باہر نکل پڑی

دامن ترا پکڑنیکو یہ مضطرب ہوی — ہاتہ اپنی آستینون کی باہر نکل پڑی
ہوتا ہی انس لڑکون کو لڑکونسی واقعے — اوطفل تجکو دیکہ کی آنسو نکل پڑی
پہنسنا تہا دل کو گیسو پیچان مین پہنس گیا — قسمت مین ہو جو پیچ تو کیونکر نہ بل پڑی
ایسا کسی کو شوق شہادت نہوی گا — گردن جہکاؤن تیغ جو اوسکی اوگل پڑے
لکہنی لگا حقیقت گریہ جو یار کو — میری طرح قلم کی بہی آنسو نکل پڑی
باتین جو چکنی چکنی سنی میری یار کے — زاہد تو کیا ہی اوسکا فرشتہ پہسل پڑے

١٩٤ **ولہ** ٥٠

اوسکی تلوار کی رومال کا پہاہا تو نہین — آب شمشیر کی تاثیر جو تیزاب مین ہے
چشم خونریز مین سرمی کا نہین دنبالہ — اپنی نظرون مین ہرن یہ کف قصاب مین ہے
نازسی آنکہ اگر بند وہ کر لیتے ہین — کہتی ہین فتنہ بیدار ابہی خواب مین ہے
گر پڑی ہین مگر آنکہون سی مری گرم آنسو — کرۂ نار کا عالم کرۂ آب مین ہے
بیٹہی نظرونسی مجہی دیکہ کی کین بند آنکہین — زیب دیتا ہی کہون یار شکر خواب مین ہے

**ولہ**

ہوا ہی عشق تازہ ابتدا ہی آہ ہوتی ہے — مبارک طفل دل کی آج بسم اللہ ہوتی ہی
ملا جب درہم داغ جنون گہبرا کی دل بولا — یہی کیا عشق کی سرکار مین تنخواہ ہوتی ہے
بیان کرتا نہین دل صفحۂ وسمی مخطط کا — خدا کی گہر مین تفسیر کلام اللہ ہوتی ہی
فروغ اپنا سوا ہوتا ہی ظلم چرخ گردان سے — جو دل جلتا ہی روشن اور شمع آہ ہوتی ہے

## ۱۹۳ غزل در نعت سرور کائنات ۶

مرحبا احمد بے میم محمد لقبے
عین ربی بحقیقت و مجاز اعربے

گشت خورشید فلک شہرۂ جان بخشی تو
آمدہ عیسی مریم پی دربان طلبے

ہجر تو مرگ وصال تو حیات ست حیات
جسم را جانی و جانانی و عیسی لقبے

گر بگویم کہ ایازی و خدا محمود ست
بسر عشق کہ این ہم نبود بی ادبے

یا حبیبے ارنی گفت خدا مثل کلیم
حق پسند این چہ جا لست باین بوالعجبے

بر در ای خضر دلم تشنۂ دیدار کسی ست
نخورم آب بقا جان دہم از تشنہ لبے

## متفرقات

مرگئی ہم وہ روانہ ہوگئے
رات بہر جاگی تہے دن کو سو گئی

قتل بی شمشیر او ظالم کیا
آئنہ دکہلا دیا دو ہوگئے

یا علی تم اور نبی تو ایک ہو
چشم احول مین مگر دو ہوگئے

## ولہ

ذکر ابرو کی زبان عادی ہوئے
بات سیدہی بہی جو کی ٹیڑہی ہوئی

بی ہوا اوڑنے لگا مشت غبار
طبع اپنی خاک کے بادی ہوئی

سو کہکر کانٹا ہوا دست جنون
خار دار اب ہاتہ کی مچہلی ہوئی

## ولہ

زر دیا زور دیا مال دیا گنج دیے
اے فلک کونسی راحت کی عوض رنج دیے

ای بتو خوبی قسمت ہی گلا کیا تم سی — جسنے راحت تمہین دی اوسنی ہمین رنج دیے
گیسون نہون کوچۂ محبوب ہین عاشق نالان — اس گلستانکو یہ مرغان نوا سنج دیے

ولہ

رفعت طلب ایسا ہون کہ ہی چین نہین ہے — پونہچا ہون وہان مین کہ فلک ہی نہ زمین ہے
بی تیری مجھی دید کا کچہ شوق نہین ہے — تو پردہ نشین ہی تو نگہ گوشہ نشین ہی
آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہے — آئینہ بہی پر تو سی مری چین بجبین ہے

ولہ

جسطرف تم ہو ادہر سر مرا جانا ہو جای — پائینی قبر کی بیٹھو تو سرہانا ہو جای
یار جاتا ہی کہو دل بہی روانا ہو جائے — ساتہ اچھا ہی اگر ایسی مین جانا ہو جائے
کبہی مجہ پہ نگہ غیر مری جبتی سجے — تیر مین آپکی کہائون وہ نشانا ہو جائے

ولہ

دیکہ پچتائیگا او بت مری ترسائی ہی — اوٹہ کی کعبی کو چلا جاؤنگا بتخانی سے
وہ مسیحا جو چلا ہاتہ چہڑا کر شب وصل — نبض مین ہے چہوٹ گئین ہاتہ کی چہٹ جانی سے

ولہ

ہجر مین اک ماہ کی آنسو ہماری گر پڑے — آسمان ٹوٹا شب فرقت ستاری گر پڑے
ہاتہ بہکی تہی زاہد کی کل شیشی کی گردن توڑ کر — آج سنتی ہین کہ مسجد کی مناری گر پڑے

ولہ

صحرا کیی ہین پیدا اٹہکر غبار دل نی — پہینکا ہی دور ہمکو اس وحشت متصل نی

ولہ

نہ خود فروشی گئی جنس دل کی طینت سی — نہ مشتری کو صدا دی شکست قیمت سے

ولہ

سیلنے پہ میری زخم مین کیا ہی نشان لگی — جراح ہاتہ ملتا ہے پہاہا کہان لگے

ولہ

لب دندان دکہا کر دینی وہ کہتی ہین شوخی سے — نکل آیا ہی دیکہو لال یہ دانتو نکی کہڑکی سی

ولہ

یاد مژگان مین مری آنکہ لگی جاتی ہے — لوگ سچ کہتی ہین سولی پہ بہی نیند آتی ہے

ولہ

صدای نالۂ دل آرہی ہی نکہت گل سے — چلی آتی ہی شاید کوچۂ منقار بلبل سی

ولہ

چمن سی توڑ کی پہولونکو باغبان چلی — تمہاری شستی کو باتین گلونکی کان چلی

ولہ

زلف نے چال صبا چلتے ہے — گیا پریشان ہوا چلتے ہے

## ترجیع بند

صبا کبہی جو ترا کوی یار مین ہو گذر — نہ بہولیو تو پیام وزیر خستہ جگر

یہ کہیو اوس سے کہ ایجان تیری فرقت مین — فغان ہی درد ہی غم ہی الم ہی آٹہ پہر

پہونچ گیا ہی گریبان کا چاک دامن تک — گذر گیا ہی بس اب سر سی آب دیدۂ تر

کبہی ہی ہوش اوسی گاہ فرط بیہوشی — کبہی ہی آپ مین وہ گاہ آپ سی باہر

ہر ایک کوچی مین پہرتا ہی صورت وحشی — کبہی ادہر سی اودہر او کبہی اودہر سی ادہر

بہت قلق جو ستاتا ہی تو یہ ٹپرہتا ہے … عجیب حسرت و ارمان سی ہاتھ پھیلا کر

بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم
بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم

## ترجیع بند

ہوا ہی اُنکی یہ فیض مسیح باد بہار … چمن مین دیدۂ نرگس تلک نہین بیمار
رہا چمن مین نہ آزار دیدہ بلبل کو … پلایا جام گل تر نے شربت دیدار
دم مسیح کا باد بہار مین ہے اثر … نہ کسطرح سی ہو زائل تپ درون چنار
دفور عیش سی بزم نشاط ہی گلشن … کلی جو چٹکے تو آئی صدا ہی نغمۂ تار
عجب نہین پر پروانہ ہو پر طوطے … نہال شمع تلک سبز ہو کی لائی بار
یہ فیض باد بہاری ریاض دہر مین ہی … بنی وہین زر گل سنگ سی جو نکلی شرار
نظر پڑی گل نا رستہ شاخسار سی یون … عیان ہو شیشی سی جیسی شراب سرخ ادہی بار
گمان غلط ہی کہ بار ثمر سے ہو گئی خم … جھکی ہین شکر کی سجدہ یکو باغ مین اشجار
چمن مین نام خدا ہی ہجوم گل ایسا … جگہ نہین جو کرے عندلیب و منقار

ہجوم لالہ و گل آنقدر شدست وزیر
نماند جای کہ بلبل کشد ز سینہ صفیر

زیادہ ہی گل رعنا سی رنگ بوقلمون … چمن مین دیکھی جسن گل کو اُگی گلستان ہی
زبان حال سی کہتی ہی موج نکہت گل … اب اندنون تو یہ فیض بہار بستان ہی

چو عندلیب بگل درد دل کند اظہار
ز فیض باغ شود نالہ سبز در منقار

یہی بہار کا اب حکم ہے گلستان پہ
کہ سایۂ گل تر سے ہو شکل گل احمر

نہ رہنی پای ذرا داغ دل مین لالی کی
لگائین مرہم کافور یاسمن لیکر

رہی چمن مین نہ بیمار آج نرگس بھی
بغیر لطف پریشان نہووی سنبل تر

خدا کی فضل سی صحت ہوی ہی آج اوسے
ہزار گلشن عالم فدا کرون جس پر

صبا سی کہدو کہ اب برگ گل کا فرش کرے
چمن کی سیر کو آئیگا آج وہ گل تر

رہین قرینی سی مرغان باغ ہر جانب
نہ کوئی آئی ادہر اور نکوئی جای ادہر

گمان سبکو یہ ہووی یہ فرش بلبل چشم
بچھائین بلبلین آنکھین میان راہگذر

چمن سی آئین نکل نخل بہر استقبال
ادب سی نذر گل اشرفی کرین لیکر

ہر اک نثار کری آج مال و زر اپنا
یہان تلک نہ رہی مشت غنچہ مین بھی زر

چو بیند آن قد و قامت چنان شود دلشاد
بسان بندہ کند سرو را چمن آزاد

تری شفا کی خوشی سی ہوی ہین بہرہ جوان
مثال تیر ہوی راست آج پشت کمان

جو چندروز ہوا تہا علیل دوراز جال
قسم خدا کی نہ تہی بس ہماری جسم مین جان

برنگ نرگس بیمار دم تہا آنکھون مین
یہ تیری رنج کا تہا رنج ای مسیح زمان

تری شفا کی دعا مانگتا تہا سب عالم
ہر ایک موی تن خلق بن گیا تہا زبان

خمیدہ غم سے تھی محراب کی طرح زاہد — دعا زبان پہ تھی اور ہاتھ مین قرآن
مدام کرتی تھی شیشی بھی نالہ قلقل سے — بنا تھا ساغر لبریز دیدۂ گریان
دعائین مانگتی تھی ہاتھ اوٹھا اوٹھا کی سبو — جھکی تھی سجدے مین ساقی سے تا بہ پیر مغان
تری شفا کی دعا مانگتا تھا روز مسیح — کہ تا فلک مری جاتی تھی نالۂ سوزان
مریض دیکھ کی تجکو یہ حال تھا اپنا — رہی تھی جسم مین طاقت نہ دلمین تاب و توان

زفرط ضعف و مرض حال من بدینسان بود
بدست مردم چشمم عصای مژگان بود.

ہزار شکر خدا نی تجھے دی جلد شفا — وگرنہ دامن عیسی تھا اور ہاتھ مرا
تو بعد غسل جو حمام مین ہو تو مین کہون — مسیر مہر درخشان ہی برج آب کا
خوشی ہر ایک ہوا تیری غسل صحت سے — کہ تیری سعائی تلی رہتی ہین ہزار ہما
خدا نی آج تجھی جان تازہ بخشی ہے — ہزار جان گرامی کرون مین تجپہ فدا
جھکا کی سجدے کو سر سب کیون دعا مانگین — جو پا شکستہ ہین اونکا تو دستگیر ہوا
نہ کیون کہون مین تجھی آسمان لطف و کرم — نگاہ مہر سے ذرون کو آفتاب کیا
خوشی نہ کیون ہو زمانی کو تیری صحت سے — ہی اس چمن مین سوا تیری کون ابر سخا
چمن مین دیدۂ نرگس بھی اب نہین رنجور — تجھی شفا جو ہوی بس کوئی مرض نہ رہا

زصحت تو چنان اعتدال راست مدار
نمیشوند اکنون چشم دلبران بیمار

تری بہار کرم سی ہر ایک ہی زردار — بہری چمن کی گل اشرفی ہی جیب و کنار

جو نام لیکی ترا توڑی گل کوئی گلچین — تو ہاتہ مین ہو زر گل طلای دست افشار

ترا وہ حکم وہ ثروت ہی تو اگر چاہی — ہر اک فقیر کا گہر اسطرح سی ہو طیار

بجای آب ہو آب گہر کا صرف اوسمین — خمیر دین سونی کی انٹین بنائین گہر معمار

ضعیف ایسی قوی ہین تری زمانی مین — او لجہ کی چاک کری خار دامن کہسار

سوای دُر نہین ہوتا ہی کوئی طفل یتیم — ہوا مسیح زمان تو اجل ہوی بیکار

جو دیکہ لی تری تلوار ماہی دریا — تو اپنی پوست سی بہاگی نکل کی صورت مار

دعا یہ میری ہی مثل خضر ہو عمر تری — کبہی نہو تو مسیحا کی طرح سی بیمار

سوا تری کرم و لطف کی یہان اپنا — نہ کوئی یار نہ مونس نہ کوئی ہی غمخوار

قتادہ ام بدرت ای سپہر جود و کرم
برای نام وزیرم ولی فقیر توام

## خمسہ

جگر مین ناوک غم ہی لگی پہ تیغ ستم — زبان پہ آہ ہی آنکہو مین اشک لب پہ ہی دم

ہوا ہون خنجر غفلت سی کشتہ مین پر غم — مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بی خداوند ست

تری وہ چشم عنایت نہ وہ نگاہ کرم — جفائین بڑہتی ہین تیری وفائین گہٹتی ہین

غلام پریہ عتاب اپنی بندہ پریہ ستم | مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم
گمان برند کہ این بندہ بی خداوندست

کچھ اپنی واسطی کہتا نہیں ہی یہ پر غم | یہی ہی ڈر تری بندہ نوازیون کی قسم
کہی نہ بیکس وبی یار مجکو اک عالم | مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم
گمان برند کہ این بندہ بی خداوندست

## قطعہ

نکر عوض مری جرم وگناہ بیحد کا | الٰہی تجکو غفور الرحیم کہتی ہین
کہین کہین نہ عدو دیکھکر مجھی محتاج | یہ اونکی بندی ہین جنکو کریم کہتی ہین

## قطعۂ تاریخ ترتیب باغ سلطانی

باغ خوش یافت بسرو وگل وسنبل ترتیب | اندرین عہد شہنشاہ سخی وباذل
نائب مہدی دین شاہ شہان عالم | غیرت قیصر وفغفور خدیو باذل
چون صدف پرزگہر چشم تہیدستان شد | ہست دریای سخا وکرمش بی ساحل
بردر دولت این تخت نشین زر بخش | ہمچو خورشید شود کاسۂ دست نسائل
مثل خورشید درخشندہ کف ہمت او | روی تابندۂ او غیرت ماہ کامل
حبذا باغ لطیفیکہ درو بگشادہ | دفعۃً قافلۂ فصل بہار ہی محمل
نکہت نسترن ویاسمن ونسترنش | جان تازہ بدمد چون دم عیسی در دل
باغبانان ہمہ ہستند چو رضوان بردر | تا ابد بادِ خزانی نتوان شد داخل

سبزه را همچو خضر هست حیات جاوید | می شود زندگی تازه بهر دم حاصل

همچو این گلشن جان پرور و راحت افزا | نیست از روم و حبش تا بحد چین و چگل

غنچهٔ گلشن تصویر نسیمش وا کرد | عجبی نیست شگفته شود ار غنچهٔ دل

نذر گلدستهٔ تاریخ بیاورد وزیر | قطعهٔ جنت اعلی بزمین شد نازل

## قطعهٔ تاریخ تعمیر کربلا

در عهد بادشاه محمد علی نمود | عاشق علی ز صدق بنا باغ کربلا

هر صبح و شام از پی شاه زمن ز شاخ | دارد بلند دست دعا باغ کربلا

پا از سر ادب نهد اینجا ملک که هست | گلزار سید الشهدا باغ کربلا

چون گل شگفت غنچهٔ منقار عندلیب | مثل صباست عقده کشا باغ کربلا

نالد همیشه او ز صدای شکست رنگ | دارد چه عشق آل عبا باغ کربلا

کردم بپا و چه نسبت گلزار خلد گفت | ای وای ما کجا و کجا باغ کربلا

رویش بسوی کعبه و سویش رخ جهان | هم قبله هست و قبله نما باغ کربلا

کردیم فکر سال بنایش چو ای وزیر | بنوشت کلک فکرت ما باغ کربلا

## قطعهٔ تاریخ ترتیب دیوان فقیر محمد خان بهادر گویا

زهی منبع جود خان بهادر | که هست او به بحر شرف بی بهادر

کف همتش غیرت ابر نیسان | که آن آب می بارد او گوهر افشان

چو مریخ خونریز باشد به هیجا | چو خورشید تابان بود عالم آرا

عدو غرق خون ز آب شمشیر او بند | حسودان نشانه پی تیر او بند

ز پیلان او هست یک پیل گردون | سبق برد رخشش بشبدیز و گلگون

به ایثار گنجینه هامے دہد او | به اصرار پشمینه هامے دہد او

نه مغموم شد هیچکس از در او | نه محروم شد هیچکس از زر او

رفیق جناب وزیر معظم | فقیر محمد امیر مکرم

صد و بست سالش بود زندگانی | باقبال و باجاه و باکامرانی

نصیبش بود صحت و عافیت هم | قرینش بود عشرت و میمنت هم

بود لطف نظمش به از آب گوهر | زبان شست لاریب از آب کوثر

محیط جهانست فکر رسایش | که شد ورد بر هر زبان شعرهایش

کلام فصیحش بلاغت نظام ست | بدیع و بیان را ازو انتظام ست

ز مضمون چشمان بیمار جانان | شده دفترش غیرت نرگستان

چو فکری در اشعار رنگین نموده | ز حد رتبهٔ گلعذاران فزوده

به از ابرو حور هر بیت دیوان | نقط غیرت خال رخسار غلمان

به از نسر طائر طیور مضامین | ز کیوان بلند ست معنے رنگین

ز هر مصرعش مصرع سرو شد پست | ز رنگینیش جیب گل چاک گشت ست

دوانش خم و کلک او باده نوش ست | مضامین او همچو مستے بجوش ست

چو مائل بترتیب و تالیف آن شد | بهر صفحه رنگ گلستان عیان شد

| | |
|---|---|
| نه تالیف و ترتیب دیوان نموده | که او نخلبندی بستان نموده |
| بگفتند سالش ز مه تا بماهی | که ترتیب دیوان همایون الهی |

## قطعهٔ تاریخ مسجد

| | |
|---|---|
| ساخت چون مسجد بنا اسحاق و اسمعیل خان | از ره صدق و صفا همپایهٔ بیت الحرام |
| بهر تاریخش مصلی ها بگفتند ای وزیر | کعبهٔ ایمان ما این هست بیشک والسلام ۱۲۶۱ |

## ایضاً

| | |
|---|---|
| ساخت اسحاق خان و اسمعیل | مسجد دومی ز فضل خدا |
| سال تاریخ او نوشت وزیر | شد دگر کعبهٔ شریف بنا ۱۲۶۹ |

## قطعهٔ تاریخ تولد شاهزاده مرزا خورشید شکوه

| | |
|---|---|
| از فطرت شهزادهٔ خورشید شکوه | تر شد دهن خشک من از آب مراد |
| از زمین قدم زمین چو شد رشک فلک | خرم گردید و سر بپایش بنهاد |
| گل خنده زن است و بلبلان نغمه سرا | شد دور ز طبع باغبان خوی عناد |
| از فیض بهار عیش و عشرت چه عجب | گلدام شود چمن بدوش صیاد |
| تاریخ دعائیه رقم کرد وزیر | جاوید جوان بخت جوان طالع باد ۱۲۶۳ |

## خاتمة الطبع

هدیهٔ سپاس فراوان او تحفهٔ حمد بی پایان لائق بارگاه بدیع الارض والسماوات

کہ جسنے ایک مشت خاک کو جامع الصنائع بناکر علم معنی و بیان سکھایا اور لآلی ثنای بی شمار اوس عالم امی لقب کی لیے سزاوار ہی کہ جسنے اہل عالم مثال کو مجاز و حقیقت کا تفرقہ بتاکر استعارہ اصنام کو کہ مشبہ بہ کو عین مشبہ سمجھتی تہی دلائل بینہ سے باطل فرمایا اور مناقب عظمی لائق سرکار آل اطہار اور اصحاب کبار ہی کہ جن کی ظہور کی برکت اور فیض ہدایت سی کنایہ معرفت ذہن مین آیا ہی بعد خاکسار کج مج زبان امیدوار افضال ایزد منان محمد عبدالواحد خان خلف محمد مصطفی خان ابن حاجی محمد روشن خان خلہما اللہ فی دار الجنان اہل انصاف کی خدمت مین صاف صاف عرض کرتا ہی کہ مدت دراز سی خیال انطباع کلام بلاغت نظام افصح الفصحا محسود الشعرا عالم دقائق شعر و سخن اکمل شاعران زمین دانای اشارات بدیع و بیان واقف رموز محاورات اردو زبان فخر المتقدمین سند المتاخرین اشرف شرفای ذیشان افضل نجبای ہندوستان جامع خصائل دلپذیر حاوی فضائل بی نظیر جناب خواجہ محمد وزیر ابن خواجہ محمد فقیر تغمد ہما اللہ بغفرانہ الخطیر کا ملحوظ خاطر فاتر تہا لیکن مستغنی المزاجی اور آزاد طبعی سی کہ لازمہ اہل کمال ہے سوای احباب و تلامیذ کی ایک پرچہ بہے مصنف کی پاس کبہی نہ دیکہا الحمد للہ کہ اس ایام جمعیت انضمام مین ہزاران جانفشانی اور سعی محبان دلی سید ہادی علی اور سید محسن علی صاحب سی کہ سرخیل شاگردان عالی وقار

اور سر دفتر تلمیذان صاحب اعتبار جناب غفران مآب ہین یہ گلدستہ سخت جگر کہ
ورق ورق اور پرچہ پرچہ اس کا مثل اوراق گل پریشان اور منتشر تھا
بکمال صحت فراہم اور مرتب ہوکر موسوم بہ دفتر فصاحت ۱۲۶۳ ہوا اور باہتمام
خاکسار مین مشک ریزی خامہ عنبرین شمامہ مشتاق خفی و جلی شیخ
اشرف علی سی انتیسوین ۲۹ تاریخ ذی الحجہ سنہ ۱۲۷۰ ہجری کو مطبع مصطفائی
واقع شہر لکھنو محلہ محمود نگر مین زیور طبع زیب فرما کر یوسف بازار شہرت ہوا تھا
اب کہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری ہین اس شاہد معنی کے ہزارون ارباب سخن مشتاق
نظر آئے اور بسبب نایابی و کم یابی کی اطراف و اکناف سی سیکڑون
خط اصحاب کی برابر آئی لہذا بار دیگر قلم مشکین رقم خطاط مشہور آفاق
مولوی محمد عبد الرزاق صاحب سی لکھوایا اور بکمال صحت
و تحقیق کے ساتہ کاغذ صاف و عمدہ پر چہپوایا احباب
کو فکر تازہ کے تکلیف دیمی مناسب نجانے
بطور یادگار قدیم تاریخون سے
صفحات خاتمہ کو زیب
دے فقط *

* * *

# تاریخہای طبع دیوان بلاغت عنوان نتائج افکار شعرای برگزیدہ روزگار

از جناب فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر برق تخلص شاگرد رشید جناب شیخ امام بخش صاحب مغفور ناسخ تخلص تغمدہ اللہ بغفرانہ

| | |
|---|---|
| مطبوع طبائع خلائق بجہان | منظوم وزیر با کمال ہندست |
| تاریخ رقم کرد چنین خامۂ برق | دیوان کلیم بیمثال ہندست ۱۲۷۲ |

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

| | |
|---|---|
| ہی مطلع خورشید کا ہر شعر نظیر | ہی ہر مصرع مین ماہ نو کی تنویر |
| ای بحر یہ سال طبع لکہا مین نے | ہی نسخۂ برگزیدہ دیوان وزیر ۱۲۷۲ |

از جناب کپتان مقبول الدولہ احسان الملک مرزا محمد مہدی علیخان بہادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم و مغفور

| | |
|---|---|
| خواجہ وزیر افصح دوران وحید عصر | یکتا بفکر بودہ و مشاق لاجواب |
| دیوان شدہ چو طبع بگو سال ای قبول | این کارنامہ ہست در آفاق لاجواب ۱۲۷۲ |

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شہید تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

| | |
|---|---|
| شاد و مسرور شود ہر کہ ببیند این را | دوستان طبع نمودند چہ دیوان متین |
| سال مطبوع چنین ساختہ تحریر شہید | منطبع گشتہ چہ دیوان کلام الحق این ۱۲۷۲ |

از جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

نظمِ اقلیم سخن اس نظم کو کہتی ہین سب — گیون نہ خاقانی ہوا گنج لحد مین گوشہ گیر
مہر لکہہ و تم یہی بس مصرع تاریخ طبع — صاف منشور معانی ہی کہ دیوان وزیر ۱۲۷۲

## از لالہ رام سہامی صاحب رونق تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

وزیر بادشہ شاعران شد از دنیا — مدام روضۂ رضوانش خوابگاہ بود
بخاندان نبی و علی شود محشور — دعا قبول بدرگاہ آلہٰی آلہ بود
ندیدہ است کسی شاعری چنین خوش فکر — فلک بدعوی من در جہان گواہ بود
چو بعد رحلت او طبع گشت دیوانش — کہ حسن مطلع او رشک مہر و ماہ بود
نوشت مصرع تاریخ طبع آن رونق — طلسم عشق پسند وزیر و شاہ بود ۱۲۷۲

## از مرزا علی حسین صاحب کیوان تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

مدحت شیرین زبانی شہ دین ورد داشت — زین سبب جملہ کلامش گشت شیرین مثل شہد
بعد مرگش نظم شد مطبوع و کیوان سال گفت — طبع دیوان وزیر ہیچو خاقانی بعہد ۱۲۷۲

## ایضاً

آن خواجہ وزیر متوفی — خاقانی دیگر برہمن شد
دیوان شد و مطبوع و بگو سال — مطبوع ہمہ طبع سخن شد ۱۲۷۲

## ایضاً

وزیر خوش بیان شیرین زبان خوش گو — انہین کی واسطی تہی شاعری موضوع
چہپی جب نظم کیوان نی کہی تاریخ — قبول سرا خاقانی ہوئے مطبوع ۱۲۷۲

**از منشی اعظم علی صاحب ذرہ تخلص شاگرد منشی مظفر علی صاحب اسیر**

شدہ مطبوع نظم خواجہ وزیر | چون دل عاشقان شور انگیز
گفت تاریخ طبع او ذرہ | سخن یادگار سحر آمیز ۱۲۷۲

**از شیخ الہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب**

وزیر کا ہی کلام ایسا نظیر جسکا کہین نہ دیکھا | فصیح بندش تو شعر عمدہ ہر ایک مضمون بلند و یکتا
کرون جو عشقی مین اسکی مدحت زبانمین میرے کہان ہی طاقت | مزہ اوٹھائینگی روح شوکت ہی ہین ایسا ہر استعارا
بس ایسی رتبی کا ہو جو دیوان تو اوسکی تاریخ ہی شایان | زبان شیرین کلام رنگین کمال زیبا کمال زیبا ۱۲۷۲

**از سید کاظم حسین صاحب تنویر تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک**

بلبل جان تازگی پاتی ہی اسکی سیر سے | ہر روش ہی گلشن بہار دیوان وزیر
طبع کی تاریخ یہ تنویر کرتا ہے رقم | شاہراہ معدن افکار دیوان وزیر ۱۲۷۲

**از میر ضامن علی صاحب جلال تخلص شاگرد جناب فتح الدولہ بہادر برق تخلص**

چو شد بکوشش بنجوہ مرتب این دیوان | پسند گشت دل خلق را چہ خاص چہ عام
جلال مصرع تاریخ سال طبع نوشت | ہمہ کلام وزیر است شاہ کل کلام ۱۲۷۲

**از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر جناب خواجہ صاحب مرحوم**

دیوان شہ اقلیم سخن کا ہوا مطبوع | کس طرح سخن سنج نہون گرم ثنا آج
احباب تو کیا بر سر انصاف ہین حاسد | تعریف کی ہر سمت سی آتی ہی صدا آج
ترتیب سی اور چھپنی سی جوبن نکل آیا | ہر شاہد معنی کو ملا حسن صفا آج

انصاف

انصاف ہی سب نقش و نگار اوسکی جو دیکھی
مانی کھی از رنگ کا بھی رنگ مٹا آج

کیا نور کی گل بوٹی ہین کس حسن کے بیلین
ہی قابل دید اس چمنستان کی فضا آج

تحریر کرو طبع کی تاریخ سفیر اب
گویا کوی آراستہ معشوق ہوا آج

۱۲۷۲

## ایضاً

واہ کیا دیوان رنگین ہو چکا مطبوع آج
جسکی ہر صفحی یہ ہی عالم ریاض خلد کا

مردمک حرفونکی نقطی ہین دوائر چشم حور
دید کی قابل ہی اس دیوان کا حسن صفا

کیا مسلسل اسکی سطرین دلکش و مطبوع ہین
زلف غلمان جنان کا صاف دہوکا ہو گیا

لکہ سن فصلی بہار طبع دیوان کا سفیر
سنبلستان لطافت کیا یہی ہی واہ وا

۱۲۶۳

### از جناب آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد رشید جناب خواجہ صاحب مرحوم

کیا ہی تصویر چھپی نظم وزیر افصح
نقش ہر دل صفت صنعت مانی ہی یہ

مدح کرتی ہین عدو صورت احباب اسکی
ایک ادنی اثر سحر بیانی ہے یہ

کیون نہ سمجھی اسی دستور عمل ہر نامی
چل بسی حضرت استاد نشانی ہی یہ

ولولہ دیکھنی سی اسکی نکیون ہو پیدا
حاصل فکرت ایام جوانی ہے یہ

لکھی ہی عشق مجازی کی حقیقت نساز
دل آشفتہ و شیدا کی کہانی ہی یہ

موج زن بحر فصاحت ہی ہر اک صفحی مین
طبع مواج کی ادنی سی روانی ہی یہ

چہرۂ انور دیوان نظر آجاے اگر
بی تکلف کہین سب یوسف ثانی ہی یہ

کیون نہ پژمردہ ہون گلہای مضامین عدو — باغ حاسد کی لیی باد خزانی ہے یہ
بلبل کلک قلق نی یہ لکھا طبع کا سال — طرفہ گلدستۂ گلزار معانی ہے یہ ١٢٧٢

## از جناب سید محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

صدف طبع سی نکلا در شہوار وزیر — کرتی ہین بحر کمالات کی غواص پسند
مصرع مادۂ طبع یہ لکھہ ای محسن — اب وہ دیوان چھپا جسکو کرین خاص پسند ١٢٧٢

## ایضاً

چھپ گیا دیوان رنگین وزیر نامور — اب بدخشان پر یقین ہی لکھنؤ ہو طعنہ زن
جوہری طبع محسن نی لکھا یہ سال طبع — مطبع سنگین سی آج آیا دلا لعل سخن ١٢٧٢

## از جناب شاہزادہ مرزا محمد ہمایون قدر بہادر مسیر تخلص خلف اوسط جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سید محسن علی محسن

واہ کیا یہ نسخۂ روشن چھپا — جنکی پروانہ کرینگے سب پسند
جنکی حرف با نقط لکھہ ای مسیر — نور کی ہے شمع مضمون بلند ١٢٧٢

## از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر — دوستون کا دل نہایت شاد ہی
شعر سب ہین سکۂ کامل عیار — کیا ہی نظم حضرت استاد ہی
ہین رعایا گر مضامین لطیف — ہند شش خوب اونکی خانہ زاد ہی
کلک نشتر نے لکھا یہ سال طبع — ملک مضمون وزیر آباد ہے ١٢٧٢

### از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

للہ الحمد ہوا طبع کلام استاد — ہر سخن فہم کی دلکو ہی اسی سمت رجوع
خوب تاریخ لگی ہاتہ لکہو ای معجز — گیا ہی یہ نظم دل آویزہ ہوی ہی مطبوع
١٢٧٢

### از میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر کلام کامل استاد — شد طبع بحسن شوکت و شان
در گلشن این جہان فانی — چون نکہت گل بدہی پریشان
تاریخ چو بلبل این حسن گفت — دیوان وزیر ہست بستان
١٢٧٢

### از جناب سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

زہی دیوان بمثلی بہ آب و رنگ آرایش — چو لعل بی بہا از مطبع سنگین بدر آمد
چنین در سفت در تاریخ طبعش خامۂ بیخود — چو در شاہوار اینہم بسلک طبع در آمد
١٢٧٢

### ایضاً

واہ کیا باغ مضامین ہو چکا مطبوع آج — ہر سخنور مثل بلبل ہی ثنا خوان وزیر
کلک شاخ گل سی یہ تاریخ ای بیخود لکہو — بیخزان گلزار زیبا ہی یہ دیوان وزیر
١٢٧٢

### ایضاً در سال فصلی

صد شکر وہ کلام بلیغ آج چہپ گیا — رطب اللسان ہین جسکی صفت مین گدا و شاہ
کیا ہی جمال یوسف معنی ہی دلفریب — اس نظم کی ہی سبکو زلیخا کی طرح چاہ
ایسی بندہی ہین اس مین مضامین نو کہ — کرتی ہین کسب نور سدا جن سی مہر و ماہ

ہوں آشنای بحر سخن غوطہ زن اگر / برسوں نہ آب گوہر مضمون کی پائین تھاہ
مضمون ہر اک شہنشہ اقلیم نظم ہے / کیونکر ہو نہ روح خسرو و شاہی سے باجخواہ
باندہی ہوا یہ فیض بہار کلام نے / اوڑتی ہین ہوش باد صبا مثل برگ کاہ
کہتی ہین اسکو سحر بیانی کہ وقت دید / بی اختیار کہتے ہین حاسد بہی واہ واہ
تو شحرف کسقدر ہی یہ دیوان دلفریب / جو دائرہ ہی یوسف دلکی لیے ہی چاہ
نقل ہماسی کم نہین ہر حرف کا سواد / شاہین بنی جو آئی ادہر طائر نگاہ
پرنور اسقدر ہین نقاط حروف شعر / ہوتا ہی سبکو عقد ثریا کا اشتباہ
صفحون پہ خط اعیان نہین ہین السطور کے / گویا یہ ہی قلمرو معنی کی شاہراہ
بین السطور لیلی مضمون کی مانگ ہی / سطرین عروس نظم کی ہین گیسوے سیاہ
بیخود لکہوگی اسکی صفت تم کہان تلک / فصلی کا سال خوب دیوان پہ ہی گواہ
فردوسی دی رہا ہی لب گور سی صدا / ہی رشک شاہنامہ کلام وزیر واہ
١٢٦٣

## ایضاً در سال عیسوی

چھپا ہی وہ دیوان بی مثل آج / سند جانتی ہین سخنور جسے
نہایت ہی مطبوع یہ نظم ہے / عجب کیا جو صفحی پہ دل کی چھپے
مضامین کی ہین بندشین صاف صاف / کہ شہر سخن مین ہین نصب آئنے
اثر ہی یہ اعمال کے شوق کا / ہزارون ہی مضمون مسخر ہوئے
عدو نقد دل دیتے ہین رونما / جمال عروس سخن دیکہ کے

| | |
|---|---|
| نقوش معانی دلکش نہین | یہ تعویذ حب کے ہین گویا لکھے |
| وہ تاثیر اس نقش مضمون مین ہی | پڑہی کلمہ حاسد اگر دیکہ لے |
| مسیحی مین بیخود یہ لکہ سال طبع | عجب نقش تسخیر چہاپی گئے |
| | ۱۸۵۴ |

## ایضاً در سمت

| | |
|---|---|
| کیا خوب چہپی نظم جناب استاد | کحل بصر خلق ہوا جسکا سواد |
| خوش قطع ہر اک حرف ہی ایسا اسکا | اک قطعۂ دلکش ہی یہ دیوان گویا |
| اس رنگ کی ہر حرف نی پائی ہی نشست | دی خامۂ یاقوت رقم کو جو شکست |
| ان حرفونکی کیا دلکش و زیبا ہی کشش | ہر دائرہ معشوق کی رکہتا ہی کشش |
| جو مد ہی وہ ہی ابروِ لیلای سخن | ہر دائرہ ہی دیدۂ عذرای سخن |
| یہ اوج پہ ہی اختر تقدیر نقاط | خورشید سی دہ چند ہی تنویر نقاط |
| اس حسن کا دیوان نظر آیا جسدم | دل نی کہا سمت مین کرو سال رقم |
| ناگاہ سنی ہاتف غیبی کی صدا | یہ خوب ہی دفتر فصاحت چہاپا |
| | ۱۹۱۳ |

## از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

| | |
|---|---|
| واہ کس حسن کی اشعار ہوی ہین مطبوع | ہر سخن فہم ہی مجنونکی طرح سے شیدا |
| دلربا طبع کی تاریخ ہی لکہوای ضبط | محمل لیلی مضمون ہی یہ دیوان گویا |
| | ۱۲۷۲ |

## ایضاً

| | |
|---|---|
| چہپا کیا صاف دیوان وزیر افصح و اکمل | بیاض صبح بہجت گر اسی کہی تو زیبا ہی |

فلک ہی ہر ورق تاری حروف اوپر کہکشاں سطرین ۔۔۔ خط جدول نہین یہ خیط ابیض آشکارا ہی
دکہایا جوہر حسن صفا اس نظم نی ایسا ۔۔۔ کہ ہر اک صفحی پر آئینۂ قدرت کا دہوکا ہی
نہین سطرین صفین ہین شاہدان ماہ سیما کے ۔۔۔ بعینہ بزم انجم کا گمان نقطون پہ ہوتا ہی
تعلی پر ہین مرغان مضامین بلند ایسی ۔۔۔ کہ جنکو ہمسری کا طائر سدرہ سے دعوا ہی
جو سہل و ممتنع غزلین ہین دردآمیز ہین ایسے ۔۔۔ کہ ہر بیدرد کا سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہے
صحیح الفاظ بندش صاف سب مضمون پسندیدہ ۔۔۔ جو کچہ ڈہونڈہو خدا کی فضل ہی اسمین مہیا ہے
وہ گرما گرم ہین مضمون عالی جنکی دیکہی سی ۔۔۔ کلیجہ حاسدون کا آتش حسرت سی پہنکتا ہے
ہوی اس نظم سی منسوخ دفتر خود پسندونکے ۔۔۔ جو کہہی ناسخ دیوان اعدا اسکو زیبا ہے
جنہین ہے شک کلام خواجہ ہو کہدی کوی آکر ۔۔۔ خدا کی دین مین ای حاسدو کسکا اجارا ہے
کہین گی منصفان اہل معنی دیکہکر اسکو ۔۔۔ ہنر سی ہی یہ مملو عیب سی بالکل مبرا ہے
جو فکر سال کی آواز قلب ضبط سی آئی ۔۔۔ مرقع یہ شبیہ شاہد معنی کا چہانا ہے ۱۲۷۲

از مولوی حفیظ اللہ صاحب ربط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

وہ دیوان رنگین ہوا آج طبع ۔۔۔ کہ از رنگ کا جس پہ ہے اشتباہ
مضامین کی نقشی وہ دلکش کہنچے ۔۔۔ ہو بہزاد حیران کرے گر نگاہ
لکہا خامۂ ربط نے سال طبع ۔۔۔ مرقع ہین یہ شعر معنی کے واہ ۱۲۷۲

از جناب شاہزادہ مرزا محمد سلیمان قدر بہادر تسخیر تخلص خلف اکبر جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سید ہادی علی بیخود

چھپ چکی نظم وزیرشہ اقلیم سخن
روح خاقانی و خسرو کی ہوی گرم ثنا

آبدار ایسی ہین اشعار فصاحت انگیز
صاف آب در مضمون کا بہا ہی دریا

نعت کی شعر جو پڑہتا ہی کوی مَین کہتا ہے
خوب دیوان ہی یہ صلّ علی صلّ علی

بندشین عارض گل سی بہی سوا ہین رنگین
بلبل طبع سخندان نہو کیون اسپہ فدا

جاکی گلشن مین پڑہی شعر اگر اسکی کوی
ہر کلی گل کی چٹک کر یہ کہی خوب کہا

بلبل خامہ قسیمخیز نے لکہہ طبع کا سال
اب کہلا ہی گل مضمون نہین دیوان چھپا

۱۲۷۲

از ارشاد علی شاہ صاحب سالک تخلص شاگرد سیّد ہادی علی بیخود

دفتر دلکش جناب وزیر
للّٰہ الحمد آج طبع ہوا

حسن روی عروس مضمون کی
دل عالم ہے محو آئنہ سا

بندشین اسکے صاف ہین ایسی
دوست رکہتی ہین جسکو اہل صفا

طبع کا سال لکہو اسے سالک
اب یہ دیوان بے نظیر چھپا

۱۲۷۲

از عبد الرحیم خان صاحب سالہ ازرحیم تخلص شاگرد سیدہادی علی بیخود

ہوچکا مطبوع دیوان وزیر نامور
ہی برای استفادہ ہر کسیکو اسکی چاہ

ای رحیم اب تو رقم کر مصرع تاریخ طبع
دفتر رنگین معنی چھپ گیا کیا آج واہ

۱۲۷۲

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علیصاحب شاگرد بیخود

چھپ گیا فضل خدا سی آج وہ دلکش کلام
جسکا ہر اک شعر ہی ورد زبان خاص و عام

کسقدر مطبوع طبع خلق یہ نسخا ہوا
خاطر عالم پہ نقش کالحجر گویا ہوا

اے محمد اب لکھو یہ سال طبع دلپذیر / دلکی صفحی پر ہوا سب نقش دیوان وزیر ۱۲۷۲

## ایضاً

چھپا ہی ای محمد اب وہ دیوان / صفت کرتا ہی جسکی ہر سخندان
وہ دلکش ہی بہار باغ مضمون / دل حاسد ہو جس سی مثل گل خون
ہین خوش تقطیع سب اشعار یکسر / ہی موزون اور موزون بہ برابر
عیوب قافیہ سی ہے مبرّا / نہ اس مین دخل اقوا ہی نہ ایطا
ہر اک بندش ہی اسکی قابل دید / نہین ہی نام خارستان تعقید
وہ رنگین ہی ہر اک مصرع کی بندش / کہ جس پر ہی گل مضمون کو نازش
جب ایسا گلشن بیخار دیکھا / لکھو لی تاریخ مجھکو دھیان آیا
سنا مصراع بلبل سے زبان سی / یہ گلشن پاک ہی کیسا خزان سی ۱۲۷۲

## ایضاً

محسود خاص و عام کا دیوان چھپ چکا / کیون حاسدون کی دل کو نہ صدمہ کثیر ہو
نظم فصیح خواجہ کا ممکن نہین جواب / سحبان لحجہ مین جا کی نکیون گوشہ گیر ہو
لکہ ای محمد اب سن فصلی کا مادہ / مطبوع طبع خلق کلام وزیر ہو ۱۲۶۳

## از شیخ محمد بخش صاحب خلد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہوا مطبع مصطفائی مین طبع / کلام آج استاد بیمثل کا
یہ تاریخ اے خلد لکھ طبع کے / کھلا باغ معنی کا اب واہ وا ۱۲۷۲

از مولوی نعیم اللہ صاحب نعیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

| | |
|---|---|
| ہوا طبع فضل خدای جہان سے | کلام وزیر سخندان بی مثل |
| نعیم اسکے تاریخ کی فکر اگر ہے | یہ لکھو چھپا خوب دیوان بیمثل ۱۲۷۲ |

از منشی الطاف حسین صاحب الطاف تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

| | |
|---|---|
| شد چو زیب طبع نظم روح افزای وزیر | مہر اعجازش ز مشرق تا بہ مغرب تافتہ |
| خامۂ الطاف سالش از سر بہجت نوشت | قالب مطبع چہ جان تازہ ای دل یافتہ ۱۲۷۲ |

از مولوی محمد حسین صاحب متین تخلص شاگرد منشی الطاف حسین الطاف

| | |
|---|---|
| خوب دیوان ای متین چھپا | ایک عالم کا دلپذیر یہ ہے |
| ملک معنی میں ہے اسیکا رواج | نسخۂ حضرت وزیر یہ ہے |
| پوچھی ہاتف سی مینے جب تاریخ | کہا دیوان بی نظیر یہ ہے ۱۲۷۲ |

از جناب مرزا محمد اصغر علی خانصاحب دہلوی نسیم تخلص

| | |
|---|---|
| شریف و کامل و یکتای وقت خواجہ وزیر | چو آفتاب کلامش منور و تابان |
| پسند خلق شد ابیات طبع والایش | زبان زمزمہ ہا عندلیب ہندستان |
| چکید انچہ ز کلکش دم خیال سخن | اسیر دام مضامین شدند پیر و جوان |
| بسال طبع دلم ای نسیم ایما کرد | بگو کلام وزیر ست لائق شاہان |

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی ۱۲۷۲
کہ از مصرعۂ ثانی مطلع سر دیوان بصنعت تخرجہ بر آوردہ

بڑہایا مرتبہ نظم وزیر رشک سحبان کا ۔ ہوا شاہ دواوین نام نسیم اللہ سی دیوان کا
نگاہیں گدگداتی ہین دم نظارۂ مضمون ۔ ہوا جوش صفا سی صفحہ عارض حور و غلمان کا
عدد جب دیکہتی ہین بندش الفاظ گنتی ہین ۔ اشارہ ہی مصرع برجستہ مین شمشیر عریان کا
زبان معترض باب سخن مین کہل نہین سکتے ۔ ہوا قفل خموشی نقطہ لبہای سخندان کا
عیان ہی بسکہ شان حق ہر مضمون عالی سے ۔ لقب ہی شہپر روح الامین اوراق دیوان کا
فصاحت نی لیی بوسی زبان نکتہ پرور کی ۔ بلاغت سی ہوا اعجاز باطل فکر سحبان کا
جہپا جس دم مرتب ہو کی یہ افسون بیتابی ۔ رکہا جمعیت دل نام اجزای پریشان کا
شکست پای خامہ سی صدا تاریخ کی نکلی ۔ سر دیوان پہ ہی الحمد للہ تاج قرآن کا
١٢٦٢

ایضاً کہ از حروف منقوط مادہ سال ہجری و از غیر منقوط سال فصلی بر می آید

طبع چون گردید نیرنگ مضامین خیال ۔ شہرتش ارباب فن را مژدۂ دیدار داد
شد تماشای تمنا فکر کردم بہر سال ۔ ابر نیسان طبیعت گوہر شہوار داد
ہجری و فصلی ازین مصراع تو تسلیم گفت ۔ ای کمال فکر برتر رفعت اشعار داد
١٢٦٣ ١٢٦٤

از برادر عزیز از جان عبد اللہ خان زید اللہ عمرہ مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان خواجہ وزیر ۔ بحسن فصاحت ندارد مثال
سواد حروفش بہ میل نظر ۔ کشند توتیائی بچشم خیال
نوشتہ پی سال او کلک مہر ۔ طلسم مضامین صاحب کمال
١٢٦٢

از نواب امیر الدولہ بہادر آفتاب تخلص خلف نواب لکن الدولہ بہادر شاگرد نسیم دہلوی

| | |
|---|---|
| چون بطبع آمده کلام وزیر | شد ازو لذت آشنا هر دل |
| کرد تاریخ آفتاب رقم | شاهد فکر شاعر کامل ١٢٧٢ |

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دهلوی

| | |
|---|---|
| کلام وزیر بسیت گلشن ز طبع | سخن فهم عالم ازو کامگار ١٢٧٢ |
| رقم کرده اشرف پی زیب سال ١٢٧٢ | جگر گوشهٔ فکر عالی وقار ١٢٧٢ |

ایضاً فصلے

| | |
|---|---|
| چو دیوان وزیر از فضل یزدان | شده مطبوع با آئین بهتر |
| سخن را سر بلند بسیار سانید | معانی کرد پیدا حسن دیگر |
| سواد او سواد کاکل حور | ورق ها صفحهٔ رخسار دلبر |
| بنقد دل همه عالم طلبگار | بجانش مشتری باشد سخنور |
| دم طبعش نوشتم سال فصلے | شعاع آفتاب طبع انور ١٢٦٣ |

از مولوی باسط علی صاحب شوکت تخلص شاگرد نسیم دهلوی

| | |
|---|---|
| بتوفیق خداوند یگانه | بطبع آمد چو این ابیات مجموع |
| دل شوکت نمود ایماپی سال | بگو دیوان دلکش گشت مطبوع ١٢٧٢ |

از شادی لال صاحب چمن تخلص شاگرد نسیم دهلوی

| | |
|---|---|
| کرد در طبع رنگ سبزه بها | چون شمیم گل کمال وزیر |
| جست سالش چمن ز بلبل قدس | گفت چه گلشن خیال وزیر ١٢٧٢ |

از مرزا محبوب بیگ صاحب عاشق تخلص شاگرد نسیم دہلوے

شده طبع دیوان استاد کامل — که فکرش چو آئینه صاف از تکدر
بگو عاشق از روی اظهار سالش — زہی رائے طبع و زہی بیت این در

از وارث علے صاحب وصال تخلص شاگرد نسیم دہلوے

شده چون طبع این نظم گرامی — ز فکر شاعر صاحب کمالے
وصال از روی بہجت کن رقم سال — زہی گلدستۂ نازک خیالے

نثر خاتمہ چکیدۂ خامہ سحر کار نثار بےمثیل وحید روزگار مخترع نثر اردو معروف نزدیک و دور جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب تخلص سرور

حمد خالق ارض و سما وسیلہ نجات ہی + اور نعت سرور کائنات ذریعہ رستگاری ہی + لیکن فہم و عقل دونون مین عاری ہی + نہ اوس بحر بیکنار کا کنارا ہی + نہ اسکی تحریر کا یارا ہی اوسکی کنہ مین عقل کل حیران ہی + بشر تو انسان ہی + فکر کی رسائی وہم کا گمان بیجا ہی گناہ ہی + خاموشی بہتر ہی کہ سلسلۂ سخن کوتاہ ہی + اور اوسکی نعت کی رمز کون پای جسکا سایہ تک نظر نہ آئی + اگر انصاف فرمایئی تو ایک بات فقیر کی ذہن مین آئی ہی + طبع آزمائی ہی + کہ سایۂ ہما خصال اوس رحمت ذو الجلال کا تمام عالم کی سر پر سایہ گستر ہوتا ہی + ہم کور باطنون کی بینائی کا وہان تک کب گذر ہوتا ہی + جب پہلی مرحلی مین رہجاتی + تو کیا نظر آئی + مصلحت یہ ہی اوسپر اور اوسکی آل اور اصحاب پر سلام بہیجی درود پڑہی + زیادہ بکہیڑی مین نہ اولجہی طبیعت سی نہ گڑہی + یہ خوشہ چین خرمن سخنوران

باریک بین خود غلط سراپا قصور رجب علی بیگ سرور نے یہ خبر اظہار کرتا ہی جسکے
خواہش ہر ایک سلیقہ شعار کرتا ہی یعنی عنایت فرما انتہا کی شفیق + بحر رحمت پروردگار
کی غریق + شاعران حال مین یکتا بی نظیر جناب خواجہ محمد وزیر صاحب تخلص وزیر تہے
کئی برس گذری ہین کہ سرای فنا سی اونکا انتقال ہوا + بہت بخیر مآل ہوا شیخ امام بخش
ناسخ کی شاگرد رشید تہی + دیدہ تہی نہ شنیدہ تہی + جو باریک بین اس فن سی ماہر بلند دستگاہ
ہی + وہ بنظر انصاف دیکہہ لی کلام اونکا گواہ ہی + مرد قانع وضعدار غیور تہی + نزدیک دور
مشہور تہی + بظاہر منحنی مشت استخوان + باطن مین شیر ژیان مرد میدان + راست
باز درستی فلک کج نہاد ازل سی ٹیڑہا رہا ہی + جو وضع کی پابند ہین اونکو بکہیڑا رہا ہے
کہین سی کچہ معین تہا بی تردد معاش تہی + قناعت کی یہ معنی ہین اسپر تلاش نہ تہے
کچہ دنون فقیر محمد خان گویا سی صحبت رہی گویا باہم شیر و شکر تہی جلسی ہمدگر تہی آخر کو
شکر رنجی ہوی صحبت برہم ہو گئی + رہ و رسم کم ہو گئی + گوشہ نشینی مین سالہای
دراز اوقات بسر کی + گرم و سرد زمانہ دیکہا شام غم خوش ہو کی سحر کی + بسکہ سبکبار
تہی + ہر دم سفر کو تیار تہی اونکی مرنی سی دوستونکو تو ملال ہوا بلکہ دشمنونکو رنج بدرجہ کمال ہوا
ہزارہا غزل کہی طبیعت کی پریشانی سی جمع کرنی کا کبہی نہ دہیان کیا دیوان کو مرتب
نکیا عمداً پریشان کیا اندنون کہ سنہ ہجری بارہ سی بہتر ہین جناب سید محسن علی صاحب
محسن تخلص کہ خوب شاعر ہین + اس فن سی بہت ماہر ہین وضعدارون مین انتخاب ہین
بیمثل ہین لاجواب ہین + انہون نے بسبب ربط قدیم کوشش عظیم سی غزلین بہم پہونچائین + اور جناب

سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص کہ فن شاعری مین وہ بہی بڑی ہوشیار ہین جوان رعنا
وضعدار ہین انکی سعی سی بہت ہاتہ آئین جب دیوان تیار ہوا تو جناب محمد مصطفی خانصاحب معقول کے
صاحبزادی عبدالواحد خان کہ وہ بہی اپنا ہمسر نہین رکہتی طبیعت بہت عالی انتہا سی فہم رسا نے
اونکی کارخانی مین یہ دیوان چہپا ہی کاغذ بہت سفید پری چہرونکی عارض کا نمونا مسلسل سطرون نہین
عنبرین مع یونکی لٹ سی حسن دونا ہین السطور کشادہ تنگ کہکشان کا ڈہنگ سیاہی مین یہ چمک کہ ایک
عالم پر روشنائی کہی سفیدی سیاہی مین دنرات کا دہوکا ہی اور بکلف یہ ہی کہ بہت کیا چہپا چہپا نہین
سب کپڑ کہلا ہی رنگ ڈہنگ سب کچہ نیا ہی گو فرمانروا نہین کوی جوان قوی ہیکل تہین لیکن اشعار مین
کل نکل چلتی ہی روانی مین کلکل نہین اور ون فی مرحرکی جمع تہر کیی ہین خانصاحب نے شفافی
مین آئینہ سکندر کیی ہین خفی جلی اوپر جو کچہ لکہا جاتا ہی کاتب تقدیر کی تحریر کا پتا نظر آتا ہی لہا سا ہے
درازنہ ہٹی گا بہ دستور رہی گا اگر حسود پڑہی گا درود پڑہی گا منصف مرحبا کہی گا وہ جو شاعر نکلا
حاصل ہی اس دیوان سی پیدا ہی رمز کنایہ جو چلا ہر شعر مین ہویدا ہی معانی بندی مین
گنجلک نہین صحت الفاظ اور محاورہ مین شک نہین ادا بندی کا عالم کچہ اور ہی مطلع سی مقطع
تک ہر غزل مین ناز و نیاز ٹپکتا ہی جای غور ہی مشکل زمینون مین طبیعت کا زور آزمایا ہے
صنعتونکا زور شور دکہایا ہی آپس کی چہیڑ چہاڑ کا لطف عجائب ہی مثال کو جو دیکہی دیوان
صائب ہے جس جگہ طرز عاشقانہ مین منہ کہولا ہی بلبل شیراز کا گہر بولا ہی قند گہولتا ہی سرای فانی ڈیرہ ڈالنگی
زندگانی اور اس پریشانی مین کیا دلجمعی کا کام کیا زمانہ جوانی مین پیران جہانگرد سی زیادہ نام کیا
خلق و مروت آشنای با مزہ حاضر و غائب ایک تہی اللہم اغفر وارحم بہت صاف باطن مرد نیک تہی تمام شد